شاعری سیکھنے کے لئے آسان فہم مستند اور جامع کتاب

شاعری کرنا سیکھیں

- شاعری کی اصطلاحات
- شعر کا مفہوم اور مبادیات
- اصنافِ شاعری
- اشعار کی تقطیع کا طریقہ
- شاعری کے اہم نکات
- علم بیان۔ علم بدیع۔ معائب سخن
- بحور کا جائزہ۔ ارکان عشرہ۔ زحافات
- فنِ تاریخ گوئی

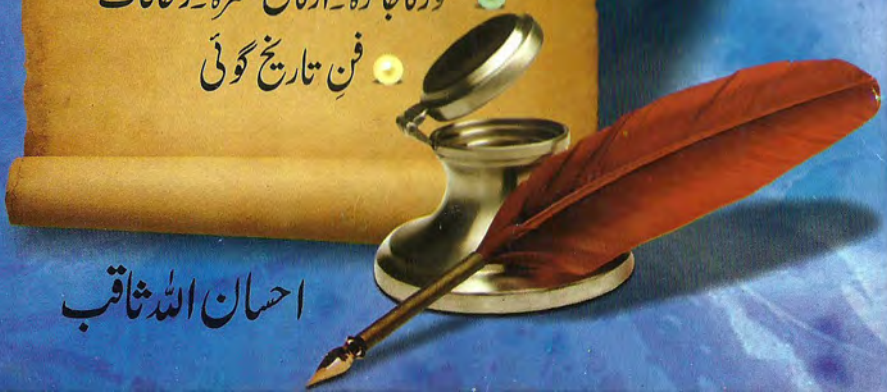

احسان اللہ ثاقب

جملہ حقوق بحق پبلشر اور مصنف محفوظ ہیں

اہتمام اشاعت: عابد احسان

کتاب: شاعری کرنا سیکھیں

مصنف: احسان اللہ ثاقب

کمپوزنگ: گوہر الطاف

ناشر: کانٹی نینٹل سٹار پبلشرز

مطبع: آر۔آر پرنٹرز، لاہور

طبع اوّل: جون 2013ء

تعداد: 1100

قیمت: -/400روپے

ملنے کا پتہ:

کانٹی نینٹل سٹار پبلشرز فیروز سنٹر، غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور فون: 0300-4234798

طلبہ کی خوبصورت، دیدہ زیب اور معیاری کتب چھپوانے کے لیے رابطہ کریں

عابد احسان: 03004234798

انتساب

معروف شاعر، ادیب اور پبلشر

خالد شریف

کے نام

فہرست

باب	تفصیل	صفحہ نمبر
	حرفِ تشکر.....احسان اللہ ثاقب	6
باب نمبر1	شاعری کی اصطلاحات	9
باب نمبر2	شعر کا مفہوم اور مبادیات	27
باب نمبر3	شاعری اور موسیقیت	39
باب نمبر4	اصنافِ شاعری	48
باب نمبر5	علمِ عروض کیا ہے	103
باب6	بحور کا جائزہ	112
باب7	ارکانِ عشرہ۔زحافات	116
باب نمبر8	بحور اور معروف اوزان	123
باب نمبر9	32 بحور کے 335 اوزان	136
باب نمبر10	اشعار کی تقطیع کا طریقہ	167
باب نمبر11	مشہور اشعار کی تقطیع	179
باب نمبر12	مستعمل اوزان کے منتخب اشعار	203
باب نمبر13	اشعار کے اوزان بتایئے	237
باب نمبر14	شاعری کے لیے اہم نکات	276
باب نمبر15	الفاظ کا تلفظ	285
باب نمبر16	ہم قافیہ الفاظ	299
باب نمبر17	علم بیان کا جائزہ	308
باب نمبر18	علم بدیع کا جائزہ	318
باب نمبر19	معائب سخن	343
باب نمبر20	فنِ تاریخ گوئی	351
	کتابیات	355

حرفِ تشکر

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشند خدائے بخشندہ

خالقِ کائنات کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس پاک ذات نے مجھے فن شاعری کے حوالے سے ''کاروانِ غزل'' جیسا شعری مجموعہ تخلیق کرنے کے بعد اب ''شاعری کرنا سیکھیں'' قارئین کی خدمت میں پیش کرنے کا اعزاز بخشا ہے۔ یہ بات درست ہے کہ اس موضوع پر اب تک درجنوں مصنفین نے جادہ پیمائی کی ہے مگر زیرِ نظر کتاب کے ایک سرسری جائزے سے ہی قارئین کو اس بات کا بخوبی اندازہ ہو جائے گا کہ یہ کاوش مضامین کے تنوع اور جامعیت کے زاویہ نگاہ سے کسی دائرہ معارف سے کم نہیں ہے۔ شاعری کی طویل تاریخ میں اب تک کسی بھی ماہرِ عروض، شاعر یا محقق نے شعری لوازمات سے متعلق نہ تو اتنے زیادہ مضامین پر خامہ فرسائی کی ہے اور نہ ہی فن شاعری کو اتنے آسان فہم اور مربوط انداز میں بیان کیا ہے۔

اس کتاب میں نہ صرف شاعری کے موضوعات کی تشریح کی گئی ہے بلکہ علمِ عروض کے مختلف پہلوؤں پر بھی تفصیل موجود ہے۔ اس سلسلے میں بحور، ارکان عشرہ، زحافات اور اشعار کی تقطیع پر آسان پیرائے میں روشنی ڈالی گئی ہے۔ علاوہ ازیں عربی، فارسی اور اردو گرامر کے اہم اصولوں کا احاطہ کرنے کے ساتھ ساتھ شاعری کے اہم نکات بھی قلم بند کر دیے گئے ہیں۔ زیرِ نظر کتاب میں اشعار کی تقطیع کا طریقہ بیان کرنے کے علاوہ بے شمار مشہور اشعار کی تقطیع کر کے فن شاعری سیکھنے والوں کے لیے آسانی پیدا کر دی گئی ہے۔ مزید برآں ''کاروانِ غزل'' سے 32 بحور کے 335 اوزان کے اشعار بھی درج کر دیے گئے ہیں جن سے حوالہ جات کا دائرہ کار مزید وسعت اختیار کر گیا ہے۔

اس حقیقت سے ہم سب آگاہ ہیں کہ اچھی شاعری کرنے کے لیے شاعر کی

رسائی علم بیان، علم بدیع، معائب سخن، الفاظ کے تلفظ، اصناف شاعری، علم قافیہ اور ہم قافیہ الفاظ تک ہونا ضروری ہے۔ کتاب کی ورق گردانی سے یہ بات سامنے آ جاتی ہے کہ مذکورہ لوازمات شاعری اس میں بدرجہ اتم موجود ہیں۔ علاوہ ازیں کتاب کے آغاز میں شاعری کی اصطلاحات شامل کر دی گئی ہیں تاکہ اہم موضوعات کا کوئی پہلو تشنۂ تکمیل نہ رہے۔ اُمید ہے کہ فن شاعری کے محققین اس بات سے اتفاق کریں گے کہ گزشتہ چار صدیوں میں لکھی جانے والی اپنی نوعیت کی یہ پہلی کتاب ہے جس میں فن شاعری اور لوازمات شاعری کے حوالے سے تقریباً سبھی موضوعات کا احاطہ کیا گیا ہے۔

فرزند ارجمند عابد احسان، چیف ایگزیکٹو، کانٹی نینٹل سٹار پبلشرز، مبارک باد کا مستحق ہے کہ اس نے میرے دیگر شعری مجموعوں کی طرح اس کتاب کو بھی دلکش انداز میں شائع کیا ہے۔ اُمید ہے کہ شاعر، ادیب، محقق اور قارئین کرام اس کاوش کو بنظرِ تحسین دیکھیں گے۔

خیر اندیش

احسان اللہ ثاقب
صدر، پاکستان رائٹرز فورم، لاہور
0300-8199198

شاعری سیکھنے والوں کیلئے انمول تحفہ

الحمد للہ ''شاعری کرنا سیکھیں'' آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ مارکیٹ میں اس سے قبل اس موضوع پر چند کتب موجود تھیں لیکن قارئین کرام خصوصاً شاعری سیکھنے کے خواہشمند طلباء اساتذہ اور نو آموز شاعر ایک جامع کتاب کی کمی شدت سے محسوس کر رہے تھے جس سے ان کے ذوق اور شوق کی تکمیل ہو سکے۔

ہمارے ادارے نے سالہا سال کی شبانہ روز کوششوں سے ''شاعری کرنا سیکھیں'' تیار کروا کے قارئین کی اس دیرینہ آرزو کو پورا کرنے کی کوشش کی ہے۔ کتاب میں یہ بھی کوشش کی گئی ہے کہ شاعری کے حوالے سے کسی بھی قسم کا پہلو تشنہ نہ رہے، اور شاعری سیکھنے کے خواہشمند خواتین و حضرات شاعری کے پیچیدہ اسرار و رموز پر آسانی سے عبور حاصل کر سکیں۔

اُمید ہے قارئین کو ہماری یہ کاوش پسند آئے گی۔ مزید برآں کتاب کی بہتری کے لیے قارئین کی آراء اور مفید مشوروں کا خیر مقدم کیا جائے گا۔

خیر اندیش

عابد احسان

چیف ایگزیکٹو، کانٹی نینٹل سٹار پبلشرز

0300-4234798

باب نمبر 1

شاعری کی اصطلاحات

اُردو زبان:

پاکستان اور بھارت میں بولی اور سمجھی جانے والی زبان۔ محققین کے مطابق یہ زبان تقریباً آٹھ سو سال پہلے شمالی ہند کی بولیوں کے فارسی اور عربی زبان کے ساتھ ملاپ سے وجود میں آئی۔ فرہنگ آصفیہ کے مطابق

''اردو زبان کی ابتداء شاہجہانی لشکر (اردو) سے ہوئی''

اٹھارویں صدی سے پہلے اسے مختلف ناموں مثلاً ہندی، ہندوی، دہلوی، ریختہ، ہندوستانی، دکنی اور گجراتی کے ناموں سے جانا جاتا تھا۔ ملا وجہی نے اپنی کتاب ''سب رس'' مطبوعہ 1630ء میں اسے زبان ہندوستان کا نام دیا تاہم سراج الدین آرزو نے 1751ء میں سب سے پہلے اردو کا لفظ زبان کے معنی میں استعمال کیا۔ بعد ازاں 1798ء میں میر محمد عطا حسین تحسین نے اپنی کتاب نوطرز مرصع میں اسے اردوئے معلیٰ کا نام دیا۔ اسی طرح میر امن دہلوی نے باغ و بہار مطبوعہ 1803ء میں اسے زبانِ اردو کہا۔ تاہم اردو میں ادبی شان پیدا ہونے پر اسے ریختہ کا نام دیا گیا تھا۔

اردو لفظ ترکی زبان کا ہے جس کا مطلب لشکر یا چھاؤنی کے ہیں۔ بقول شیرانی اکبر کے عہد میں یہ لفظ مقبول ہو چکا تھا اور اس کی تراکیب میں اردوئے علیہا، اردوئے معلیٰ، اردوئے بزرگ، اردوئے ظفرین اور اردوئے حضرت نمایاں تھیں۔ تزکِ جہانگیری میں اسے زبانِ ہندی کا نام دیا گیا۔ شاہجہان کے عہد (1627ء تا 1658ء) میں اسے اردوئے معلیٰ کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ میر تقی میر کے صاحبزادے میر کلوعرش کا ایک شعر ہے

ہم ہیں اردوئے معلیٰ کے زباں دان اے عرش
مستند ہے جو کچھ ارشاد کیا کرتے ہیں

اردوئے معلیٰ کا لفظ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ صرف لفظ اردو ہی رہ گیا جس نے عوام و خواص، بالخصوص شاعروں اور ادیبوں میں مقبولیت حاصل کی چناں چہ اٹھارویں صدی کے اختتام اور انیسویں صدی کے دوران اردو کا لفظ رائج ہو چکا تھا۔ اس سلسلے میں درج ذیل اشعار دیکھیں

خدا رکھے زباں ہم نے سنی ہے میر و مرزا کی
کہیں کس منہ سے ہم اے مصحفی اردو ہماری ہے (مصحفی)

اردو ہے جس کا نام ہمیں جانتے ہیں داغ
ہندوستاں میں دھوم ہماری زباں کی ہے (داغ)

وہ اردو کیا ہے یہ ہندی زباں ہے
کہ جس کا قائل اب سارا جہاں ہے (مرادشاہ)

اردو زبان کے اوّلین شاعر اور ادیب درج ذیل تھے

☆ بقول حافظ محمود شیرانی مرادشاہ لاہوری (وفات 1702ء) نے نظم میں سب سے پہلے اردو کا لفظ بمعنی زبان استعمال کیا۔ اس کے یہ اشعار دیکھیں

یہ قصہ جو ہے چار درویش کا
اگر نظم ہو تو بہت ہے بجا
لیکن ہو اردو زباں میں بیاں
کہ بھاتی ہے ہر ایک کو یہ زباں

☆ بقول پنڈت برج موہن مغل بادشاہ شاہجہان کے عہد میں پنڈت چندر بھات برہمن لاہوری نے سب سے پہلی اردو غزل کہی۔ اس کے دو اشعار ملاحظہ کریں

پیا کے ناؤ کی سمرن کیا چاہوں کروں کیسے
نہ تسمی ہے نہ سمرن ہے نہ کنٹھی ہے نہ مالا ہے
خدا نے کس شہر اندر ہمن کو لائے ڈالا ہے
نہ دلبر ہے نہ ساقی ہے نہ شیشہ ہے نہ پیالا ہے

☆ عبدالصمد صارم کے مطابق اردو کا پہلا شاعر گیان ناتھ ناگوری ہے جس کے بعد بابا فرید گنج شکر متوفی 664 ہجری، دکن میں پہلا شاعر دیو 1373ء اور اس کے بعد خواجہ گیسو دراز 735 ہجری ہیں۔

اردو زبان کی ابتداء:

بقول حافظ محمود شیرانی (پنجاب میں اردو) اردو زبان کی ابتداء پنجاب میں ہوئی۔ مولانا صلاح الدین نے بھی اسی نظریے کی تائید میں کہا ہے

''یاد رکھیے کہ اردو پنجاب ہی کی بیٹی ہے۔ وہ یہیں پیدا ہوئی اور یہیں پروان چڑھی''۔

سید سلیمان ندوی نے اپنی کتاب ''نقوشِ سلیمانی'' میں کہا ہے کہ سندھ کی وادی ہماری متحدہ زبان کا پہلا گہوارہ ہے۔ اعجاز الحق قدوسی کے مطابق عبدالحکیم عطا ٹھٹھوی (متوفی 1140 ہجری) اردو زبان کا سب سے پہلا شاعر ہے۔ ڈاکٹر سہیل بخاری کا دعویٰ ہے کہ اردو ویدوں سے پہلے کی زبان ہے۔ اردو زبان کی جنم بھومی مشرق میں اڑیسہ اور جنوب میں تلنگانہ سے محدود ہے۔ تاہم عین الحق فرید کوٹی نے اردو زبان کو ہڑپہ اور موہنجو داڑو کی مقامی بھاشا کا تسلسل قرار دیا ہے۔ بعض محققین نے دکن کو اردو کی جنم بھومی قرار دیا اور اس حوالے سے وہ میر کے درج ذیل قول کو سند قرار دیتے ہیں

معشوق جو تھا اپنا باشندہ دکن کا تھا

شعر: کلامِ موزوں و مقفیٰ جو بالقصد کہا گیا ہو شعر کہلاتا ہے۔

شاعری: موسیقیت آمیز اور ترنم آمیز خیالات کو شاعری کہتے ہیں (کارلائل)

بیت: شعر کو بیت بھی کہتے ہیں۔ راقم کا یہ شعر دیکھیے

جان پر کھیل گئے شام تک آتے آتے
بجھ گئے کتنے دیے بام تک آتے آتے

مصرع اولیٰ: شعر کا پہلا مصرع۔ مذکورہ بالا شعر میں مصرع اولیٰ یہ ہے

جان پر کھیل گئے شام تک آتے آتے

مصرع ثانی: مذکورہ شعر میں مصرع ثانی (دوسرا مصرع) یہ ہے

بجھ گئے کتنے دیے بام تک آتے آتے

قافیہ: وہ کلمات جو کہ اشعار میں ردیف سے پہلے آتے ہیں۔ یہ ہم وزن ہوتے ہیں مذکورہ شعر میں شام اور بام قوافی (قافیہ کی جمع) ہیں۔

ردیف: وہ الفاظ جن کی غزل کے مطلع (پہلا شعر) کے دونوں مصرعوں میں اور دیگر اشعار کے دوسرے مصرعوں کے آخر میں تکرار ہوتی ہے۔ درج ذیل اشعار میں 'نہیں کیوں' کے الفاظ ردیف ہیں

سورج نکلتا نہیں کیوں
اب سایہ ڈھلتا نہیں کیوں
ہے جس دیے کی ضرورت
وہ آج جلتا نہیں کیوں

صدر اور عروض: مصرع اول کے پہلے جز کو صدر اور آخری جز کو عروض کہتے ہیں۔

ابتدا اور ضرب: دوسرے مصرع کے رکن اوّل کو ابتداء اور رکن آخر کو ضرب کہتے ہیں۔

حشو: شعر کے دونوں مصرعوں میں صدر، عروض، ابتدا اور ضرب کے

علاوہ دیگر تمام اجزاء کو حشو کہتے ہیں۔ مربع میں کوئی حشو نہیں ہوتا جبکہ مثمن میں چار اور مسدس میں دو حشو ہوتے ہیں۔ شعر کے اجزاء کی مثالیں درج ذیل شعر میں ملاحظہ کریں

دین و دنیا میں کسی کا نہ سہارا ہو مجھے 1
ہو فقط تیری یہی طاقت تری قوت تیرا بل 2

1	دین و دنیا	میں کسی کا نہ	سہارا ہو مجھے
	صدر	حشو	عروض
2	ہو فقط تیری	ہی طاقت تری	تیرا بل
		قوت	
	ابتداء	حشو	ضرب

فرد: وہ تنہا شعر جس کے دونوں مصرعے باہم مقفیٰ نہ ہوں۔ اور کسی غزل یا نظم کا حصہ نہ ہو

درِ بت خانہ پہ کھڑا تھا آج
مومن دیں دار کیا باعث

مطلع: غزل کا پہلا شعر مطلع کہلاتا ہے

مقطع: غزل کا آخری شعر جس مین شاعر کا تخلص ہوتا ہے۔ مقطع کہلاتا ہے۔

اصناف نظم: مضمون یا ہیئت کے لحاظ سے نظم کی مختلف اقسام کو اصناف نظم کہتے ہیں۔

رائج الوقت معروف و مقبول اصناف نظم میں درج ذیل نمایاں ہیں۔

(1)	غزل	(2)	مثنوی	(3)	قصیدہ	(4)	مرثیہ
(5)	قطعہ	(6)	رباعی	(7)	واسوخت	(8)	ریختی
(9)	شہر آشوب	(10)	پابند نظم	(11)	نظم معرا	(12)	آزاد نظم
(13)	مستزاد	(14)	مسمط	(15)	مثلث	(16)	مربع
(17)	مخمس	(18)	مسدس	(19)	مسبع	(20)	مثمن
(21)	متسع	(22)	معشر	(23)	خماسی	(24)	نثری نظم
(25)	ترائیلے	(26)	سانیٹ	(27)	ہائیکو	(28)	ترکیب بند
(29)	ترجیع بند	(30)		(31)		(32)	

(1) **غزل:** عربی میں قصائد کی ابتداء میں کہے گئے عشقیہ اشعار کو تشبیب یا

نسب کہتے ہیں اس کا دوسرا نام غزل ہے۔ بقول ڈاکٹر انور سدید ''غزل بے حد لچک دار صنفِ سخن ہے اور ہر قسم کے موضوعات کو اپنے دامن میں حسن و لطافت سے سمیٹنے کی صلاحیت رکھتی ہے'' جدید غزل میں مضامین کی کوئی پابندی نہیں ہے تاہم عشق غزل کا ایک اہم موضوع ہے۔

(2) مثنوی: ایسی مسلسل نظم کو کہتے ہیں جس میں ہر شعر کے دونوں مصرعے ہم قافیہ اور ہم ردیف ہوتے ہیں مگر تمام اشعار قافیہ اور ردیف کے اعتبار سے ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں تاہم مثنوی کا مضمون مربوط ہوتا ہے۔ میر حسن کی مثنوی سحر البیان اور شنکر نسیم کی مثنوی گلزار بہت مشہور ہیں۔

(3) قصیدہ: ایسی نظم جس میں کسی زندہ شخصیت کے کردار، عادات و اطوار اور حسن اخلاق کی تعریف کی گئی ہو۔ ایک قصیدہ کے پانچ اجزاء ہوتے ہیں

(1) تشبیب (2) گریز (3) مدح (4) حُسنِ طلب (5) دُعا

(4) مرثیہ: ایسی نظم جس میں کسی مرنے والے کا ذکر انتہائی دردناک انداز میں کیا جائے اور اس کی خوبیاں حسرت ناک لہجے میں قلم بند کی جائیں۔

(5) قطعہ: دو یا دو سے زیادہ اشعار پر مشتمل ایسی نظم جس کا پہلا مصرع ہم قافیہ نہیں ہوتا مگر بعد کے ہر شعر کا دوسرا مصرع پہلے شعر کے دوسرے مصرع کا ہم قافیہ ہوتا ہے۔ ساحر لدھیانوی کا ایک قطعہ ہے

چند کلیاں نشاط کی چن کر
مدتوں محوِ یاس رہتا ہوں
تیرا ملنا خوشی کی بات سہی
تجھ سے مل کر اداس رہتا ہوں

(6) رباعی: شاعرانہ اصطلاح میں ایک مخصوص وزن کے تحت چار مصرعوں پر مکمل مضمون کا بیان رباعی کہلاتا ہے۔ رباعی کے لیے بحرِ ہزج کے 24 اوزان مقرر ہیں۔ رباعی کا پہلا مصرع ہم قافیہ ہوتا ہے۔ راقم (احسان اللہ ثاقب) کی یہ رباعی

دیکھئے

پھولوں سے مہکتا ہے بہاروں میں عشق
روشن ہے سورج میں ستاروں میں عشق
موجود رہے گا ایسے ہی صبح و شام
روز و شب کے سبھی نظاروں میں عشق

(7) واسوخت: ایسی نظم جس میں معشوق سے بیزاری کا اظہار کیا گیا ہو اور اسے تعلق توڑنے کی دھمکی دی گئی ہو۔

(8) ریختی: ایسی نظم جس میں عورتوں کے جذبات کو عورتوں کی زبان میں بیان کیا جاتا ہے۔

(9) شہرِ آشوب: ایسی نظم جس میں کسی شہر کی بربادی کا تذکرہ کیا جاتا ہے یا لڑکوں کے حسن و جمال کی تعریف کی جاتی ہے۔

(10) پابند نظم: ایسی نظم جس میں قافیہ اور ردیف کی پابندی کے ساتھ اشعار کہے جاتے ہیں، علامہ اقبال، اسماعیل میرٹھی، فاخر ہریانوی، خوشی محمد ناظر، اختر شیرانی وغیرہ نے اس صنف میں لاجواب نظمیں کہیں ہیں۔

(11) نظم معرا: یہ نظم قافیہ اور ردیف کی پابندی سے آزاد ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں اس کے مصرعے بھی چھوٹے یا بڑے ہو سکتے ہیں۔ تاہم نظم معرا وزن میں ہوتی ہے۔

(12) آزاد نظم: یہ نظم قافیہ ردیف اور وزن کی قید سے آزاد ہوتی ہے۔ اس کے مصرعے چھوٹے یا بڑے ہو سکتے ہیں۔

(13) مستزاد: ایسی نظم جس کے ہر مصرع یا شعر کے آخر میں کسی ٹکڑے کا اضافہ کر دیا جاتا ہے۔ مستزاد کہلاتی ہے۔

(14) مسمط: ایسی نظم جو کئی بندوں پر مشتمل ہوتی ہے مگر ہر بند میں مصرعوں کی تعداد مختلف ہوتی ہے۔

(15) مثلث: مثلث کے ہر بند میں تین مصرعے ہوتے ہیں۔ ہر بند کا قافیہ ردیف

ایک دوسرے سے مختلف ہوتا ہے مگر بند اول کے بعد دیگر تمام بندوں کا تیسرا مصرع پہلے بند کا ہم قافیہ ہوتا ہے۔

(16) مربع: یہ نظم چار مصرعوں پر مشتمل ہوتی ہے۔ پہلا بند ہم قافیہ و ردیف مصرعوں پر مشتمل ہوتا ہے مگر بعد میں آنے والے ہر بند کا صرف چوتھا مصرع پہلے بند کا ہم قافیہ و ردیف ہوتا ہے۔

(17) مخمس: اس نظم میں ہر بند پانچ مصرعوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ پہلا بند ہم قافیہ اور ہم ردیف مصرعوں پر مشتمل ہوتا ہے مگر بعد میں آنے والے ہر بند کا صرف پانچواں مصرع پہلے بند کا ہم قافیہ ہوتا ہے۔ نظیر اکبر آبادی کا بنجارہ نامہ مخمس کی بہترین مثال ہے۔

(18) مسدس: مسدس ایسی نظم کو کہتے ہیں جس کا ہر بند چھ مصرعوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ بناوٹ کے لحاظ سے ہر بند کے پہلے چاروں مصرعے ہم قافیہ اور ہم ردیف ہوتے ہیں جبکہ پانچویں اور چھٹے مصرعے کا الگ قافیہ اور ردیف ہوتا ہے۔ میر انیس کے میراثی، حالی کی نظم مدوجزر اسلام اور علامہ اقبال کی مشہور نظمیں شکوہ اور جواب شکوہ مسدس کی عمدہ مثالیں ہیں۔ اقبال کی نظم شکوہ کا پہلا بند دیکھیں۔

کیوں زیاں کار بنوں سودِ فراموش رہوں
فکر فردا نہ کروں محوِ غم دوش رہوں
نالے بُلبل کے سنوں اور ہمہ تن گوش رہوں
ہم نوا میں بھی کوئی گل ہوں کہ خاموش رہوں

(19) مسبغ: یہ نظم سات مصرعوں پر مشتمل ہوتی ہے۔

(20) مثمن: یہ نظم آٹھ مصرعوں پر مشتمل ایک یا زیادہ بندوں سے بنتی ہے۔

(21) متسع: یہ نظم نو مصرعوں سے بنے ایک یا زیادہ بندوں پر مشتمل ہوتی ہے۔

(22) معشر: یہ نظم دس مصرعوں سے بنے ایک یا زیادہ بندوں پر مشتمل ہوتی ہے۔

(23) خماسی: پانچ مصرعوں پر مشتمل نظم معریٰ کو خماسی کہتے ہیں۔

(24) نثری نظم: یہ نظم شعری آہنگ اور وزن کی پابندی سے آزاد ہوتی ہے۔ نثری نظم کا پہلا مجموعہ ''پنکھڑیاں'' نیرنگ خیال کے مدیر حکیم محمد یوسف حسن نے نومبر 1929ء میں شائع کیا۔

(25) ترائیلے: یہ نظم آٹھ مصرعوں پر مشتمل ہوتی ہے اس میں دو قافیے استعمال کیے جاتے ہیں۔

(26) سانیٹ: یہ نظم چودہ مصرعوں پر مشتمل ہوتی ہے۔ بنیادی طور پر یہ انگریزی صنف نظم ہے۔

(27) ہائیکو: یہ نظم تین مصرعوں پر مشتمل ہوتی ہے اور بنیادی طور پر جاپانی شعری صنف ہے۔ تینوں مصرعے مل کر سترہ سالمے (Syllables) بن جاتے ہیں جن کی ترتیب 5، 7 اور 5 ہوتی ہے۔ ہائیکو سے پہلے اردو میں ثلاثی (سہ حرفی) لکھنے کا رواج تھا۔

(28) ترکیب بند: ایسی نظم کو کہتے ہیں جس میں ہر بند کا مطلع (گرہ) مختلف لائے جائیں۔

(29) ترجیع بند: ایسی نظم جس کے پہلے بند کا ٹیپ شعر ہر بند کے بعد دہرایا جاتا ہے اس کے علاوہ ترکیب بند اور ترجیع بند میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔

بند: کسی نظم کا ایک ٹکڑا جو دو سے زیادہ اشعار پر مشتمل ہوتا ہے۔

حُسن مطلع: غزل یا قصیدے میں مطلع ثانی

دیوان: شاعر کی غزلیات یا نظموں کا مجموعہ

ساقی نامہ: وہ نظم جس میں ساقی سے مخاطب ہو کر شراب پلانے کی فرمائش کی جاتی ہے۔

سلام: وہ نظم جس میں شہدائے کربلا کو خراج تحسین پیش کیا جاتا ہے۔

نوحہ: سلام کے وہ اشعار جو خوش الحانی کے ساتھ پڑھے جاتے ہیں۔

ہجو: وہ نظم جس میں کسی شخصیت پر طنز کیا جاتا ہے۔

علم عروض: وہ علم جس سے کلام موزوں و غیر موزوں (یعنی نظم و نثر) میں فرق کیا جاتا ہے۔

ارکان عشرہ: دس بنیادی ارکان جن کی مدد سے بحروں کے اوزان قائم کیے جاتے ہیں۔
فعولن۔ فاعلن۔ مفاعیلن۔ فاعلاتن۔ فاع لاتن۔ مستفعلن۔ مس تفع لن۔ مفعولات۔ متفاعلن۔ مفاعِلتن

اصول سہ گانہ: تین کلے جن سے ارکان عشرہ مرکب ہیں۔ اصول سہ گانہ میں سبب وتد اور فاصلہ شامل ہیں۔

سبب: کلمہء دو حرفی مثلاً ہم۔تم

سبب خفیف: وہ کلمہ جس کا پہلا حرف متحرک اور دوسرا ساکن ہو مثلاً تم

سبب ثقیل: وہ کلمہ جس کا پہلا اور دوسرا حرف دونوں متحرک۔ مثلاً ہمہ اس سبب کا وجود اردو میں نہیں پایا جاتا۔

وتد: کلمہ سہ حرفی کو وتد کہتے ہیں۔

وتد مجموع: وہ سہ حرفی کلمہ جس کا پہلا اور دوسرا حرف متحرک اور تیسرا ساکن ہو مثلاً علی۔ چلن۔ نبی

وتد مفروق: کلمہ سہ حرفی جس کا اول اور تیسرا حرف متحرک ہو اور دوسرا حرف ساکن ہو جیسے لالہ اور ہالہ

فاصلہ: چہار حرفی کلمہ کو فاصلہ کہتے ہیں۔

فاصلہء صغریٰ: وہ چہار حرفی کلمہ جس میں پہلے تین حروف ساکن اور چوتھا متحرک ہو مثلاً علوی۔ صفوی

فاصلہ کبریٰ: پنج حرفی کلمہ جس کے پہلے چار حروف ساکن اور پانچواں متحرک ہو اردو میں فاصلہ کبریٰ کی مثال نہیں ملتی۔

بحریں:

ارکان عشرہ کے ملاپ سے بحور ترتیب پاتی ہیں۔ اب تک 20 بحور ایجاد کی جا چکی ہیں۔ جن میں سے پندرہ بحریں خلیل ابن احمد بصری نے ایجاد کیں۔ ایک بحر (بحر متدارک) ابوالحسن نے نکالی۔ ایک بحر (بحر جدید) بزرجمہر نے نکالی جبکہ بحر مشاکل کے موجد کا نام معلوم نہیں۔ اس طرح بقول صاحب بحرالفصاحت ابوعبداللہ قرشی نے دائرہ منعکسہ کے ذریعے نو بحور استخراج کی ہیں۔ حال ہی میں راقم احسان اللہ ثاقب نے بحر مترنم ایجاد کی ہے۔ بحر مترنم فاعلن متفاعلن دائرہ معجزہ کے ذریعے دو ارکان فعولن مفاعِلتن سے نکالی گئی ہے۔

بحور کے ماخذ دائرے:

اب تک جن دائروں کے ذریعے بیس بحریں اخذ کی جا چکی ہیں۔ ان کے نام یہ ہیں۔

1. دائرہ متفقہ: بحر متقارب سے بحر متدارک نکلتی ہے۔
2. دائرہ مختلبہ: بحر ہزج سے دو بحور بحر رجز اور بحر رمل نکلتی ہیں۔
3. دائرہ موتلفہ: بحر وافر سے بحر کامل نکلتی ہے۔
4. دائرہ مشتبہ: بحر سریع سے آٹھ بحور، منسرح، خفیف، مضارع، مجتث، مقتضب، قریب، جدید اور مشاکل نکلتی ہیں۔
5. دائرہ منعکسہ: بحر صریم سے آٹھ بحور نکلتی ہیں۔ بحر کبیر، بحر بدیل، بحر قلیب، بحر حمید، بحر اصیم اور بحر سلیم۔
6. دائرہ مختلفہ: بحر طویل سے دو بحور بحر مدید اور بحر بسیط نکلتی ہیں۔
7. دائرہ معجزہ: بحر ثاقب سے بحر مترنم نکلتی ہے۔

مفرد بحور:

(سات) ہزج۔ رمل۔ رجز۔ کامل۔ وافر۔ متقارب۔ متدارک

مرکب بحور:

(تعداد چودہ) طویل۔ مدید۔ بسیط۔ سریع۔ خفیف۔ مجتث۔ جدید۔ منسرح۔ مضارع۔ قریب۔ مشاکل۔ مترنم۔ مقتضب

زحافات:

زحافات سے مراد وہ عوامل (Operators) ہیں جو ارکانِ عشرہ پر عمل کر کے ان میں کمی بیشی کرتے ہیں۔ زحافات بتاتے ہیں کہ

(1) کس رکن کے کس ایک یا زیادہ حروف کو کم کرنا ہے۔
(2) کس رکن کے کس متحرک رکن کو ساکن کرنا ہے۔
(3) کس رکن کے حروف میں کہاں کیا اضافہ کرنا ہے۔

فروع یا مزاحف:

ارکان عشرہ پر زحافات کے عمل سے جو نئے ارکان پیدا ہوتے ہیں انہیں فروع یا مزاحف کہا جاتا ہے۔ یہ اوزان کا نام متعین کرنے میں مدد کرتے ہیں۔ مثلاً مخبون۔ مطوی۔ مقبوض۔ مشکول۔ محذوف۔ اخرم وغیرہ

حروف تہجی: کسی زبان کے رسم الخط، ترسیم یا سکرپٹ (لپی) میں پائے جانے والے حروف۔

حروف علت: عربی میں تین حروف الف، واؤ اور یائے (ی) کو حروف علت کہتے ہیں۔

عربی کا نظام اعراب: فتح (زبر)، کسرہ (زیر)، ضمہ (پیش)، جزم، تسکین، کھڑا زیر، الٹی پیش، تشدید، تنوین

شمسی حروف: چودہ حروف تہجی جن سے پہلے آنے والا لام نہیں پڑھا جاتا۔ یہ حروف ش کی طرح مشدد ہو جاتے ہیں۔

مثلاً جب اَل لفظ شمس میں داخل ہو تو الشّمس میں اَل کا لام پڑھنے میں نہیں آتا۔
شمسی حروف میں ت، ث، د، ذ، ر، ز، س، ش، ص، ض، ط، ظ، ل اور ن شامل ہیں۔

قمری حروف:

چودہ حروف تہجی جو مشدد نہیں ہوتے، مثلاً اَل لفظ قمر میں داخل ہو تو القمر میں اَل پورا پڑھنے میں آتا ہے۔ قمری حروف میں اب ج ح خ ع غ ف ق ک م و ہ ی شامل ہیں۔

اردو حروف تہجی: ہمزہ سمیت ان حروف کی تعداد 36 ہے۔

فارسی حروف تہجی: ہمزہ سمیت ان حروف کی تعداد 33 ہے۔

عمل تعریب: کسی غیر زبان کے لفظ کو عربی لفظ بنانا عمل تعریب کہلاتا ہے۔

عمل تفریس: کسی غیر زبان کے لفظ کو فارسی لفظ بنانا

عمل تاوید: کسی غیر زبان کے لفظ کو اردو لفظ بنانا عمل تاوید کہلاتا ہے۔

عمل تہنید: کسی غیر زبان کے لفظ کو ہندی لفظ بنانا

نون: نون اردو میں دو قسم یعنی نون معلن (عام نون) اور نون غنہ (بغیر نقطہ) کا ہے۔

الپ پران:

پندرہ حروف ضرورت جو ہلکی آوازیں رکھتے ہیں مثلاً ب پ ت ٹ ج چ د ڈ ر ڑ ک گ ل م ن

مہاپران:

پندرہ حروف ضرورت جو بھاری آوازیں رکھتے ہیں مثلاً بھ، پھ، تھ، ٹھ، جھ، چھ، دھ، ڈھ، رھ، ڑھ، کھ، گھ، لھ، مھ اور نھ

حروف موصل: وہ حروف جو اپنے سے بعد میں آنے والے حروف کے ساتھ جُڑ جاتے ہیں۔

حروف غیر موصل:

یہ حروف اپنے سے بعد میں آنے والے حروف کے ساتھ نہیں جُڑتے۔ یہ تعداد میں نو ہیں، (ا د ڈ ذ ر ڑ ز ژ اور و)

مخلوط حرف:

وہ حرف جو اپنے ماقبل حرف کے ساتھ بغیر کسی آواز کے مل کر ایک حرف کے برابر آواز پیدا کرے، مثلاً یائے تحتانی (ی) کاف کے ساتھ مل کر کیا (کا) کی آواز پیدا کرتی ہے۔ اردو میں صرف آٹھ حروف ھ ی ر و ت ٹ اور ڈ ہی اپنے ماقبل حروف کے ساتھ مخلوط ہو سکتے ہیں۔

تاریخ گوئی: وہ فن جس کے ذریعے حساب جمل سے الفاظ کے اعداد کا مجموعہ کسی واقعہ یا سن ظاہر کرتا ہے۔ مثلاً علامہ اقبال کی تاریخ وفات 1938ء کیلئے ''شاعر مشرق گزشت'' تاریخ گوئی ہے۔

شاعر(571)+مشرق(640)+ گزشت(727)=1938

نقائص شعر: نقائص شعر درج ذیل ہیں

تخلیع: غیر مانوس اوزان میں شعر کہنا

تحرید: ایک بحر کے ساتھ کسی اور بحر کا استعمال

وصل: کسی لفظ میں اپنی طرف سے کوئی حرف بڑھا لینا مثلاً شمع کو شمعا باندھنا

قطع: لفظ میں سے کوئی حرف چھوڑ دینا مثلاً بادشاہ کو باشا باندھنا

تخفیف: کسی مشدد حرف کو شد کے بغیر استعمال کرنا مثلاً کفّارہ کو کفارہ باندھنا

تشدید: کسی غیر مشدد حرف کو مشدد کر لینا مثلاً غیور کو غیّور باندھنا

اِسکان: کسی متحرک حرف کو ساکن کر دینا مثلاً عُلَما کو علما اور حَرکت کو حرکت باندھنا۔ مثلاً حالی کا ایک مصرع ہے ''حرکت میں ہوتی ہے برکت زیادہ''

تحریک: الفاظ کے شروع میں کسی ساکن حرف کو متحرک کر لینا مثلاً عمداً کو عَمَداً اور وحی کو وَحی لکھنا

مد: الف مقصورہ (ایک الف) کو الف ممدودہ (دو الف) لکھنا مثلاً اپنے کو آپنے باندھنا

قصر: الف ممدودہ (دو الف) کو الف مقصورہ (ایک الف) باندھنا مثلاً آسمان کو اسماں اور آفتاب کو افتاب لکھنا

نون ماقبل حرف علت: زلفِ پریشاں کو زلفِ پریشان باندھنا کیونکہ ن کا اعلان کرنا غلَط ہے۔

اسقاط ناجائز: حروف صحیح (علاوہ ا، و، ی) کو گرا دینا۔

فکِ اضافت: کسرہ اضافت کو اڑا دینا غلط ہے مثلاً اقبال کا مصرع دیکھیں

مرے مولا مجھے صاحب جنوں کر (صاحبِ ہونا چاہیے)

اضافتِ زاید: ترکیب اضافی یا ترکیب توصیفی کے بغیر کسرہ کا استعمال غلط ہے۔

محاکات: کسی چیز یا کسی حالت کی ایسی نقل اتارنا (ایسے بیان کرنا) کہ اس چیز یا حالت کی ہو بہو تصویر آنکھوں میں پھر جائے مثلاً آتش کا یہ شعر دیکھیں

حشر کو بھی دیکھنے کا اس کے ارماں رہ گیا
دن ہوا پر آفتاب آنکھوں سے پنہاں رہ گیا

حروفِ ملفوظہ غیر مکتوبہ: جو حروف تلفظ میں آتے ہیں مگر لکھنے میں نہیں آتے مثلاً الف محدودہ (آ) مشدد حروف، غیر مکتوبہ یائے اضافت اور تنوین مثلاً ساحر لدھیانوی کا یہ شعر

وہ دُور ایک ٹیلے پہ آنچل سا جھلکا
تصوّر میں لاکھوں دیے جھلملائے

(تصوّر میں واؤ مشدد ہونے کی وجہ سے دو بار وزن میں شمار ہوئی ہے)

حروف مکتوبہ غیر ملفوظہ: یہ حروف لکھنے میں آتے ہیں مگر تقطیع میں شمار نہیں ہوتے مثلاً فی الحال، بالیقیں۔ بالکل۔ اناالحق میں الف گر جاتا ہے۔ اسی طرح خود۔ خواب اور خوش کی واؤ لکھنے میں آتی ہے، وزن میں شمار نہیں کی جاتی۔

حمد: ایسی نظم جس میں اللہ تعالیٰ جل شانہ کے اوصاف اور قدرت کاملہ بیان کیے جاتے ہیں۔

نعت: وہ نظم جس میں رسول خدا خاتم النبیین محمد مصطفےٰ ﷺ کے اوصاف حمیدہ بیان کیے جاتے ہیں۔

منقبت: وہ نظم جس میں صحابہ کرام، اولیائے کرام اور بزرگانِ دین کی شخصیت اور کردار کا احاطہ کیا جاتا ہے۔

سلام: شہید کربلا حضرت امام حسینؓ کی شان میں کہے جانے والی نظم یا اشعار

تشبیہ: اس سے مراد کسی صفت کی بنیاد پر ایک چیز کو کسی دوسری چیز کے مشابہ قرار دینا مثلاً اسلم شیر کی طرح بہادر ہے۔

مشبّہ: جس چیز کو دوسری چیز سے تشبیہ دی جائے۔

مشبّہ بہ: مشبہ کو کسی دوسری چیز سے تشبیہ دی جائے۔

استعارہ: جو لفظ اپنے حقیقی معانی کی بجائے مجازی معنوں میں استعمال کیا جائے اور حقیقی اور مجازی معنوں میں تشبیہ کا تعلق ہو مثلاً ماں اپنے بچے کو چاند کہہ کر بلاتی ہے۔

کنایہ:

جب کوئی لفظ مجازی معنوں میں استعمال کیا جاتا ہے مگر اس کے حقیقی معنی مراد لیے جاتے ہیں اسے کنایہ کہتے ہیں، مثلاً شراب کو آتشِ سیّال اور سورج کو نگارِ آتشیں رُخ کا نام دیا جاتا ہے۔

مجاز مرسل:

وہ لفظ جسے اس کے حقیقی معنی کے علاوہ کسی مجازی معنی میں استعمال کیا جاتا ہے مثلاً اسلم نے گھر میں قدم رکھا سے مراد مکمل طور پر گھر میں داخل ہونا ہے۔

علم بدیع:

وہ علم جس میں صناعِ معنوی اور صناع لفظی کے ذریعے کلام میں خوبصورتی پیدا کی جاتی ہے۔

صنعت طباق: ایسے الفاظ جن کے معانی ایک دوسرے کی ضِد ہوتے ہیں۔

صنعت ایہام: ایسا لفظ لانا جو ذو معنی ہو۔

صنعت مراعات النظیر:

ایسے الفاظ لانا جن کے معانی آپس میں مناسبت رکھتے ہوں مثلاً

رو میں ہے رخشِ عمر کہاں دیکھیئے تھمے
نے ہاتھ باگ پر ہے نے پا ہے رکاب میں

صنعت لف و نشر:

اس صنعت میں چند چیزوں کا ذکر کرنے کے بعد ان چیزوں کی مناسبات کو بغیر تعیین کے بیان کیا جاتا ہے مثلاً انیس کا یہ شعر

چھپتی تھیں بھاگی جاتی تھیں گرتے تھے خاک پر
قبضوں سے تیغیں جسم سے روحیں تنوں سے سر

صنعت مبالغہ: بات کو اس حد تک پہنچانا کہ اس حد تک جانا مشکل یا ناممکن ہو۔

صنعت تلمیح:

اس صنعت میں کسی مثل قصے یا شعر کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے۔ انشاء کا یہ شعر دیکھیں

روشنی چاند سے مکھڑے پہ اسی چاہ سے ہے
چاہ نخشب اسے اب میں کہوں یا چاہِ ذقن

معائب سخن: شعری عیوب کو معائب سخن کہا جاتا ہے۔

شتر گربہ:

ایک مصرع یا شعر میں تو، تیرا، تجھے کے ساتھ تم، تمہارا یا تمہیں لانا یا میں، میرا، مجھے کے ساتھ ہم، ہمارا اور ہمیں کے کلمات لانا

شکستِ ناروا:

یہ نقص ان بحروں میں واقع ہوتا ہے جن میں مصرع دو برابر حصوں میں تقسیم ہو جاتا ہے۔ مثلاً غالب کا درج ذیل شعر مفاعلن ،فعِلاتن مفاعلن فعِلاتن میں ہے۔ اس میں جلاد کا دال دوسرے مفاعلن فعِلاتن میں چلا جاتا ہے

عجب نشاط سے جلاد کے چلے ہیں ہم آگے
کہ اپنے سایے سے سر پانو سے ہے دو قدم آگے

ضعف تالیف: محاورے کے خلاف الفاظ کا استعمال

غرابت لفظی: نامشہور اور غیر مانوس الفاظ کا استعمال

تعقید: کلام اپنے معنوں پر دلالت نہ کر سکے۔ اس کی دو اقسام ہیں۔
تعقید لفظی اور تعقید معنوی

تنافر کلمات:

کلام میں ایسے الفاظ لانا جن کے تلفظ میں دشواری پیش آئے۔

تطویل: ایک ہی لفظ کا تکرار، مثلاً اس شعر میں انسان کی عجیب تکرار ہے

ولے کوئی اس میں نہ انسان ہے
نہ انسان ہے اور نہ حیوان ہے

باب نمبر2

شعر کا مفہوم اور مبادیات

شعر سے مراد وہ غیر معمولی خیال ہے جو نرالے طور پر لفظوں کے ذریعے سے اس لیے ادا کیا جائے کہ سامع کا دل اس کو سن کر خوش یا متاثر ہو۔ یہ خیال خواہ نظم میں ہو یا نثر میں۔ بقول حالی

''شاعری کا میدان اس قدر وسیع ہے کہ بت تراشی، مصوّری اور ناٹک یہ تینوں فن اس کی وسعت کو نہیں پہنچ سکتے۔ کیونکہ بت تراش فقط صورت کی نقل اتار سکتا ہے مصوّر صورت کے ساتھ رنگ کو بھی جھلکا دیتا ہے اور ناٹک کرنے والا صورت اور رنگ کے ساتھ حرکت بھی پیدا کر دیتا ہے مگر شاعری باوجود یہ کہ اشیائے خار کی نقل میں فنون کا کام دے سکتی ہے۔''

ملٹن کے مطابق شعر کی خوبی یہ ہے کہ سادہ ہو جوش سے بھرا ہوا ہو اور اصلیت پر مبنی ہو۔ اسٹرلنگ کا قول ہے ''شاعری فی نفسہٖ ایک قوت اور مسرت ہے اس کی حالت یکساں ہے خواہ بنی نوع انسان اس کو اپنے سر کا تاج بنا لیں یا اس تن تنہا کسی جادو کے بنے ہوئے مکان میں چھوڑ دیں''۔

فلسفے اور شاعری میں قوت تخیل یکساں کام کرتی ہے یعنی فلسفے میں ایجاد و انکشاف اور شاعری میں مضامینِ رنگا رنگ اسی کا نتیجہ ہیں۔ فریڈرک رابرٹسن کے نزدیک جذبات کا نام شاعری ہے یا دوسرے لفظوں میں یوں کہیے کہ جذبات جب الفاظ کا جامہ پہن لیتے ہیں تو شعر بن جاتے ہیں۔ شاعری گویا تخیل کی تصنیف ہے جس کو صنعت جامہء ہستی سے آراستہ کرتی ہے'' نظیری کا یہ شعر دیکھیے

بر تر از حال نظیری نکتہ ہا
گویم و از خود نیا بد باورم

[میں تو اپنے حال سے بھی برتر کچھ نکات بیان کر رہا ہوں اور اس بیان و اظہار پر خود

مجھے بھی یقین نہیں آتا کہ یہ مضامین کہاں سے آرہے ہیں]

مولوی نجم الغنی بحر فصاحت میں شعر کی تعریف کرتے ہوئے رقمطراز ہے

''شعر اس کلام موزوں کا نام ہے جو اوزان مقررہ میں سے کسی ایک وزن پر مقفیٰ ہو اور بالقصد موزوں کیا گیا ہو''۔

خیال آفرینی کے حوالے سے درج ذیل اشعار کی خوبصورتی دیکھیں

بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق
عقل ہے محوِ تماشائے لبِ بام ابھی

(اقبال)

ہم نے آنکھوں میں سمندر کبھی صحرا رکھا
خود کو اک بزم بنایا کبھی تنہا رکھا

(احسان اللہ ثاقب)

ذکر اس پری وش کا اور پھر بیاں اپنا
بن گیا رقیب آخر جو تھا رازداں اپنا

(شکیب جلالی)

بات کرنی تک تمہیں آتی نہ تھی
یہ ہمارے دیکھنے کی بات ہے

(داغ)

زندگی ہے یا کوئی طوفان ہے
ہم تو اس جینے کے ہاتھوں مر چلے

(میر درد)

چلی بھی جا جرسِ غنچہ کی صدا پہ نسیم
کہیں تو قافلہء نو بہار ٹھہرے گا

(مصحفی)

دل کے آئینے میں ہے تصویرِ یار
جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی

(منشی موجی)

زندگی زندہ دلی کا نام ہے
مردہ دل خاک جیا کرتے ہیں

(ناسخ)

آدمی بلبلہ ہے پانی کا
کیا بھروسا ہے زندگانی کا

(عبدالرضا رضا)

بڑا شور سنتے تھے پہلو میں دل کا
جو چیرا تو اک قطرۂ خوں نہ نکلا

(آتش)

آ عندلیب مل کے کریں آہ و زاریاں
تو ہائے گل پکار میں چلاؤں ہائے دل

(محمد خاں رند)

یہ لاش بے کفن اسد خستہ جاں کی ہے
حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا

(غالب)

ہر بُل ہوس نے حسن پرستی شعار کی
اب آبروئے شیوۂ اہلِ نظر گئی

(غالب)

عمر ساری تو کٹی عشق بتاں میں مومن
آخری وقت میں کیا خاک مسلماں ہوں گے

(مومن)

گل دستۂ معنی کو نئے ڈھنگ سے باندھوں
اک پھول کا مضموں ہو تو سو رنگ سے باندھوں

(انیس)

نسیمِ دہلوی ہم موجدِ بابِ فصاحت ہیں
کوئی اردو کو کیا سمجھے گا جیسا ہم سمجھتے ہیں

(اصغر علی نسیم)

ابھی اس راہ سے کوئی گیا ہے
کہے دیتی ہے شوخی نقشِ پا کی

(میر حسین تسکین)

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے
یہ بازو مرے آزمائے ہوئے ہیں

(نادر لکھنوی)

اک جہاں کہکشاں سے آگے ہے
میری منزل وہاں سے آگے ہے

(محمد ممتاز راشد)

لائے اس بت کو التجا کر کے
کفر ٹوٹا خدا خدا کر کے

(دیا شنکر)

پیری میں ولولے وہ کہاں ہیں شباب کے
اک دھوپ تھی کہ ساتھ گئی آفتاب کے

(خوش وقت خورشید)

صبح ہوتی ہے شام ہوتی ہے
عمر یونہی تمام ہوتی ہے

(تسلیم لکھنوی)

دیکھ کر دوزخ میں اپنے پیر کو
احتراماً میں بھی داخل ہو گیا

(فاخر ہریانوی)

تنگ دستی اگر نہ ہو سالک
تن درستی ہزار نعمت ہے

(قربان علی سالک)

نالۂ بلبلِ شیدا تو سنا ہنس ہنس کر
اب جگر تھام کے بیٹھو مری باری آئی ہے

(جوہر فرخ آبادی)

قیس جنگل میں اکیلا ہے مجھے جانے دو
خوب گزرے گی جو مل بیٹھیں گے دیوانے دو

(میاں داد سیاح)

خط ان کا بہت خوب عبارت بہت اچھی
اللہ کرے حُسنِ رقم اور زیادہ

(داغ)

نہ میں سمجھا نہ آپ آئے کہیں سے
پسینا پونچھیے اپنی جبیں سے

(شجاع انور دہلوی)

نگاہ برق نہیں چہرہ آفتاب نہیں
وہ آدمی ہے مگر دیکھنے کی تاب نہیں

(جلیل مانکپوری)

غزل اس نے چھیڑی مجھے ساز دینا
ذرا عمر رفتہ کو آواز دینا

(صفی لکھنوی)

جینے نہیں دیتے کبھی مرنے نہیں دیتے
یہ لوگ کوئی کام بھی کرنے نہیں دیتے

(احسان اللہ ثاقب)

وحشت میں ہر اک نقشہ الٹا نظر آتا ہے
مجنوں نظر آتی ہے لیلا نظر آتا ہے

(ظریف لکھنوی)

عمر دراز مانگ کر لائے تھے چار دن
دو آرزو میں کٹ گئے دو انتظار میں

(سیماب اکبرآبادی)

خودی کا نشہ چڑھا آپ میں رہا نہ گیا
خدا بنے تھے یگانہ مگر بنا نہ گیا

(یگانہ چنگیزی)

سنبھل کر دل کے دریا میں اترنا
کہ اس ظالم کی گہرائی بہت ہے

(کرامت بخاری)

جانے والے کبھی نہیں آتے
جانے والوں کی یاد آتی ہے

(سکندر علی واجد)

دامن پہ کوئی چھینٹ نہ خنجر پہ کوئی داغ
تم قتل کرو ہو کہ کرامات کرو

(کلیم عاجز)

ایک محبت کافی ہے
باقی عمر اضافی ہے

(محبوب خزاں)

وعدے اتنی جلدی پورے کب ہوتے ہیں
تارے توڑ کے لانے میں کچھ دیر لگے گی

(احسان اللہ ثاقب)

عجیب بات ہے لب پر مرے دعا بھی ہے
مگر میں سوچ رہا ہوں کہیں خدا بھی ہے

(خواجہ محمد زکریا)

بس اک ہم ہیں کہ مٹی سے محبت کر رہے ہیں
پرندے بھی یہاں سے اب ہجرت کر رہے ہیں

(خالد شریف)

بے نام دیاروں کا سفر کیسا لگا ہے
اب لوٹ کے آئے ہو تو گھر کیسا لگا ہے

(شفیق سلیمی)

شاعری کے لوازمات:

شاعری کرنے کے لیے کچھ لوازمات ہیں ان میں شاعری کے فن سے واقفیت۔ تخیل، کائنات کا مطالعہ اور مناسب الفاظ کا انتخاب شامل ہیں۔ شاعری کے فن سے مراد یہ ہے کہ اشعار کسی مقررہ وزن میں ہونے چاہئیں کیونکہ بے وزن شعر کوئی مقام نہیں رکھتا۔ باوزن شعر اپنے اندر ایک مخصوص موسیقیت اور کشش رکھتا ہے جو کہ دل پر اثر کرتی ہے۔

بقول حالی ''شعر کے لیے وزن ایک ایسی چیز ہے جیسے راگ کے لیے بول''۔
وزن کی طرح قافیہ بھی شعر کی خوبصورتی کو دوبالا کر دیتا ہے۔ شعر کا سننا کانوں کو نہایت خوشگوار معلوم ہوتا ہے اور زبان زیادہ لذت پاتی ہے۔ قافیہ کے ساتھ ایک مترنم ردیف

بھی شعر کو دلکش بنا دیتا ہے۔ درج ذیل اشعار میں قافیہ اور ردیف کا جادو اثر دیکھیں۔

دل ناداں کو سمجھانا ضروری ہو گیا ہے
کھلونے دے کے بہلانا ضروری ہو گیا ہے

(احسان اللہ ثاقب)

نہ رفتگاں نہ آئندگاں پہ رکھا جائے
ہمارا قرض ہماری ہی جاں پہ رکھا جائے

(ریاض مجید)

یہ ایک کام ہے کرنے کا کر کے دیکھتے ہیں
وہ آنکھ جھیل ہے اس میں اتر کے دیکھتے ہیں

(سعید پسروری)

مانوس یوں ہوئے نہ کبھی زندگی سے ہم
کچھ اجنبی سے وہ رہے کچھ اجنبی سے ہم

(شاعر علی شاعر)

دم رخصت اسے جینے کی دعا دی ہم نے
اور پھر آخری کشتی بھی جلا دی ہم نے

(شہناز مزمل)

دریچہ بے صدا کوئی نہیں ہے
اگرچہ بولتا کوئی نہیں ہے

(صابر ظفر)

عشق کرنے کے بھی آداب ہوا کرتے ہیں
جاگتی پلکوں پہ کچھ خواب ہوا کرتے ہیں

(خالد شریف)

عجب طلسم تھا آنکھوں کے باغ سے آگے
ملا کسی کو نہ رستہ چراغ سے آگے

(فیصل حنیف)

سرکشی کو جب ہم نے ہم رکاب رکھنا ہے
ٹوٹنے بکھرنے کا کیا حساب رکھنا ہے

(محمود الحسن گیلانی)

کہاں گزرا ہوا سارا زمانہ یاد رہتا ہے
حقیقت بھول جاتی ہے فسانہ یاد رہتا ہے

(باقی احمد پوری)

تیرے پیار کا ساون ایسا برسا ماں
ٹھنڈا لگتا ہے اب ہر اک صحرا ماں

(حسن عباسی)

تم نے رکھا ہے اس پہ پہلا قدم
راستہ تو بہت پرانا ہے

(ریاض رومانی)

دنیا کو سمجھانے میں کچھ دیر لگے گی
دل پر قابو پانے میں کچھ دیر لگے گی

(احسان اللہ ثاقب)

آئے جنون و عشق میں ایسے مقام بھی
لوگوں سے پوچھتے رہے ہم اپنا نام بھی

(سعید الظفر صدیقی)

☆ اچھی شاعری کرنے کے لیے شاعر کو یہ علم ہونا چاہیئے کہ کلاسیکل استاد

شاعروں نے کیا کہا ہے اور کیسے کہا ہے؟ یعنی عہد ساز شاعروں کے کلام کی منفرد خصوصیات کیا ہیں جن سے ان کا اسلوب جدا جدا ہے۔ بقول ابن رشیق

''شاعر کو اعلیٰ طبقہ کے شعراء کا کلام یاد ہونا چاہیے تا کہ وہ اپنے شعر کی بنیاد اسی منوال پر رکھے جو شخص اساتذہ کے کلام سے خالی الذہن ہوگا اگر وہ محض طبیعت کی اپج سے کچھ لکھ بھی لے گا تو اس کو شعر نہیں بلکہ نظم ساقط از اعتبار یا ٹکسال باہر کہیں گے۔ پس جب اس کا حافظہ بلغاء کے کلام سے پُر ہو جائے اور ان کی روشن ذہن کی لوح پر نقش ہو جائے تب فکر شعر کی طرف متوجہ ہونا چاہیے اب جس قدر مشق زیادہ ہوگی اسی قدر ملکہء شاعری مستحکم ہوگا''

شعر کی خوبیاں:

ملٹن کہتا ہے کہ شعر کی خوبی یہ ہے کہ سادہ ہو جوش سے بھرا ہو اور اصلیت پر مبنی ہو۔ سادگی سے مراد صرف الفاظ کی سادگی ہی نہیں بلکہ خیالات بھی ایسے نازک اور دقیق نہ ہونے چاہئیں جو عام لوگوں کی سمجھ سے بالا تر ہوں۔ جوش سے مراد یہ ہے کہ مضمون ایسے بے ساختہ الفاظ اور مؤثر پیرائے میں بیان کیا جائے جس سے معلوم ہو کہ شاعر نے اپنے ارادہ سے یہ مضمون نہیں باندھا بلکہ خود مضمون نے شاعر کو مجبوراً اپنے تئیں بندھوایا ہے''۔ جوش کے حوالے سے درج ذیل اشعار دیکھیں۔

اب تو گھبرا کے یہ کہتے ہیں کہ مر جائیں گے
مر کے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائیں گے
ڈرتا ہوں آسمان سے بجلی نہ گر پڑے
صیاد کی نگاہ سوئے آشیاں نہیں

(مومن)

ہم رونے پہ آ جائیں تو دریا بہا دیں
شبنم کی طرح سے ہمیں رونا نہیں آتا

(ذوق)

اصلیت سے مراد یہ ہے کہ ہر شعر کا مضمون حقیت نفس پر مبنی ہو اور جس بات پر شعر کی بنیاد رکھی جائے وہ لوگوں کے عقیدہ میں یا شاعر کے عندیہ میں فی الواقع موجود ہو۔ مثلاً میر انیس کے ماتم حضرت امام حسینؓ سے متعلق یہ اشعار ملاحظہ کریں۔

باندھے ہیں ملائک کی صفیں حلقہء ماتم
ڈر ہے نہ الٹ جائے کہیں دفترِ عالم
ہاتھوں سے عطارد کے قلم چھوٹ پڑا ہے
ہر فرد پہ اک غم کا فلک ٹوٹ پڑا ہے
منہ ڈھانپے ہے رونے کے لیے چرخ پہ مہتاب
سر کھولے ہے خورشید فلک چشم ہے پر آب

محاورہ کا استعمال بھی شعر میں خوبصورتی پیدا کرتا ہے۔ درج ذیل اشعار محاورہ کے استعمال سے لافانی ہو گئے ہیں۔

کوئی ویرانی سی ویرانی ہے
دشت کو دیکھ کے گھر یاد آیا

(غالب)

کل تم جو بزمِ غیر میں آنکھیں چرا گئے
کھوئے گئے ہم ایسے کہ اغیار پا گئے

(مومن)

رند خراب حال کو زاہد نہ چھیڑ تو
تجھ کو پرائی کیا پڑی اپنی نبیڑ تو

(ذوق)

یوں وفا اٹھ گئی زمانے سے
کبھی گویا جہاں میں تھی ہی نہیں

(داغ)

مرزا یاس عظیم آبادی اپنی تصنیف چراغ سخن میں شعر کے عناصر پر روشنی ڈالتے ہوئے کہتے ہیں ''ایک اچھے شعر میں بہت سی باتیں پائی جاتی ہیں۔ وزن، قافیہ، مناسبتِ الفاظ، بندش کی صفائی، محاکات (یعنی کسی شے یا حالت کی سچی تصویر کھینچنا) اور تخیئل، مگر محاکات اور تخیئل یہ دونوں چیزیں شاعری کے اصلی عناصر ہیں۔ محاکات کسی چیز یا کسی حالت کی نقل اتارنے کو کہتے ہیں۔ تخیئل (بقول ہنری لوئی) اس قوت کا نام ہے جو غیر مرئی اشیاء کو (یا مرئی اشیاء کو جو حواس کی کمی کی وجہ سے محسوس نہیں ہوسکتیں) نظر کے سامنے پیش کر دے۔

باب نمبر3

شاعری اور موسیقیت

بحر الفصاحت کے مطابق ''شعر اُس کلامِ موزوں کا نام ہے جو اوزان مقررہ میں سے کسی ایک وزن پر مقفیٰ ہو اور بالقصد موزوں کیا گیا ہو''

اسی طرح بقول ڈاکٹر سید عبداللہ شاعری نفسِ انسانی کا وہ خاص عمل ہے جس کے ذریعے یہ احساس کے کسی لمحے کو اخذ کر لیتا ہے اور اسے ایک صورت عطا کر دیتا ہے۔ شاعری وجدان کو لفظوں کے ذریعے معرضِ اظہار میں لانے کا نام ہے مگر اس میں قوتِ عاقلہ کا بھی عمل دخل ہے۔ یہ وجدان کے کسی ایک پرتو کا عکس نہیں بلکہ انوار کے ایک پورے سلسلے کا مربوط انعکاس ہے۔ انگریزی زبان کے شاعر شیلے کے نزدیک شاعری بہترین دماغوں اور دلوں کی مسرت سے بھرپور بہترین لمحوں کی روداد ہے اور شاعری میں وزن کی یہ اہمیت ضرور ہے کہ اس کے ذریعے آوازوں کی خاص ترتیب و تکرار سے سامع یا قاری ایک خاص حظ محسوس کرتا ہے آوازوں کے کسی متناسب نظام کے بغیر شاعری بن نہیں سکتی۔

شاعری کے مفہوم اور ہیئت کے مطالعہ سے واضح ہوجاتا ہے کہ شاعری اور موسیقیت (آہنگ) کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ بقول رکرٹ ''آہنگ لفظی تصویر گری سے بھی زیادہ اثر آفرین یا مسرت بخش عنصر ہے۔ شعر کے معنی کو سمجھے بغیر بھی آہنگ محظوظ کرتا ہے یوں معنی کے ادراک کے ساتھ مل کر اس کا لطف دوبالا ہو جاتا ہے۔ مثلاً امیر خسرو کا ایک فارسی شعر دیکھیئے

نمی دانم چہ منزل بود شب جای کہ من بودم
بہر سو رقصِ بسمل بود شب جای کہ من بودم

اس شعر میں مفاعیلن کی چار بار تکرار سماعت کو اچھی لگتی ہے۔ اور فارسی سے ناواقف افراد بھی اس آہنگ سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ اس طرح اردو اور فارسی

زبانوں کے ہزاروں ایسے اشعار ہیں جو کہ بحور کے ارکان میں پوشیدہ موسیقیت کے باعث خوبصورت آہنگ رکھتے ہیں۔ اس باب میں مختلف بحور کے دلکش اور مترنم اوزان میں معروف شعراء کے مقبول اور مشہور اشعار کی نشان دہی کرنے کی کوشش کی گئی ہے جو کہ اپنی موسیقیت اور مفہوم کے باعث شہرت رکھتے ہیں۔ سب سے پہلے بحرِ رمل کے یہ اشعار دیکھیئے

ان اشعار میں فاعلاتن فاعلاتن فاعلن کا معروف وزن اپنا رنگ دکھلا رہا ہے

عشق نے غالب نکما کردیا
ورنہ ہم بھی آدمی تھے کام کے

(غالب)

باغباں کلیاں ہوں ہلکے رنگ کی
بھیجنی ہیں ایک کم سن کے لیے

(امیر مینائی)

آگ کی پوجا کا دروازہ نہ کھول
سرخ ملبوسات میں نکلا نہ کر

(بیدل حیدری)

زندگی ہے یا کوئی طوفان ہے
ہم تو اس جینے کے ہاتھوں مر چلے

(میر درد)

بات کرنی تک تمہیں آتی نہ تھی
یہ ہمارے دیکھنے کی بات ہے

(داغ)

اسی طرح دیکھیئے کہ فاعلاتن 3 بار + فاعلن کا وزن کیسی موسیقیت رکھتا ہے

چپکے چپکے رات دِن آنسو بہانا یاد ہے
ہم کو اب تک عاشقی کا وہ زمانہ یاد ہے

(حسرت موہانی)

رنگ پیراہن کا خوشبو زلف لہرانے کا نام
موسمِ گل ہے تمہارے بام پر آنے کا نام

(فیض)

سب کہاں کچھ لالہ و گل میں نمایاں ہو گئیں
خاک میں کیا صورتیں ہونگی جو پنہاں ہو گئیں

(غالب)

شعراء کرام نے ایک مقبول وزن فاعلاتن فعِلاتن فعِلاتن فعلن کے خوبصورت آہنگ میں بھرپور اشعار کہے ہیں

تیری یادوں کی روانی ہے جہاں تک دیکھیں
گزرے لمحوں کی کہانی ہے جہاں تک دیکھیں

(احسان اللہ ثاقب)

آہ کو چاہیئے اک عمر اثر ہونے تک
کون جیتا ہے تری زلف کے سر ہونے تک

(غالب)

آسماں صبح کے آثار سے پہلے پہلے
میری قسمت کے ستارے مجھے واپس کردے

(خورشید رضوی)

لب پہ آتی ہے دُعا بن کے تمنا میری
زندگی شمع کی صورت ہو خدایا میری

(علامہ اقبال)

اُردو شاعری میں بحرِ رمل کا ایک وزن، فعِلات فاعلاتن فعِلات فاعلاتن بھی دلکش آہنگ رکھتا ہے۔ یہ اشعار اس بات کی گواہی دے رہے ہیں

انہی پتھروں پہ چل کر اگر آ سکو تو آؤ
مرے گھر کے راستے میں کوئی کہکشاں نہیں ہے

(مصطفےٰ زیدی)

یہ اُڑی اُڑی سی رنگت یہ کھلے کھلے سے گیسو
تری صبح کہہ رہی ہے تری رات کا فسانہ

(احسان دانش)

انہی راستوں نے جن پر کبھی تم تھے ساتھ میرے
مجھے روک روک پوچھا ترا ہم سفر کہاں ہے

(بشیر بدر)

اردو شاعری میں بحر ہزج بھی بڑی موسیقیت کی حامل ہے۔ یہی وہ بحر ہے جس کا تعلق رباعی کے 24 اوزان سے ہے۔ اس کے وزن مفاعیلن چار بار کے درج ذیل اشعار دیکھیں

ترے آزاد بندوں کی نہ یہ دنیا نہ وہ دنیا
یہاں مرنے کی پابندی وہاں جینے کی پابندی

(اقبال)

نمی دانم چہ منزل بود شب جای کہ من بودم
بہر سو رقصِ بسمل بود شب جای کہ من بودم

(امیر خسرو)

رُخِ روشن کے آگے شمع رکھ کر وہ یہ کہتے ہیں
اُدھر جاتا ہے دیکھیں یا اِدھر آتا ہے پروانہ

(داغ)

بحرِ ہزج کا ایک اور وزن فاعلن مفاعیلن فاعلن مفاعیلن بھی بڑا آہنگ رکھتا ہے۔

ذکر اس پری وش کا اور پھر بیاں اپنا
بن گیا رقیب آخر جو تھا رازداں اپنا

(غالب)

پیار کی فضا ثاقب لازمی ہے رشتوں میں
بے یقین موسم میں رازداں نہیں کھلتے

(احسان اللہ ثاقب)

یہ زمین تو شہزاد تیرگی کا دریا ہے
کچھ پتا نہیں چلتا اِک چراغ کا اس میں

(شہزاد احمد)

اب اداس پھرتے ہو سردیوں کی شاموں میں
اِس طرح تو ہوتا ہے اس طرح کے کاموں میں

(شعیب بن عزیز)

اب ایک معروف وزن مفعول مفاعیلن مفعول مفاعیلن کا جادو دیکھیئے

سو بار چمن مہکا سو بار بہار آئی
دُنیا کی وہی رونق دِل کی وہی تنہائی

(صوفی تبسم)

تیرے بھی صنم خانے میرے بھی صنم خانے
دونوں کے صنم خاکی دونوں کے صنم فانی

(اقبال)

اس طرح ایک وزن مفعول مفاعیل مفاعیل فعولن کا آہنگ ملاحظہ کیجئے

کس کس کو بتائیں گے جدائی کا سبب ہم
تو مجھ سے خفا ہے تو زمانے کے لیے آ

(احمد فراز)

کیفیت چشم اسکی مجھے یاد ہے سودا
ساغر کو مرے ہاتھ سے لینا کہ چلا میں

(سودا)

اب ایک اور وزن مفاعلن فعِلاتن مفاعلن فعلن کا آہنگ ملاحظہ کریں

یہ ایک کام ہے کرنے کا کر کے دیکھتے ہیں
وہ آنکھ جھیل ہے اس میں اُتر کے دیکھتے ہیں

سعید پسروری

جمال کھیل نہیں ہے کوئی غزل کہنا
کہ ایک بات چھپانی ہے اِک بتانی ہے

جمال احسانی

اردو شاعری میں بحر مضارع کا وزن مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن بھی اپنی موسیقیت کی وجہ سے بہت زیادہ مستعمل ہے۔ اس میں شاعروں نے بڑے خوبصورت اشعار کہے ہیں۔

مدت ہوئی ہے یار کو مہماں کیے ہوئے
جوشِ قدح سے بزم چراغاں کیے ہوئے

(غالب)

ہر چارہ گر کو چارہ گری سے گریز تھا
ورنہ ہمیں جو غم تھے بڑے لا دوا نہ تھے

(فیض)

آنکھوں میں تیرے خواب لیے پھر رہا ہوں میں
کتنے حسین گلاب لیے پھر رہا ہوں میں

(احسان اللہ ثاقب)

ترکِ تعلقات پہ رویا نہ تو نہ میں
لیکن یہ کیا کہ رات بھر سویا نہ تو نہ میں

(خالد احمد)

مجھ سے بچھڑ کے وہ بھی پریشان تھا بہت
جس کی نظر میں کام یہ آسان تھا بہت

(باقی احمد پوری)

بچھڑا کچھ اس ادا سے کہ رُت ہی بدل گئی
اِک شخص سارے شہر کو ویران کر گیا

(خالد شریف)

اسی بحر کا ایک اور وزن مفعول فاعلاتن مفعول فاعلاتن بھی اپنے دامن میں موسیقیت رکھتا ہے

آتا ہے یاد مجھ کو گزرا ہوا زمانہ
وہ باغ کی بہاریں وہ سب کا چہچہانا

(اقبال)

گر شوقِ وصل داری با ما بکن توزاری
جز ما مجو تو یاری خود یار باش مارا

(سلطان باہو)

زلفیں لباس ابرو آنکھیں کمر کلائی
دِل میں اُتر گیا ہے پورا نگار خانہ

(عبدالحمید عدم)

بحر رجز کا شمار بھی ان بحور میں کیا جاتا ہے جو کہ موسیقیت کے لیے ممتاز ہیں۔ اس میں مستفعلن اور مفتعلن کے ارکان خوب رنگ دکھلاتے ہیں۔ مثلاً مستفعلن چار بار

تکرار میں یہ اشعار دیکھیں

کل چودھویں کی رات تھی شب بھر رہا چرچا ترا
کچھ نے کہا یہ چاند ہے کچھ نے کہا چہرہ ترا

(انشاء)

رقص یادوں کا مسلسل ہے غزل ہے مَیں ہوں
گزرے لمحات کی جل تھل ہے غزل ہے مَیں ہوں

(احسان اللہ ثاقب)

دنیا عجب بازار ہے کچھ جنس یاں کی ساتھ لے
نیکی کا بدلہ نیک ہے بد سے بدی کی بات لے

(نظیر اکبر آبادی)

اس بحر کا ایک وزن مفتعلن مفاعلن کی رنگا رنگی دیکھیئے

دِل ہی تو ہے نہ سنگ و خشت درد سے بھر نہ آئے کیوں
روئیں گے ہم ہزار بار کوئی ہمیں ستائے کیوں

(غالب)

تم ہی نہ سن سکے اگر قصہء غم سنے گا کون
کس کی زباں کہے گی پھر ہم نہ اگر سنا سکے

(حفیظ جالندھری)

اردو شاعری میں بحرِ کامل بھی موسیقیت کے حوالے سے بڑی شہرت رکھتی ہے۔ اس میں رکن متفاعلن کا تکرار ترنم کے کئی رنگ بکھیرتا ہے۔ متفاعلن کی چار بار تکرار کے یہ اشعار دیکھیں

کبھی اے حقیقت منتظر نظر آ لباس مجاز میں
کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں مِری جبینِ نیاز میں

(اقبال)

شبِ انتظار کی کشمکش یہ نہ پوچھ کیسے سحر ہوئی
کبھی اِک چراغ جلا دیا کبھی اِک چراغ بجھا دیا

(مجروح سلطان پوری)

ترا عکس ساز ہے آئنہ مرا عکس گر کوئی اور ہے
ترے سامنے ہے صنم کدہ مرا سنگِ در کوئی اور ہے

(احسان اللہ ثاقب)

مرے روز و شب بھی عجیب تھے نہ شمار تھا نہ حساب تھا
کبھی عمر بھر کی خبر نہ تھی کبھی ایک پل کو صدی کہا

(ادا جعفری)

راقم (احسان اللہ ثاقب) کی ایجاد کردہ بحرِ مترنم میں فاعلن اور متفاعلن کی تکرار سے پیدا ہونے والی موسیقیت ان اشعار میں دیکھیں

روشنی مرے پاس آ بڑے شوق سے
جگمگا مجھے جگمگا بڑے شوق سے
بن گیا میں تری غزل تری شاعری
رات دن مجھے گنگنا بڑے شوق سے

باب نمبر 4

اصنافِ شاعری

اصنافِ شاعری میں درج ذیل نمایاں ہیں

(1) غزل (2) مثنوی (3) قصیدہ (4) مرثیہ
(5) قطعہ (6) رباعی (7) واسوخت (8) ریختی
(9) شہرآشوب (10) پابندنظم (11) نظم معراء (12) آزادنظم
(13) مخمس (14) مسدس (15) مستزاد (16) مسمط
(17) ترجیع بند (18) ترکیب بند

(1) غزل

غزل عربی زبان کا لفظ ہے۔ اس کے لغوی معنی عورتوں سے باتیں کرنا یا چرخہ کاتنا کے ہیں۔ غزل کا لفظ غزال سے نکلا ہے جس کے معنی ہرن کا بچہ ہیں۔ غزل ہرن کی اس درد ناک چیخ کو بھی کہتے ہیں جو اس کے منہ سے اس وقت نکلتی ہے جب وہ شکاری کتوں کے نرغے میں آجاتا ہے۔ بقول علامہ شبلی نعمانی

''قصیدے کی ابتداء میں عشقیہ اشعار کہنے کا دستور تھا۔ اس حصے کو الگ کر لیا تو غزل بن گئی۔ گویا قصیدے سے ایک قلم لے کر الگ لگالی''

اس طرح شبلی نعمانی مزید لکھتے ہیں

''شعراء نے سلاطین کی مداحی کے لیے شاعری کی اور چونکہ وہ عرب کی تقلید کرتے تھے اس لیے قصائد کی ابتدا میں عشقیہ اشعار بھی کہتے تھے۔ جن کو عربی میں تشبیب یا نسیب کہتے ہیں۔ اس کا دوسرا نام غزل ہے''

اصطلاحاً غزل سے مراد اردو نظم کی وہ ہیئت ہے جو کہ پانچ، سات، نو، گیارہ یا اس سے زائد اشعار پر مشتمل ہوتی ہے۔ اس کا پہلا شعر (مطلع) ہم قافیہ ہوتا ہے جبکہ دیگر اشعار کے دوسرے مصرعے ہم قافیہ ہوتے ہیں۔ غزل کا ہر شعر مفہوم کے اعتبار سے مکمل

مضمون کا حامل ہوتا ہے۔ جہاں تک غزل کے مضامین کا تعلق ہے ان پر کوئی پابندی نہیں ہے۔ ابتداء میں غزل صرف عشق و محبت کے اظہار تک محدود تھی۔ مگر اب ایسی کوئی پابندی نہیں ہے اور غزل گو شعراء عشق و محبت، فلسفہ، نفسیات، معاشرت، معاشیات، سیاسیات، سائنس، تاریخ، کائنات اور دنیا جہان کے سبھی موضوعات پر طبع آزمائی کر رہے ہیں۔

غزل کا ارتقاء:

غزل کی صنف فارسی ادب سے اردو ادب میں آئی ہے۔ حافظ شیرازی، عرفی، نظیری، رودکی، سعدی شیرازی اور بیدل نے فارسی غزل کے دامن کو بہت وسعت دی۔ بعد ازاں برصغیر میں امیر خسرو اور طالب آملی نے خوبصورت فارسی غزلیات کہیں۔ اردو زبان میں غزل گوئی کی عمارت کے اولین معماروں میں قلی قطب شاہ، سراج اورنگ آبادی، ولی دکنی، میر تقی میر، میر درد اور سودا کے نام نمایاں ہیں۔ ان شعراء کی بدولت غزل کو بے حد مقبولیت حاصل ہوئی۔ اٹھارویں اور انیسویں صدیوں میں آتش، امیر مینائی، ابراہیم ذوق، داغ دہلوی، مومن اور غالب نے غزل کی روایات کو مزید آگے بڑھایا اور اپنے اپنے اسلوب میں ایسی مضمون آفرینی کی کہ یہ صنف ہمیشہ کے لیے زندہ جاوید ہوگئی۔ بیسویں صدی میں فانی، حسرت، شاد عظیم آبادی، جگر، اقبال، فراق، فانی، یگانہ، فیض احمد فیض، احمد ندیم قاسمی، ناصر کاظمی، عدم، حفیظ جالندھری، احسان دانش، شہزاد احمد، ظفر اقبال، احمد فراز، منیر نیازی، ساحر لدھیانوی، شکیل بدایونی، شکیب جلالی، اقبال، ساجد پروین شاکر، جون ایلیا، اظہار شاہین، قتیل شفائی، محشر بدایونی اور ظہیر کاشمیری نے غزل کے آسمان کو رنگا رنگ ستاروں سے آراستہ کیا۔

غزل گوئی میں نت نئے تجربات بھی کیے جا رہے ہیں۔ نئے کہنے والوں میں اسلم کولسری، امجد اسلام امجد، سعد اللہ شاہ، سلیم احمد، سلیم کوثر، صابر ظفر، خالد شریف، کرامت بخاری، نجیب احمد، شہناز مزمل، فرحت عباس شاہ، شاعر علی شاعر، محسن نقوی، محسن احسان، عدیم ہاشمی اور منیر سیفی جدید لہجے کے خوبصورت شاعر ہیں۔ عصرِ حاضر میں کچھ شعراء نے ہیئت کے حوالے سے غزل میں کچھ قابل قدر کامیاب تجربات کیے

ہیں جو کہ تاریخی اعتبار سے بہت اہم ہیں۔ ان شعراء میں ظفر اقبال، صابر ظفر، بشیر رزمی، صوفی تبسم، قتیل شفائی اور احسان اللہ ثاقب کے نام نمایاں ہیں۔ مذکورہ شاعروں نے اردو شاعری کے مستعمل اور غیر مستعمل اوزان میں کمی بیشی کر کے غزلیں کہی ہیں جس سے موسیقیت کی ایک نئی فضا قائم ہوتی ہے۔ اس سلسلے میں راقم (احسان اللہ ثاقب) کا مجموعہ ''کاروانِ غزل ایک منفرد مقام رکھتا ہے کیونکہ اس میں تین سو پینتیس مختلف اوزان میں طبع آزمائی کی گئی ہے۔ اس سے قبل ولی دکنی سے لیکر آج تک کسی بھی شاعر نے جن میں میر تقی میر، سودا، داغ، ذوق، غالب، اقبال سب شامل ہیں چالیس سے زیادہ اوزان میں شاعری نہیں کی۔ تاہم بشیر رزمی کا شعری مجموعہ ''کائنات غزل'' 234 اوزان پر مشتمل ہے جبکہ ڈاکٹر ریاض مجید نے اپنے نعتیہ مجموعہ میں 128 اوزان استعمال کیے ہیں۔

غزل بے شمار خصوصیات کی حامل ہے جن میں سہلِ ممتنع، موسیقیت، زبان و بیان کی دلکشی، جدت، مضمون آفرینی، اختصار اور جذبات نمایاں ہیں۔

غزل کے بارے میں نقادوں کی آراء

ڈاکٹر انور سدید:

''غزل بے حد لچک دار صنف سخن ہے اور ہر قسم کے موضوعات کو اپنے دامن میں حسن و لطافت سے سمیٹنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ عشق غزل کا ایک اہم موضوع ہے اور یہ عمودی اور افقی دونوں سمتوں میں لپکنے میں معاونت کرتا ہے۔''

احسان اللہ ثاقب:

''سترہویں صدی عیسوی میں کئی دکنی شعراء مثلاً نصرتی، قلی قطب شاہ، غواصی، ولی دکنی اور سراج اورنگ آبادی نے اردو غزل کو توانا بنیادیں فراہم کیں جن پر آگے چل کر میر تقی میر، میر درد، ناسخ، آتش، امیر مینائی، مومن، ذوق، غالب، داغ اور اقبال نے عظیم الشان عمارت تعمیر کردی۔ چار صدیوں کے عرصہ میں اردو شعراء نے اپنے افکار و نظریات سے غزل کے دامن کو گلہائے رنگ رنگ سے

آراستہ کر کے اتنی وسعت دی ہے کہ اسے اصناف نظم میں سب سے زیادہ مقبولیت حاصل ہوئی ہے۔ شاعری کی ضخامت کے اعتبار سے غزل پہلے نمبر پر اور مثنوی دوسرے نمبر پر ہے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اگرچہ غزل کے قواعد و ضوابط میں کوئی قابل ذکر تبدیلی نہیں ہوئی، تاہم اس کے مضامین نے زمین سے آسمان تک زندگی کے تمام پہلوؤں بلکہ پوری کائنات کا احاطہ کر لیا ہے۔''

ڈاکٹر مسعود حسین خان:

''ردیف کا قافیہ سے اتصال غزل کا بڑا نازک مقام ہے۔ بعض اوقات فصاحت و بلاغت کے نازک ترین مرحلوں سے یہاں گزرنا پڑتا ہے۔ محاورات زبان کی لطیف ترین شکلوں کا استعمال اس جگہ ملتا ہے''

مجنوں گورکھپوری:

''غزل عرب کی پیداوار نہیں۔ یہ جنس گراں ایران میں پیدا ہوئی۔ وہیں اس کا بازار گرم ہوا اور وہیں سے ہندوستان آکر اردو میں رواج پایا۔ عرب کا مزاج شرح و تفصیل کی طرف مائل تھا اور وہاں کے شعراء ایک خیال کو کئی اشعار میں پھیلا کر بیان کرنے کے خوگر تھے۔ چنانچہ شاعری کی جو صنعتیں عرب میں مقبول ہوئیں وہ قصیدہ اور مرثیہ ہیں یا پھر رجزیہ قطعات۔ ایران کا مزاج اختصار پسند واقع ہوا ہے۔ اہلِ ایران نظم و نثر دونوں میں مختصر اور بلیغ ملفوظات کو زیادہ پسند کرتے تھے''۔

مشہور غزل گو شعراء:

نصرتی، قلی قطب شاہ، غواصی، ولی دکنی، سراج اورنگ آبادی، میر تقی میر، میر درد، سودا، انشاء اللہ خان، حاتم، آبرو، آرزو، مصحفی، ناسخ، آتش، تاباں، مظہر جان جاناں، امیر مینائی، مومن، ذوق، غالب، بہادر شاہ ظفر، داغ، علامہ اقبالؒ، حفیظ جالندھری، اصغر گونڈوی، جگر مرادآبادی، یگانہ، جوش ملیح آبادی، اختر شیرانی، فیض احمد فیض، احمد ندیم

قاسمی، فراق، عابد علی عابد، صوفی تبسم، ناصر کاظمی، عبدالحمید عدم، سیف الدین سیف، قتیل شفائی، ظفر اقبال، شہزاد احمد، منیر نیازی، شکیب جلالی، ساغر صدیقی، اقبال ساجد، ڈاکٹر وزیر آغا، اظہار شاہین، ساحر لدھیانوی، محشر بدایونی، جون ایلیا، خالد احمد، پروین شاکر، ظہیر کاشمیری، احمد فراز، اسلم کولسری، سلیم احمد، سلیم کوثر، امجد اسلام امجد، سعد اللہ شاہ، وصی شاہ، سعود عثمانی، خالد شریف، زاہد فخری، فرحت عباس شاہ، منیر سیفی، کرامت بخاری، محسن نقوی، محسن احسان، عدیم ہاشمی، نجیب احمد، ریاض رومانی، صابر ظفر، احسان اللہ ثاقب، بشیر رزمی، شہرت بخاری، اختر ہوشیار پوری، ساقی فاروقی، عبیداللہ علیم، ناصر زیدی، خالد یزدانی، عباس تابش، اختر شمار، سعید پسروری، طاہر نظامی، یوسف مثالی، شفیق سلیمی، خلش بجنوری، اسلام عظمی۔

اردو کے چند مقبول اشعار

شکست و فتح میاں اتفاق ہے لیکن
مقابلہ تو دلِ ناتواں نے خوب کیا (محمد یار خاں امیر)

چلی بھی جا جرس غنچہ کی صدا پہ نسیم
کہیں تو قافلہء نو بہار ٹھہرے گا (مصحفی)

دل کے آئینے میں ہے تصویرِ یار
جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی (رام موجی)

زندگی زندہ دلی کا نام ہے
مردہ دل خاک جیا کرتے ہیں (ناسخ)

وہ ایسے ڈھونڈنے نکلے ہیں باقی
محبت جیسے رستے میں پڑی ہے (باقی احمد پوری)

بات کرنی مجھے مشکل کبھی ایسی تو نہ تھی
جیسی اب ہے تری محفل کبھی ایسی تو نہ تھی (بہادر شاہ ظفر)

بڑا شور سنتے تھے پہلو میں دل کا
جو چیرا تو اک قطرۂ خوں نہ نکلا (آتش)

اے شمع تیری عمر طبیعی ہے ایک رات
ہنس کے گزار یا اسے رو کر گزار دے (ذوق)

کسی کے آتے ہی ساقی کے یہ حواس گئے
شراب سیخ پہ ڈالی کباب شیشے میں (وزیر)

آ عندلیب مل کے کریں آہ و زاریاں
تو ہائے گل پکار میں چلاؤں ہائے دل (رند)

کی مرے قتل کے بعد اس نے جفا سے توبہ
ہائے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا (غالب)

ہر بُنِ مُو سے نے حسن پرستی شعار کی
اب آبروئے شیوۂ اہل نظر گئی (غالب)

عمر ساری تو کٹی عشقِ بتاں میں مومن
آخری وقت میں کیا خاک مسلماں ہوں گے (مومن)

خیالِ خاطر احباب چاہیے ہر دم
انیس ٹھیس نہ لگ جائے آبگینوں کو (انیس)

ابھی اس راہ سے کوئی گیا ہے
کہے دیتی ہے شوخی نقشِ پا کی (تسکیں)

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے
یہ بازو مرے آزمائے ہوئے ہیں (نادر)

ہم اس کے شہر میں آ تو گئے ہیں بکنے کو
اب اس کے بعد نہ جانے کہاں ٹھکانا ہے (کرامت گردیزی)

لائے اس بت کو التجا کر کے
کفر ٹوٹا خدا خدا کر کے (دیا شنکر نسیم)

صبح ہوتی ہے شام ہوتی ہے
عمر یونہی تمام ہوتی ہے (تسلیم لکھنوی)

ہوئے نام ور بے نشاں کیسے کیسے
زمیں کھا گئی آسماں کیسے کیسے (امیر مینائی)

قیس جنگل میں اکیلا ہے مجھے جانے دو
خوب گزرے گی جو مل بیٹھیں گے دیوانے دو (میاں داد سیاح)

کبھی فلک کو پڑا دل جلوں سے کام نہیں
اگر نہ آگ لگا دوں تو داغ نام نہیں (داغ)

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا (اکبر الہ آبادی)

ہم روح سفر ہیں ہمیں ناموں سے نہ پہچان
کل اور کسی نام سے آ جائیں گے ہم لوگ (رضی اختر شوق)

اب ہوائیں ہی کریں گی روشنی کا فیصلہ
جس دیے میں جان ہوگی وہ دیا رہ جائے گا (محشر بدایونی)

جینے نہیں دیتے کبھی مرنے نہیں دیتے
یہ لوگ کوئی کام بھی کرنے نہیں دیتے (احسان اللہ ثاقب)

تلقین اعتماد وہ فرما رہے ہیں آج
راہِ طلب میں خود جو کبھی معتبر نہ تھے (محسن بھوپالی)

یہ ایک ابر کا ٹکڑا کہاں کہاں برسے
تمام دشت ہی پیاسا دکھائی دیتا ہے (شکیب جلالی)

دیوار کیا گری مرے خستہ مکان کی
لوگوں نے میرے صحن میں رستے بنا لیے (سبط علی صبا)

غزلیات کے مجموعے

اب تک اردو غزلیات کے بے شمار مجموعے منظر عام پر آ چکے ہیں جن میں درج ذیل شامل ہیں

احسان اللہ ثاقب: شہرِ غزل، محبت اور خوشبو، برگِ شیریں، کاروانِ غزل، ستاروں بھرا آسمان (انتخاب)

احمد ندیم قاسمی: رم جھم، شعلہ گل، دشت وفا، محیط، جلال و جمال

احمد فراز: تنہا تنہا، درد آشوب، جاناں جاناں، شب خون، مرے خواب ریزہ ریزہ، نایافت، سب آوازیں میری ہیں

اختر شمار: یہ آغازِ محبت ہے، جیون تیرے نام

اختر شیرانی: نغمہ حرم، لالہ طور، طیور آوارہ، صبح بہار، اختر ستان

اشرف جاوید: نخل نوا، آنکھ بھر خواب، داغ چراغ ہوئے

اطہر عظیم: نظر اٹھائے بغیر

اظہار شاہین: دیوار میں در، ہوا کے پر، چراغ پر چہرہ، حسابِ جاں

افضال عاطر: ان کہی محبت

اقبال ساجد: اثاثہ

امجد اسلام امجد: فشار، برزخ، ساتواں در، ذرا پھر سے کہنا، آنکھوں میں ترے سپنے، اتنے خواب کہاں رکھوں گا۔ سپنے بات نہیں کرتے۔

امیر مینائی: صنم خانہ عشق، غیر بہارستان، مراۃ الغیب

آتش: کلیات آتش

باقی احمد پوری: روانی، ہمارا کیا ہے، باقیات، غزل تم ہو، نقشِ باقی، اب شام نہیں ڈھلتی

بشیر رزمی: الغزل، کائناتِ غزل، آسمانِ غزل، آئینہ مہر

بہادر شاہ ظفر: 30 ہزار اشعار کی کلیات

پروین شاکر: خوشبو، صد برگ، خود کلامی، انکار، کفِ آئینہ

جاوید رضی: کہیں سے آ جاؤ

جگر مرادآبادی: آتش گل، شعلہ طور، داغِ جگر

جمیل الدین عالی: لا حاصل، اے مردشتِ سخن

جوش ملیح آبادی: شغلہ و شبنم، نقش و نگار، فکر و نشاط، سرود و خروش

جون ایلیا: شاید، لیکن، یعنی، گمان، گویا

جی ایم لالی: اک موسم الفاظ کے پیچھے، چلتے رہنا بھی ایک منزل ہے

حسن رضوی: درختوں پہ نام لکھنا، اس کی آنکھیں شام، خواب سہانے یاد آتے ہیں

حفیظ جالندھری: نغمہ راز، تلخابہ شیریں، سوز و ساز

خالد شریف: نا رسائی، وفا کیا ہے، بچھڑنے سے ذرا پہلے، گذشتہ، رت ہی بدل گئی، کسی کمزور لمحے میں

خالد احمد: پہلی صدا پرندے کی، دراز پلکوں کے سائے، ہتھیلیوں پہ چراغ

خورشید رضوی: شاخِ تنہا، رائگاں، امکان، سرابوں کے صدف

خلش بجنوری: عذاب ہے یہ روشنی

داغ: چار دیوان گلزار داغ، آفتابِ داغ، مہتابِ داغ، یادگارِ داغ

ذوق: 1200 اشعار پر مشتمل غزلیات کا دیوان

ریحانہ اشرف: عکس دروں، وہی چھایا

ساحر لدھیانوی: کلیاتِ ساحر، گاتا جائے بنجارا، تلخیاں

ساغر صدیقی: زہرِ آرزو، سبز گنبد، شیشہء دل، نغمہ بہار، لوحِ جنوں

سراج اورنگ آبادی: کلیاتِ سراج

سعد اللہ شاہ: چاند ہوا اور میں، تمہی ملتے تو اچھا تھا، اداس موسم کے رتجگے، ہمیں اقرار کرنا تھا، اک کمی سی رہ گئی، تشنگی باقی رہے گی، مجھے کچھ اور کہنا تھا

سعود عثمانی: قوس

سعید پسروری: قربتوں کے چراغ

سعید مقصود: سرد آگ، نظر کے اس پار

سلیم احمد: چراغ نیم شب، اکائی

سودا: دیوان

سید الظفر صدیقی: مہر بلب ہونے تک، جنوں پہ ہے بہار، غبار راہ میں ہے،

سید محمود الحسن گیلانی: اک اور آسمان، ہتھیلی پہ سورج

شکیب جلالی: روشنی اے روشنی

شہرت بخاری: طاقِ ابرو

شہزاد احمد: صدف، ٹوٹا ہوا پل، کون اسے جاتا دیکھے، پیشانی میں سورج، ادھ کھلا دریچہ، اندھیرا دیکھ سکتا ہے، خالی آسمان، اترے مری خاک میں ستارا، ایک چراغ اور بھی، جلتی بجھتی آنکھیں

شہناز مزمل: عشق سمندر، موم کے سائبان، پیامِ نو، جذب و حرف، عشق تماشا

صابر ظفر: دھواں اور پھول، پاتال، دکھوں کی چادر، بارہ دری میں شام، عشق میں روگ ہزار، دریچہ بے صدا کوئی نہیں، اک تیری یاد باقی رہ گئی

صباحت عاصم واسطی: ترا احسان غزل ہے

صوفی تبسم:	انجمن، دامنِ دل
ظفر اقبال:	آب رواں، گلافتاب
ظہیر کاشمیری:	چراغ آخر شب، تغزل، رقصِ جنوں
عباس تابش:	تمہید، آسمان، رقصِ درویش، پروں میں شام ڈھلتی ہے
عبدالحکیم وفا:	مرا لہجہ مری پہچان
عبدالحمید عدم:	خرابات، شہر خوباں، قصر شیریں، دورِ جام، گردشِ جام، نقشِ دوام
عبید اللہ علیم:	چاند چہرہ ستارہ آنکھیں
عرفان صادق:	رتجگوں کی بارش، چاند کی شال میں لپٹے وعدے
عزیز کامل:	کوزے میں سمندر
علامہ اقبال:	بانگِ درا، بالِ جبریل، ضربِ کلیم
غالب:	دیوانِ غالب
فرحت عباس شاہ:	کوئی شام گھر بھی رہا کرو،
فیصل حنیف:	بے خیالی، نئے سفر کا خواب
فیض احمد فیض:	دستِ صبا، نقش فریادی، زندان نامہ، سرِ وادی سینا، نسخہ ہائے وفا (کلیات)
قتیل شفائی:	جلترنگ، جھومر، ہریالی
قلی قطب شاہ:	کلیات
کرامت بخاری:	تشنگی، رنجِ رائیگاں، دشتِ آرزو، کیوں جاگتے ہو، یادوں کا پیراہن

کرامت گردیزی:	دل دشتِ تمنا ہے۔ الفاظ کے خیموں میں۔ حصارِ گل
کشور ناہید:	لب گویا، بے نام مسافت
کشور ناہید:	لب گویا، بے نام مسافت
کفایت حسین اعوان:	یہ میری گمنام محبت
محسن نقوی	کلیات محسن نقوی
محسن احسان:	ناگزیر، نا تمام، ناشنیدہ
مصحفی:	اُردو کے آٹھ دیوان
مظہر جان جاناں:	کلیات
ممتاز راشد:	کاوش، تیری خوشبو سے دل مہکتا ہے
منیر نیازی:	ماہِ منیر، دشمنوں کے درمیان شام، تیز ہوا اور تنہا پھول، اس بے وفا کا شہر، چھ رنگین دروازے،
مومن:	کلیاتِ مومن
میر درد:	نالہء درد
میر تقی میر:	غزلیات پر مشتمل چھ دیوان
ناصر کاظمی:	برگ نے، دیوان، پہلی بارش
نوشی گیلانی:	محبتیں جب شمار کرنا، اداس ہونے کے دن نہیں ہیں۔
حسن عباسی:	ایک محبت کافی ہے،
سرور ارمان:	زنجیر بولتی ہے، وہی آبلے مرے پاؤں کے۔
وصی شاہ:	مجھے صندل کر دو، آنکھیں بھیگ جاتی ہیں، میرے ہو کے رہو
ولی دکنی:	456 غزلیات پر مشتمل دیوان
یاسمین حمید:	پسِ آئینہ، حصار بے در و دیوار، آدھا دن آدھی رات

(2)مثنوی

اردو ادب کی اصطلاح میں مثنوی ایک ایسی مسلسل نظم کو کہتے ہیں جس میں ہر شعر کے دونوں مصرعے ہم قافیہ اور ہم ردیف ہوتے ہیں۔ مگر تمام اشعار قافیہ اور ردیف کے لحاظ سے ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں۔ تاہم مثنوی کا مضمون مربوط ہوتا ہے اور تمام اشعار ایک ہی بحر میں کہے جاتے ہیں، مثنوی کے اشعار کی تعداد مقرر نہیں ہے۔

مثنوی کا تاریخی ارتقاء:

مثنوی کا اولین وطن فارس تھا۔ فارسی ادب میں مثنوی مولانا روم اور شاہنامہ فردوسی کا شمار عالمی ادب کے شاہکاروں میں کیا جاتا ہے۔ اردو ادب میں مثنوی نگاری کا آغاز دکن میں ہوا۔ ابن نشاطی کی مثنوی ''پھول بن'' غواصی کی مثنویاں ''طوطی نامہ'' اور ''سیف الملوک و بدیع الجمال'' نصرتی کی مثنویاں ''علی نامہ'' اور ''گلشن عشق'' اور وجہی کی مثنوی ''قطب مشتری'' کا شمار بہترین مثنویوں میں کیا جاتا ہے۔ بعدازاں جب اس صنف نے مقبولیت حاصل کی تو تقریباً تمام بڑے شعراء نے اس میں طبع آزمائی کی۔ تاہم میر حسن کی مثنوی ''سحر البیان'' اور پنڈت دیا شنکر نسیم کی مثنوی ''گلزار نسیم'' کو شہرت دوام حاصل ہوئی۔ علاوہ ازیں الطاف حسین حالی کی مثنویوں ''برکھا رت'' ''حب وطن'' اور ''نشاطِ اُمید'' محمد حسین آزاد کی مثنویوں ''شبِ قدر'' ''موسم زمستاں'' اور ''ابرِ کرم'' علامہ اقبالؒ کی مثنوی ''ساقی نامہ'' اور حفیظ جالندھری کی مثنوی ''شاہنامہ اسلام'' نے بھی بڑی مقبولیت حاصل کی ہے۔

مثنوی سحر البیان (میر حسن)

کسی شہر میں تھا کوئی بادشاہ
کہ تھا وہ شہنشاہ گیتی پناہ
بہت حشمت وہ جاہ و مال و منال
بہت فوج سے اپنی فرخندہ حال
کئی بادشاہ اس کو دیتے تھے باج

خطا و ختن سے وہ لیتا خراج
کوئی دیکھتا آ کے جب اس کی فوج
تو کہتا کہ ہے بحرِ ہستی کی موج
طویلے کے اس کے جو ادنیٰ تھے خر
انہیں نعل بندی میں ملتا تھا زر
جہاں تک کہ سرکش تھے اطراف کے
وہ اس شہ کے رہتے تھے قدموں لگے
رعیت تھی آسودہ و بے خطر
نہ غم مفلسی کا نہ چوری کا ڈر

مثنوی گلزار نسیم (پنڈت دیا شنکر نسیم)

گل کا جو الم چمن چمن ہے
یوں بلبل خامہ نعرہ زن ہے
گلچیں نے وہ پھول جب اڑایا
اور غنچہ صبح کھلکھلایا
وہ سبزہ باغ خوب آرام
یعنی وہ بکاؤلی گل اندام
جاگی مرغ سحر کے غل سے
اٹھی نکہت سی فرش گل سے
منہ دھونے جو آنکھ ملتی آئی
پُر آب وہ چشم حوض پائی

مثنوی برکھا رت (الطاف حسین حالی)

برسات کا بج رہا ہے ڈنکا
اک شور ہے آسمان پہ برپا
ہے ابر کی فوج آگے آگے

اور پیچھے ہیں دل کے دل ہوا کے
ہیں رنگ برنگ کے رسالے
گورے ہیں کہیں کہیں ہیں کالے

مثنوی ساقی نامہ (علامہ اقبال)

ہوا خیمہ زن کاروانِ بہار
ارم بن گیا دامنِ کہسار
گل و نرگس و سوسن و نسترن
شہید ازل لالہ خونیں کفن
جہاں چھپ گیا پردۂ رنگ میں
لہو کی ہے گردش رگِ سنگ میں
فضا نیلی نیلی ہوا میں سرور
ٹھہرتے نہیں آشیاں میں طیور

شاہنامہ اسلام (حفیظ جالندھری)

کئی برسوں کے بعد اک دن ندا آئی پیمبر کو
کہ جا اور دیکھ دشت خشک میں فرزند اکبر کو
یہاں آ کر خدا کی شان کا نقشہ نظر آیا
جہاں مٹی کے تودے تھے وہاں چشمہ نظر آیا
بہت ہشاش دیکھا باجرہ کا چہرۂ انور
ہوئے شاداں خلیل اللہ اسمٰعیل سے مل کر

(3) قصیدہ:

ادبی اصطلاح میں قصیدہ سے مراد ایسی صنف نظم ہے جس میں کسی زندہ شخص کی شخصیت، کردار، عادات و اطوار اور حسنِ اخلاق کی تعریف و توصیف کی گئی ہو۔
بندش کے لحاظ سے قصیدہ کا پہلا شعر مطلع کہلاتا ہے اور اس کے دونوں مصرعے ہم قافیہ

ہوتے ہیں، جبکہ باقی اشعار کے صرف دوسرے مصرعے ہی ہم قافیہ ہوتے ہیں۔ اردو قصیدہ میں اشعار کی تعداد کی کوئی حد مقرر نہیں ہے۔ شعراء نے پانچ سے لیکر دو سو یا اس سے زائد اشعار پر مشتمل قصائد کہے ہیں۔ مضامین کے اعتبار سے قصیدے کی مندرجہ ذیل چار اقسام ہیں

(1) مدحیہ / احمدیہ / نعتیہ قصیدہ (2) ہجویہ قصیدہ
(3) بیانیہ قصیدہ (4) وعظیہ قصیدہ

قصیدہ کے اجزائے ترکیبی:

ایک قصیدہ مندرجہ ذیل پانچ اجزا پر مشتمل ہوتا ہے

(1) تشبیب (2) گریز (3) مدح
(4) حسن طلب (5) دعا

(1) تشبیب: قصیدہ کے ابتدائی حصہ کو تشبیب یا نسیب کہا جاتا ہے۔ ان تمہیدی اشعار میں قصیدہ گو شاعر کوئی عشقیہ داستان بیان کرتا ہے۔ اس کا مقصد ممدوح کی توجہ حاصل کرنا ہوتا ہے۔ تاکہ وہ بقیہ قصیدہ توجہ اور انہماک کیساتھ سنے۔

(2) گریز: یہ قصیدے کا دوسرا حصہ ہے۔ اس میں شاعر بڑی مہارت کیساتھ تشبیب کے آخری شعر کو استعمال کر کے ممدوح کا ذکر اس انداز سے کرتا ہے کہ قصیدے کا تسلسل متاثر نہیں ہوتا۔ دراصل گریز کا کام تشبیب اور مدح کے درمیان رابطہ قائم کرنا ہے۔ گریز جتنا مختصر ہو اتنا ہی مستحسن سمجھا جاتا ہے۔

(3) مدح: قصیدے کا تیسرا حصہ مدح کہلاتا ہے۔ اس حصے میں شاعر اپنے ممدوح کی شخصیت، کردار، اور حسنِ اخلاق کی کھل کر تعریف و توصیف کرتا ہے۔ اس لحاظ سے اس حصے کو مرکزی اہمیت حاصل ہے۔ عربی اور فارسی قصائد میں مدح حقیقت پر مبنی ہوتی ہے مگر اردو قصائد میں مدح میں اکثر ممدوح کی تعریف مبالغہ کی حد تک کی جاتی ہے اور زمین آسمان کے قلابے ملائے جاتے ہیں۔

(4) حسن طلب: قصیدے کا چوتھا حصہ حسن طلب کہلاتا ہے۔ اس میں

شاعر انعام واکرام کے سلسلے میں اپنا مدعا بیان کرتا ہے۔ شاعر بڑی مہارت کے ساتھ ممدوح کی نفسیات کو پیش نظر رکھتے ہوئے اپنی خواہش کا اظہار کرتا ہے

(5) دعا: قصیدے کے اختتام پر شاعر اپنے ممدوح کی درازیء عمر، صحت، سلامتی اور بلندی اقبال کی دعا کرتا ہے۔ دعا کا آخری شعر مقطع کہلاتا ہے جس میں شاعر اپنا تخلص استعمال کرتا ہے۔

قصیدے کا تاریخی ارتقاء:

قصیدہ نگاری کی ابتداء جزیرہ نما عرب سے ہوئی۔ ظہورِ اسلام سے قبل ہی عربوں نے اس فن کو عروج پر پہنچا دیا تھا۔ وہ اپنا قبائلی تفاخر اور جنگی کارنامے بیان کرنے کے لیے قصیدے لکھتے تھے۔ جزیرہ نما عرب اسلام کے نور سے روشن ہو جانے کے بعد عرب شعراء نے آنحضورﷺ کی شان میں نعتیہ قصیدے لکھنے شروع کر دیئے۔ ان شاعروں میں حضرت حسان بن ثابتؓ اور حضرت کعب بن زبیر نمایاں تھے۔ دورِ رسالت اور خلفائے راشدین کے زمانے کے بعد اموی عہد میں قصیدہ نگاری کو بہت فروغ حاصل ہوا۔ یہ سلسلہ عہد عباسیہ میں بھی جاری رہا۔ عربوں سے یہ فن ایرانیوں تک پہنچا اور انہوں نے فارسی زبان میں قصیدے لکھے۔ کئی فارسی شعراء مثلاً انوری، رودکی، نظیری، عرفی، عنصری، خاقانی، ظہوری اور سنائی وغیرہ نے قصیدہ نگاری کو ایک مقبول صنف شعر بنا دیا۔ بعد ازاں جب مغلوں نے ہندوستان میں اپنی حکومت قائم کی تو ایران اور افغانستان سے مسلمانوں کی آمد کیساتھ قصیدہ گوئی کا فن بھی برصغیر میں پہنچ گیا۔

برصغیر میں قصیدہ گوئی کا رواج سب سے پہلے دکن میں ہوا۔ دکن کے شعراء، غواصی، نصرتی، وجہی اور ولی دکنی نے دکن کے حکمرانوں کی شان میں معیاری قصیدے لکھے۔ دکن سے یہ فن دہلی کے شعراء تک پہنچا۔ محمد رفیع سودا نے قصیدہ نگاری کو ایک بلند مقام بخشا۔ بعد ازاں میر حسن، میر تقی میر، سید انشاء، مصحفی، ذوق، غالب، امیر مینائی اور داغ دہلوی جیسے نامور شعراء نے بھی قصیدہ نگاری کے فن کو وسعت دی۔ بقول ڈاکٹر سلیم اختر

''عرب میں قصیدہ صحرا کی وسعت اور اس سے وابستہ مشاہدات کی بوقلمونی کے

ساتھ ساتھ آزاد قبائلی زندگی کا مظہر تھا مگر ایران کے شاہانہ ماحول نے اسے دربار داری کی چیز بنا کر مدح اور ستائش کی صورت میں شاہانہ خوشنودی اور صلہ و انعام کی توقع کے باعث کمرشل بنا کر رکھ دیا۔''

مشہور قصیدہ نگار

فارسی ادب: انوری، رودکی، عرفی، نظیری، عنصری، خاقانی، ظہوری، سنائی، منور چہری

اردو ادب: غواصی، نصرتی، وجہی، قلی قطب شاہ، ولی دکنی، محمد رفیع سودا، میر حسن، میر تقی میر، باقر حزیں، سید انشاء، مومن، مصحفی، امیر مینائی، ذوق، غالب اور داغ

قصیدہ کی مثالیں

قصیدہ در مدح حضرت علیؓ ابن ابی طالب (مرزا محمد رفیع سوداؔ)

اٹھ گیا بہمن و دی کا چمنستان سے عمل
تیغ اردی نے کیا ملک خزاں مستاصل
سجدۂ شکر میں ہے شاخِ ثمر دار ہر ایک
دیکھ کر باغ جہاں میں گرم عزوجل
قوتِ نامیہ لیتی ہے نباتات کا عرض
ڈال سے پات تلک پھول سے لے کر تا پھل
واسطے خلعت نوروز کے ہر باغ کے بیچ
آب جو قطع لگی کرنے روش پر مخمل

قصیدہ در مدح شہنشاہ بہادر شاہ ظفر (محمد ابراہیم ذوق)

(i)

ساون میں دیا پھر مہ شوال دکھائی
برسات میں عید آئی قدح کش کی بن آئی

کرتا ہے ہلال ابروئے پُر خم سے اشارہ
ساقی کو کہ بھر بادے سے کشتی طلائی
کوندے ہے جو بجلی تو یہ سوجھے ہے نشے میں
ساقی نے ہے آتش سے مے تیز اڑائی

(ii)

واہ واہ کیا معتدل ہے باغ عالم کی ہوا
مثل نبض صاحب صحت ہے ہر موج صبا
بھرتی ہے کیا کیا مسیحائی کا دم باد بہار
بن گیا گلزار عالم رشک صد دارالشفا
ہے گلوں کے حق میں شبنم مرہم زخم جگر
شاخ بشکستہ کو ہے باراں کا قطرہ مومیا
ہو گیا موقوف یہ سودا کا بالکل احتراق
لالہ بے داغ سیہ پانے لگا نشوونما

قصیدہ در مدح حضرت شاہ وجیہہ الدین (ولی دکنی)

ہوا ہے خلق اپر پھر کے فضلِ سبحانی
کیا ہے ابر نے رحمت سے گوہر افشانی
تمام پات یسبح بحمدہ کے بحکم
ہوئی ہے پھر سے عیاں حشمت سلیمانی
چراغ گردیہ روضہ کے جو ہوئے روشن
ہر اک چراغ ہے جیوں آفتاب نورانی

قصیدہ در مدح شاہ (مرزا غالب)

اے شہنشاہ فلک منظر بے مثل و نظیر
اے جہاں دار کرم شیوہ بے شبہ و عدیل

پاؤں سے تیرے ملے فرقِ ارادت اورنگ
فرق سے تیرے کرے کسب سعادت اکلیل
تیرا اندازِ سخن شانہ زلف الہام
تیری رفتار قلم جنبشِ بالِ جبریل

(ii)

اے شاہ جہانگیر جہاں بخش جہاں دار
ہے غیب سے ہر دم تجھے صد گونہ بشارت
جو عقدہ دشوار کہ کوشش سے نہ وا ہو
تو وا کرے اس عقدے کو سو بھی یہ بشارت
ممکن کے کرے خضر و سکندر سے ترا ذکر
گر لب کو نہ دے چشمہ حیواں سے طہارت

(4) مرثیہ

مرثیہ اردو زبان کا لفظ ہے جس کے معنی مرنے والے کی تعریف کے ہیں۔ اردو ادب کی اصطلاح میں مرثیہ سے مراد ایسی نظم ہے جس میں کسی مرنے والے کا ذکر انتہائی دردناک انداز میں کیا جائے اور اس کی خوبیاں حسرت ناک لہجے میں قلمبند کی جائیں۔

بقول ڈاکٹر محمد احسن فاروقی

"عام طور پر نقاد مرثیہ کے لغوی معنی کو سامنے رکھ کر تمام ان نظموں کو مرثیہ کہہ دیتے ہیں جو دنیا کے شاعروں نے اپنے دوست، عزیز یا کسی بڑے آدمی پر لکھی ہیں اور یہ غلطی سب سے پہلے مولانا شبلی نے کی جو کہ بعد میں عام ہوگئی۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان نظموں کا ہمارے مرثیہ سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ نظمیں ذاتی جذبات کا اظہار کرتی ہیں، اس لیے ان کا تعلق غنائی شاعری سے ہے اور مرثیہ چونکہ پوری قوم کے مذہبی جذبات کا آئینہ دار ہے، اس لیے اس کی نوعیت بالکل مختلف ہے اور وہ خارجی شاعری سے تعلق رکھتی ہے، مرثیہ نہ صرف شیعی مذہب

اور اس کی مخصوص رسم سے متعلق ہے بلکہ اس کے دینی اور اخلاقی عقائد کا بھی آئینہ دار ہے۔"

مرثیہ کی اقسام:

مرثیہ کی مندرجہ ذیل تین اقسام ہیں

(1) شخصی مرثیہ (2) رسمی مرثیہ (3) مذہبی مرثیہ

مرثیہ کا تاریخی ارتقاء:

مذہبی مرثیہ گوئی کا آغاز عربی زبان میں سانحہ کربلا کے بعد ہو گیا تھا۔ بنو امیہ کے دور میں شیعانِ علیؓ نے اس فن کو بامِ عروج تک پہنچایا۔ بعد ازاں مرثیہ نگاری ایران پہنچی اور وہاں سے ایرانی لشکریوں کی وساطت سے برصغیر میں وارد ہوئی۔ اردو مرثیہ نگاری کا رواج سب سے پہلے دکن میں ہوا جب عادل شاہی، قطب شاہی اور نظام شاہی حکمرانوں نے خود بھی شاعری کی اور شعراء کی سرپرستی کی، اس دور نے کئی نامور مرثیہ نگار پیدا کیے اور نوحہ نے فنی لحاظ سے نوحہ، سلام، درود، مثلث، مربع، مخمس اور مسدس استعمال کر کے وسعت حاصل کر لی تھی۔ اس عہد میں میر مہدی متین برہان پوری کا لکھا سولہ بندوں پر مشتمل مرثیہ ایک ترقی یافتہ مرثیہ ہے۔ ابتدائی مرثیہ نگاروں میں نصرتی، قلی قطب شاہ، غواصی، وجہی، ولی اورنگ آبادی، ندیم، اور آبرو کے نام نمایاں ہیں۔ بعد ازاں میر تقی میر، سودا، مصحفی، میر خلیق، میر ضمیر اور نظیر اکبر آبادی نے اس صنعت کو مزید نکھارا۔ تاہم میر ببر علی انیس اور مرزا دبیر نے مرثیہ کو کمال بخشا۔ زبان اور بیان کے لحاظ سے ان دونوں لکھنوی شعراء کے مراثی اردو شاعری کا سرمایہ عظیم ہیں۔ مولانا حالی اور علامہ اقبال نے بھی اس صنف میں طبع آزمائی کی۔ بیسویں صدی میں شاد عظیم آبادی، رئیس امروہی، جوش ملیح آبادی، صبا اکبر آبادی، وحید آغا اور ڈاکٹر صفدر حسین نے معیاری مرثیہ نگاری کی ہے۔

مرثیے کی اہم خصوصیات:

(1) اعلیٰ درجہ کی رزمیہ شاعری

(2) معیاری جذبات نگاری

(3) واقعات کی حقیقت پسندی

(4) زبان کی روانی

(5) مرثیے کی مخصوص زبان

(6) اخلاقی پہلو کا لحاظ

مرثیہ کے اجزائے ترکیبی:

1 تمہید 2 سراپا 3 رخصت 4 آمد 5 رجز

6 جنگ کے واقعات 7 شہادت 8 بین 9 دعا

مشہور مرثیہ نگار:

قلی قطب شاہ، عبداللہ قطب شاہ، نصرتی، وجہی، ہاشم علی، غلام علی، ذوقی، بحری، اشرف، نواحی، سراج اورنگ آبادی، فضل علی فضلی، قدیم، حزیں، شاہ مبارک، آبرو، مسکین، میر ضاحک، سودا، میر تقی میر، مصحفی، نظیر اکبر آبادی، راسخ عظیم آبادی، خلیق، شائق، شیفتہ، نثار دہلوی، مرتضیٰ خاں، حیدر بخش حیدری، درخشاں، رند، مجذوب، قائم چاندپوری، میر، سکندر، خلیق، ضمیر، انیس، دبیر، مرزا تعشق، خورشید علی نفیس، شاد عظیم آبادی، جلیس، عارف، ذکی، عروج، جعفر بلگرامی، جوش، اثر لکھنوی، سید صفدر حسین، وحید الحسن ہاشمی، شاہد نقوی، امید فاضلی، صہبا اکبر آبادی۔

مشہور مرثیوں کے منتخب اشعار

میر تقی میر

سنو یہ قصہ جانکاہ کربلائے حسینؓ
رکھو ادھر کو بھی جگ گوش اب برائے حسینؓ
جہاں سے واسطے امت کے جی سے جائے حسینؓ
ہزار حیف کہ امت نہ ہو فدائے حسینؓ

مصحفی

سلامی اشک سے یہ چشم مومنیں تر ہے
کہ جس سے فرش ہے نمناک اور زمیں تر ہے
جو دست شاہ میں تھی خاتم رسول اللہ ﷺ
رکھ اس کو منہ میں کہا کچھ تو یہ نگیں تر ہے
یہ پر ہوئے ہیں شہیدوں کے خون سے تھالے
کہ قتل گاہ کی دو دو وجب زمین تر ہے

میر حسن

مجرا کہو شبیر پہ اس طرح حزیں ہو
جو اشک کے سیلاب سے تر ساری زمیں ہو
سر اس کا علم پر ہو علم آہ کے جو شخص
حیدر کا نشاں دوش محمد ﷺ کا مکیں ہو

میر مظفر حسین ضمیر

جس حال لکھے وصف یہ ہم شکل نبی کے
سنہ بارہ سو انچاس تھے ہجر نبوی کے
آگے تو یہ انداز سنے تھے نہ کسی کے
اب سب یہ مقلد ہوئے اس طرز نوی کے

راسخ عظیم آبادی

جب حضرت اکبر کو پیغام قضا آیا
خوش ہو گئے دل اپنا راضی بہ رضا پایا
مرنے پہ کمر باندھی زین اسپ پہ بندھوایا
ماں نے کہا اے بیٹا کیا قصد ہے؟ فرمایا

دھن ہے مجھے اب اپنے اس سر کے کٹانے کی
رخصت دو بس اب مجھ کو میدان میں جانے کی

میر انیس

چلتے تھے چار سمت سے بھالے حسینؓ پر
ٹوٹے ہوئے تھے برچھیوں والے حسینؓ پر
قاتل تھے خنجروں کو نکالے حسینؓ پر
یہ دکھ نبی کے گود کے پالے حسینؓ پر
تیر ستم نکالنے والا کوئی نہیں
گرتے تھے اور سنبھالنے والا کوئی نہیں

مرزا سلامت علی دبیر

عباس جب کہ جانب باغ جناں چلے
شانے پہ لاکھ شان سے لے کر نشاں چلے
زوجہ نے پوچھا اے مرے والی کہاں چلے
بولے جہاں سے اب نہ پھریں گے وہاں چلے
اب آخری وداع کی باری نہ آئے گی
آئی ہے سب کی لاش ہماری نہ آئے گی

داغ دہلوی کے بارے میں مرثیہ (علامہ اقبال)

لکھی جائیں گی کتاب دل کی تفسیریں بہت
ہوں گی اے خواب جوانی تیری تعبیریں بہت
ہو بہو کھینچے گا لیکن عشق کی تصویر کون
اٹھ گیا ناوک فگن مارے گا دل پہ تیر کون

قطعہ:

ادبی اصطلاح میں قطعہ سے مراد دو یا دو سے زائد اشعار پر مشتمل ایسی نظم ہے جس کا پہلا شعر (مطلع) ہم قافیہ نہیں ہوتا، مگر بعد کے ہر شعر کا دوسرا مصرع پہلے شعر کے دوسرے مصرعے کا ہم قافیہ ہوتا ہے۔

ابتداء میں قطعہ غزل کے دوران کوئی مسلسل مضمون بیان کرنے کے لیے کہا جاتا تھا اور اس کو قطع بند کہتے تھے مگر بعدازاں قطعہ الگ صنف نظم کی حیثیت اختیار کر گیا۔ قطع کہنے کے لیے کسی مضمون کی قید نہیں۔ موجودہ دور میں تمام موضوعات مثلاً حمد، نعت، سیاست، معیشت، مناظرِ فطرت، مذہب اور اخلاقیات وغیرہ پر قطعات کہے جا رہے ہیں۔ قطعہ کہنے کے لیے کوئی مخصوص بحر مقرر نہیں ہے۔ شاعر کسی بھی وزن میں قطعہ کہہ سکتا ہے۔ میر تقی میر سے لیکر اب تک تقریباً تمام اہم شعراء نے قطعات کہے ہیں

قطعہ کی خصوصیات

ڈاکٹر فرمان فتح پوری کے مطابق قطعہ مندرجہ ذیل خصوصیات کا حامل ہوتا ہے

(1) قطعہ کو ہیئت اور معنی کے اعتبار سے قصیدہ یا غزل مسلسل خیال کرنا چاہیے۔ صرف یہ کہ قصیدہ اور غزل میں مطلع کا ہونا بہت ضروری ہے اور قطع میں عموماً مطلع نہیں آتا۔ گویا کسی نظم کے پہلے شعر کے پہلے مصرعے سے قافیہ نہ لانے کے سبب اسے قطعہ کہا جاتا ہے۔

(2) جملہ اشعار قصیدہ اور غزل کی مانند ہم وزن اور ہم قافیہ ہوں۔

(3) قصیدہ، غزل مسلسل یا مثنوی کی طرح ان میں معنوی ربط ہو۔

(4) کم از کم دو شعر ہوں اور زیادہ سے زیادہ کی حدود متعین نہیں ہیں۔

(5) اشعار کے لیے کسی بحر یا وزن کی تخصیص نہیں ہے لیکن رباعی کی مخصوص بحر اور وزن سے مختلف ہونا ضروری ہے

(6) پہلا مصرع عموماً بغیر قافیہ ہوتا ہے، لیکن اگر قافیہ بھی لایا جائے تو کوئی ہرج نہیں۔

چند مشہور قطعات

چند کلیاں نشاط کی چن کر
مدتوں محوِ یاس رہتا ہوں
تیرا ملنا خوشی کی بات سہی
تجھ سے مل کر اداس رہتا ہوں

(ساحر لدھیانوی)

تو نے عصمت فروخت کی ہے فقط
چند فاقوں کو ٹالنے کے لیے
لوگ یزداں کو بیچ دیتے ہیں
اپنا مطلب نکالنے کے لیے

عبدالحمید عدم

کیا بود و باش پوچھو، یورپ کے ساکنو
ہم کو غریب جان کے ہنس ہنس پکار کے
دِلّی جو ایک شہر تھا عالم میں انتخاب
رہتے تھے منتخب ہی جہاں روزگار کے
اس کو فلک نے لوٹ کے ویران کردیا
ہم رہنے والے ہیں اسی اجڑے دیار کے

میر تقی میر

(6) رباعی

رباعی فارسی شعراء کی ایجاد ہے۔ اس کا ابتدائی نام ترانہ تھا، تاہم اسے دوسرے کئی ناموں مثلاً دوبیتی، چہار مصرعی، چہار بیتی اور صنفی وغیرہ سے بھی پکارا جاتا ہے۔ رباعی کو اصناف سخن میں ایک بلند مقام حاصل ہے۔ رباعی کا لفظ ربع (چار) سے نکلا ہے۔

شاعرانہ اصطلاح میں ایک مخصوص وزن کے تحت چار مصرعوں میں مکمل مضمون کا بیان رباعی کہلاتا ہے۔ رباعی کے لیے بحر ہزج کے دو اوزان اخرب اور اخرم مخصوص ہیں۔ جن میں نو زحافات کے ساتھ کل چوبیس (24) اوزان بنتے ہیں۔ لفظ ہزج کے معنی مترنم آواز کے ہیں اس لیے موسیقی کی بہترین دھنیں رباعی کے اوزان میں ہیں۔

رودکی اوّلین رباعی گو شاعر ہے۔ فارسی میں عمر خیام، سرمد، ابوسعید ابوالخیر۔ فریدالدین عطار اور سعدی معروف رباعی گو ہیں۔ عمر خیام کی فارسی رباعیات کا ترجمہ دنیا کی کئی زبانوں میں کیا جا چکا ہے۔ اردو زبان میں رباعی کا رواج 1700 عیسوی کے لگ بھگ ہوا۔ اولین رباعی گو کا مقام قلی قطب شاہ کو حاصل ہے جبکہ سراج اورنگ آبادی، ولی دکنی، میر درد، سودا، میر تقی میر، انشاء، میر حسن، نظیر، مومن، ذوق، غالب، انیس، دبیر، حالی، اکبر الہ آبادی، امجد حیدرآبادی، جوش، یگانہ، فانی، فراق، راسخ عظیم آبادی، عبدالباری آسی، اثر صہبائی، تلوک چند محروم، شاد عظیم آبادی، راغب مراد آبادی، قتیل شفائی، احسان دانش، احمد ندیم قاسمی، عدم، احسان اللہ ثاقب، اختر شیرازی، بشیر رزمی، فراق گورکھپوری نے بھی دلکش رباعیات کہیں ہیں۔

خواجہ امام حسن قطان نے اوزان کو مخصوص کر کے دائروں میں ترتیب دیا جس سے بحر ہزج رباعی کے لیے مخصوص کی گئی۔ رباعی کے لئے جو ارکان مخصوص ہیں ان کے نام مفاعیلن، مفاعلن، مفاعیل، مفعولن، مفعول، فعول، فاعلن، فعل، فاع اور فع ہیں۔ ان ارکان کی ترتیب سے رباعی کے 24 اوزان بنتے ہیں۔ رباعی کے لیے درج ذیل نکات اہم ہیں۔

(1) رباعی کے صدر و ابتدا ہمیشہ اخرب ہوتے ہیں۔

(2) سبب کے بعد سبب اور وتد کے بعد وتد

(3) معاقبہ نہیں ہونا چاہیے یعنی چار متحرک ایک جگہ نہ آئیں

(4) رباعی کے لیے مخصوص زحافات کی تعداد نو (۹) ہے ان کے نام کف، قبض، خرب، خرم، ہتم، چپ، بتر، شتر اور ازل ہیں۔

رباعی کے چار مصرعوں میں شاعر جتنے اوزان چاہے استعمال کر سکتا ہے۔

رباعی کے اوزان:

رباعی کے چوبیس اوزان درج ذیل ہیں

(1) مفعول مفاعیل مفاعیل فعَل
(2) مفعول مفاعیل مفاعیل فعول
(3) مفعول مفاعیل مفاعیلن فع
(4) مفعول مفاعیل مفاعیلن فاع
(5) مفعول مفاعیلن مفعول فعَل
(6) مفعول مفاعیلن مفعول فعول
(7) مفعول مفاعیلن مفعولن فع
(8) مفعول مفاعیلن مفعولن فاع
(9) مفعول مفاعلن مفاعیل فعَل
(10) مفعول مفاعلن مفاعیل فعول
(11) مفعول مفاعلن مفاعیلن فع
(12) مفعول مفاعلن مفاعیلن فاع
(13) مفعولن مفعول مفاعیل فَعل
(14) مفعولن مفعول مفاعیل فعول
(15) مفعولن مفعول مفاعیلن فع
(16) مفعولن مفعول مفاعیلن فاع
(17) مفعولن مفعولن مفعول فعَل
(18) مفعولن مفعولن مفعول فعول
(19) مفعولن مفعولن مفعولن فع
(20) مفعولن مفعولن مفعولن فاع
(21) مفعولن فاعلن مفاعیل فعَل
(22) مفعولن فاعلن مفاعیل فعول
(23) مفعولن فاعلن مفاعیلن فع
(24) مفعولن فاعلن مفاعیلن فاع

مشہور رباعیات

عزت رہے یارو آشنا کے آگے
محجوب نہ ہوں شاہ و گدا کے آگے
یہ پاؤں چلیں تو راہ مولا میں چلیں
یہ ہاتھ جب اٹھیں تو خدا کے آگے

(میر انیس)

اس جہل کا ہے ذوق ٹھکانا کچھ بھی
دانش نے کیا دل کو نہ دانا کچھ بھی
ہم جانتے تھے علم سے کچھ جانیں گے
جانا تو یہ جانا کہ نہ جانا کچھ بھی

(ذوق)

بلبل کی چمن میں ہم زبانی چھوڑی
بزم شعرا میں شعر خوانی چھوڑی
جب سے دل زندہ تو نے ہم کو چھوڑا
ہم نے بھی تری رام کہانی چھوڑی

(حالی)

انسان سمجھتا ہے کہ میں بھی کچھ ہوں
نادان سمجھتا ہے کہ میں بھی کچھ ہوں
لا حول ولا قوۃ الا باللہ
شیطان سمجھتا ہے کہ میں بھی کچھ ہوں

(امجد حیدر آبادی)

تنہا ہے چراغ دور پروانے ہیں
اپنے جو تھے کل وہ آج بیگانے ہیں
نیرنگیٔ دنیا کا نہ پوچھو احوال
قصے ہیں کہانیاں ہیں افسانے ہیں

(نظیر اکبر آبادی)

دنیا نے عجب رنگ جما رکھا ہے
ہر ایک کو غلام اپنا بنا رکھا ہے
پھر لطف یہ ہے جس سے پوچھو وہ کہے
اس عالمِ آب و گِل میں کیا رکھا ہے

(تلوک چند محروم)

ہر جلوے سے اک درسِ نمو لیتا ہوں
چھلکے ہوئے صد جام و سبو لیتا ہوں
اے جان بہار تجھ پہ پڑتی ہے جب نظر
سنگیت کی سرحدوں کو چھو لیتا ہوں

(فراق گورکھپوری)

تھے کیک کی فکر میں سو روٹی بھی گئی
چاہی تھی شے بڑی سو چھوٹی بھی گئی
واعظ کی نصیحتیں نہ مانی آخر
پتلون کی تاک میں لنگوٹی بھی گئی

(اکبر الہ آبادی)

مجنوں کو کیا چاک گریباں کس نے
وامق کو کیا سوختہ ساماں کس نے
فرہاد کو شیشے سے کیا کس نے فگار
رکھا مجھے انگشتِ بدنداں کس نے

(بشیر رزمی)

آرام نہ دن کو بے قراری کے سبب
نے رات کو چین آہ و زاری کے سبب
واقف نہ تھے ہم تو ان بلاؤں سے کبھی
یہ کچھ دیکھا سو تیری یاری کے سبب

(میر درد)

بے خود میں رہوں تو وہ قریں آتا ہے
پردہ ہی میں وہ پردہ نشیں آتا ہے
وہ جب آتا ہے تو میں نہیں رہتا ہوں
میں جب رہتا ہوں وہ نہیں آتا ہے

(امجد حیدر آبادی)

اے سید عالی نسبی خوش حسبی
اے نورِ خدا سید اُمی لقبی
اے رحمتِ کونین سراپا عجبی
ہم پر بھی کرم کیجئے شاہ عربی

(اختر شیرازی)

پانی میں ہے آگ لگانا دشوار
بہتے ہوئے دریا کو پھیر لانا دشوار
دشوار سہی مگر نہ اتنا دشوار
بگڑی ہوئی قوم کو بنانا دشوار

(اسماعیل میرٹھی)

امید کے دامن میں سحر دیکھ کبھی
سینے میں محبت کے گہر دیکھ کبھی
آنکھوں میں چمکتے ہیں تمنا کے نجوم
پلکوں پہ فروزاں ہیں قمر دیکھ کبھی

(احسان اللہ ثاقب)

اس مالکِ واحد کو روا ہے سجدہ
اشجار نے بھی جس کو کیا ہے سجدہ
سر اپنا جھکاؤ اسے راضی کر لو
اس قادرِ مطلق کی رضا ہے سجدہ

(سعید پسروری)

چھ رباعیات میں رباعی کے چوبیس اوزان کا استعمال

کاروانِ غزل کے مصنف راقم، احسان اللہ ثاقب نے درج ذیل چھ رباعیات میں رباعی کے تمام چوبیس اوزان استعمال کیے ہیں۔ یہ کارنامہ انجام دینے کا اعزاز فقط چند قادرالکلام شعراء کو ہی حاصل ہے۔

	اوزان	رباعیات
ا	مفعول مفاعیل مفاعیلن فع	رہنا ہے ہمیں کوئے بتاں میں یارو
	مفعولن مفعول مفاعیلن فع	جلنا ہے اب حُسنِ تپاں میں یارو

مفعول مفاعلن مفاعیلن فع پروانے تو شمع پر نچھاور ہونگے
مفعولن فاعلن مفاعیلن فع جب تک موجود جاں ہے جاں میں یارو

۲

مفعول مفاعیل مفاعیلن فاع پھُولوں سے مہکتا ہے بہاروں میں عشق
مفعولن مفعول مفاعیلن فاع روشن ہے سورج میں ستاروں میں عشق
مفعول مفاعلن مفاعیلن فاع موجود رہے گا ایسے ہی صبح و شام
مفعولن فاعلن مفاعیلن فاع روز و شب کے سبھی نظاروں میں عشق

۳

مفعول مفاعیل مفاعیل فعَل آوارہ ہیں ہم صبح کہیں شام کہیں
مفعولن مفعول مفاعیل فعَل رُکتے ہیں پھر چلتے ہیں دوگام کہیں
مفعول مفاعلن مفاعیل فعَل رہتے ہیں جو تشنہ لب کہیں شہر میں ہم
مفعولن فاعلن مفاعیل فعَل پیتے ہیں تیری آنکھوں کے جام کہیں

۴

مفعول مفاعیل مفاعیل فعول ملتا ہے نگاہوں کو نظاروں میں قرار
مفعولن مفعول مفاعیل فعول آتا ہے پھولوں کو بہاروں میں قرار
مفعول مفاعلن مفاعیل فعول جس طرح مہکتی ہے زمیں لالہ سے دیکھ
مفعولن فاعلن مفاعیل فعول مِل جاتا ہے فلک کو تاروں میں قرار

۵

مفعول مفاعیلن مفعولن فع گلشن میں دل و جاں کے جگنو رقصاں
مفعول مفاعیلن مفعول فعَل پھولوں میں بہاروں میں جذبہ ہے جواں
مفعول مفاعیلن مفعول فعول آیا ہے محبت کے جذبات پہ رنگ
مفعولن مفعولن مفعولن فع لگتا ہے کہ پورے ہوں گے ارماں

۶

مفعولن مفعولن مفعولن فاع اپنوں کو ملنے سے آئے آرام
مفعولن مفعولن مفعول فعول ملنے کی خوشیاں ہیں اے دوست مدام
مفعولن مفعولن مفعول فعَل یاروں کے چہروں سے روشن ہے نگر
مفعول مفاعیلن مفعولن فاع جینا ہے تو کر خوشیاں اپنوں کے نام

(7) واسوخت:

شاعری کی اصطلاح میں واسوخت سے مراد ایسی نظم ہے جس میں معشوق سے بیزاری کا اظہار کیا گیا ہو اور اسے جلی کٹی یعنی تعلق توڑنے کی دھمکی دی گئی ہو۔ اس صنف شاعری کا آغاز فارسی ادب میں ہوا۔ وحشی یزدی کو واسوخت کا پہلا شاعر سمجھا جاتا ہے۔ بعد ازاں میر تقی میر نے واسوخت کو اردو زبان میں متعارف کروایا۔ اسی طرح آبرو کو بھی واسوخت کے اولین شاعروں میں شمار کیا جاتا ہے۔

واسوخت کی مثالیں

روز اوّل کہ ترا کوئی خریدار نہ تھا
یہ ترا چرچا یہ شور یہ بازار نہ تھا
کسی کو زلف سے تیری یہ سروکار نہ تھا
تیری انکھیوں کی کوئی شوق میں بیمار نہ تھا

(آبرو)

رنگ بے رنگ تھا ہر رنگ سے شرماتے تھے
ہلکے ہلکے یہ دوپٹے نہ رنگے جاتے تھے
جوڑ توڑ ایسے بھلا تم کو کہاں آتے تھے
پستیء گوٹ نہ بادامی میں ٹکواتے تھے

(امانت)

ذکر کل ہے سمجھتے نہ تھے کچھ بات ذرا
وضع البیلی تھی ہر بات میں الہڑ پن تھا
خود نمائی کو نہ حاصل تھا طبیعت کو مزا
چال سیدھی تھی نہ اتنا تھا دوپٹہ ٹیڑھا

(شوق)

سچ کہو کس سے تمہارے نئے لاگے ہیں لگن
کیا ہوا کس کو ٹھگا کس کا لیا ہاتھ میں من
مجھ سے کچھ اور ہی ٹک ہو گئے ہو پھر نین
کیا ہوئے تم نے جو مجھ ساتھ کیے تھے وہ بچن

(سودا)

(8) ریختی

ریختی، ریختہ کی تانیث ہے۔ ریختی ایسی نظم کو کہا جاتا ہے جس میں چند عورتوں کے جذبات کو عورتوں کی زبان میں بیان کیا جاتا ہے۔ ریختی کی ہیئت غزل جیسی ہے۔ شمالی ہند میں سعادت یار خاں رنگیں اور انشا اللہ خان انشا کو اعلیٰ درجے کا ریختی گو سمجھا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں قلی قطب شاہ، وجہی، خواصی اور عادل شاہ نے بھی ریختی میں طبع آزمائی کی ہے۔ تاہم سید میران شاہ ہاشمی دکن کا سب سے اہم ریختی گو ہے اور ریختی میں اس کا ایک بڑا دیوان بھی ہے۔ اس کے کلام میں عورتوں کے تکیہ کلام، محاورے، ضرب الامثال، زنانہ و مردانہ لباس، زیورات، موسیقی اور دسترخوان کے بارے میں وسیع ذخیرہ الفاظ موجود ہے۔ ریختی کے چند نمونے درج ذیل ہیں

انشاء اللہ خان انشاء

میں ترے صدقے نہ رکھ اے مری پیاری روزہ
بندی رکھ لے گی تیرے واسطے ہزاری روزہ

سعادت یار خاں رنگیں

گل جو مغلانی نے سی دے کے مروڑی انگیا
ہو گئی تنگ پچھاون سے نگوڑی انگیا

قیس

تو نے چڑیا وہ بنائی ہے کے بس بول اٹھے
تیرے ہاتھوں کے میں قربان گئی مغلانی
کیا بنا لائی ہے منہارن ممانی چوڑیاں
میں نہ پہنوں گی کبھی یہ آسمانی چوڑیاں

(9) شہر آشوب

شہر آشوب شاعری کی وہ صنف ہے جس میں کسی شہر کی بربادی کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔ یا لڑکوں کے حسن و جمال کی تعریف کی جاتی ہے۔ اس صنف کا موجد فارسی شاعر مسعود سعد سلمان لاہوری تھا۔ ہیئت کے حوالے سے شہر آشوب کو قطعہ، رباعی، مثنوی یا اشعار کی صورت میں قلمبند کیا جا سکتا ہے۔ بقول نجم الغنی رام پور کے کتب خانے میں ناظم کی لکھی ہوئی ایک ضخیم مثنوی ''شہر آشوب'' موجود ہے۔ اس میں قوم کسبی کی چالاکیاں، فریب اور بداعمالی بیان کی گئی ہے۔ شہر آشوب کی چند مثالیں دیکھیے

فلک زمیں و ملائک جناب تھی دلی
بہشت و خلد سے بھی انتخاب تھی دلی
جواب کاہے کو تھا لاجواب تھی دلی
مگر خیال سے دیکھا تو خواب تھی دلی

(داغ)

دلی جو ایک شہر تھا عالم میں انتخاب
رہتے تھے منتخب جہاں پہ روزگار کے

اس کو فلک نے لوٹ کے ویران کردیا
ہم رہنے والے ہیں اسی اجڑے دیار کے

(میر تقی میر)

(10) پابند نظم

پابند نظم میں قافیہ اور ردیف کی پابندی کے ساتھ اشعار کہے جاتے ہیں۔ ساخت کے اعتبار سے یہ قطعہ، مربع، ترکیب بند یا مثنوی کسی بھی صورت میں لکھی جاسکتی ہے۔ علاوہ ازیں نظم کہنے کے لیے موضوع کی کوئی پابندی نہیں ہے۔ یہ معاشرتی، اخلاقی، سیاسی، سائنسی اور مذہبی وغیرہ کسی بھی موضوع پر کہی جاسکتی ہے۔ پابند نظم کی ابتداء سب سے پہلے انگریزی ادب میں ہوئی جہاں ورڈزورتھ اور ٹینی سن نے اسے بامِ عروج پر پہنچایا۔ بعد ازاں یہ اردو زبان میں منتقل ہوئی اور انیسویں صدی میں حالی، نظیر اکبرآبادی اور اکبر الہ آبادی نے اسے رواج دیا۔ اسی طرح آزاد، اسماعیل میرٹھی، فاخر ہریانوی، ظفر علی خان، خوشی محمد ناظر، اختر شیرانی، ساحر لدھیانوی، جوش، مصطفٰے زیدی، طفیل ہوشیار پوری، کیفی اعظمی، تلوک چند محروم، علامہ اقبال، فیض، احمد ندیم قاسمی، احسان اللہ ثاقب اور احمد فراز نے بھی خوبصورت نظمیں کہی ہیں۔ اردو شاعری کی بے مثال نظموں میں درج ذیل نمایاں ہیں۔

1. الطاف حسین حالی: مدوجزرِ اسلام (مسدس حالی)، سیاسی تقاریر، تذکرہ دِلی مرحوم کا
2. نظیر اکبرآبادی: بنجارہ نامہ، آدمی نامہ، برسات کی بہاریں، چاندنی، چڑیوں کی تسبیح، عیدالفطر
3. خوشی محمد ناظر: جوگی، فردوس بریں، حسن طلب
4. محمد اسماعیل میرٹھی: تاروں بھری رات، خواب، راحت
5. شبلی نعمانی: شہر آشوب، اسلام
6. تلوک چند محروم: نور جہاں کا مزار، سیتا کی فریاد، خوابِ جہانگیر

7. اکبر الہ آبادی: سید اور واعظ، درمیانِ قصرِ دریا
8. ظفر علی خان: ٹیپو سلطان کے مزار پر دو آنسو۔ وادیء جہلم۔ شب معراج
9. علامہ اقبال: مسجد قرطبہ، شکوہ، جواب شکوہ۔ لالہء صحرا۔ ہمالہ۔ پہاڑ اور گلہری۔ جگنو، شمع و پروانہ۔ ماں کا خواب۔ بلالؓ، جبریل و ابلیس۔ ایک آرزو
10. نظم طباطبائی: گورِ غریباں
11. چکبست: کشمیر، خاکِ ہند۔ رامائن کا ایک سین
12. فاخر ہریانوی: سکائی لارک، کویل، شام، ہمالہ، ہریانہ، عورت، معصوموں کی دنیا، دیہات کی صبح، دیہات کی شام، شامِ غریباں، ٹیپو کے مزار پر، شہزادہ گوتم۔
13. حفیظ جالندھری: رقاصہ۔ ابھی تو میں جوان ہوں۔ ہلالِ عید۔ شام رنگیں۔ جزیرے
14. اختر شیرانی: مرنے کے بعد۔ ایک بار دیکھا۔ ننھا قاصد
15. فیض احمد فیض: نثار میں تری گلیوں کے۔ ملاقات۔ زنداں کی ایک صبح
16. اسرار الحق مجاز: آوارہ۔ خوابِ سحر
17. ساحر لدھیانوی: شہکار۔ خوبصورت موڑ۔ فنکار
18. ابنِ انشاء: یہ بچہ۔ جب عمر کی نقدی ختم ہوئی
19. مصطفٰے زیدی: کاروبار۔ شہناز

مشہور پابند نظموں کے نمونے

مسدس حالی

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا
مرادیں غریبوں کی بر لانے والا

مصیبت میں غیروں کے کام آنے والا
وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا
فقیروں کا ملجا ضعیفوں کا ماویٰ
یتیموں کا والی غلاموں کا مولیٰ

(الطاف حسین حالی)

بچے کی دعا

لب پہ آتی ہے دعا بن کے تمنا میری
زندگی شمع کی صورت ہو خدایا میری
دور دنیا کا مرے دم سے اندھیرا ہو جائے
ہر جگہ میرے چمکنے سے اجالا ہو جائے

(اقبال)

تصویرِ درد

نہیں منت کش تاب شنیدن داستاں میری
خموشی گفتگو ہے بے زبانی ہے زباں میری
یہ دستور زبان بندی ہے کیسا تیری محفل میں
یہاں تو بات کرنے کو ترستی ہے زباں میری

(اقبال)

شکوہ

کیوں زیاں کار بنوں سود فراموش رہوں
فکر فردا نہ کروں محوِ غم دوش رہوں
نالے بُلبل کے سنوں اور ہمہ تن گوش رہوں
ہم نوا میں بھی کوئی گل ہوں کہ خاموش رہوں

جوابِ شکوہ

صفحہ دہر سے باطل کو مٹایا کس نے
نوعِ انساں کو غلامی سے چھڑایا کس نے

میرے کعبے کو جبینوں سے بسایا کس نے
میرے قرآن کو سینے سے لگایا کس نے
تھے تو آباء وہ تمھارے ہی مگر تم کیا ہو
ہاتھ پر ہاتھ دھرے منتظرِ فردا ہو

(اقبال)

ہمالہ

کیا تھا نصب خیمہ دھوپ نے سیمیں چٹانوں پر
زمیں کا عکس پڑتا تھا سنہری آسمانوں پر
سحر کے آئینے میں منعکس تھی شان پھولوں کی
کہ تھی خود آسماں کی روشنی مہمان پھولوں کی
نشاط سوز سے لبریز تھے ساز آبشاروں کے
چمکتے تھے زمرد سے بدن رنگین غاروں کے

(فاخر ہریانوی)

معصوموں کی دنیا

حُسن کی معصوم تصویریں ہیں یہ کم سن ابھی
بچپنے کی نیند میں کٹتے ہیں ان کے دن ابھی
کس قدر بشاش ہیں آزاد ہیں دل شاد ہیں
کچھ فرشتے ہیں کہ باغ خلد میں آباد ہیں

(فاخر ہریانوی)

دیہات کی صبح

جگمگا اٹھا وفورِ نور سے ایوانِ صبح
چہچہاتے ہیں درختوں پر بہم مرغانِ صبح
باغ میں پتوں کو آ کر گدگداتی ہے صبا
خواب سے منہ بند کلیوں کو جگاتی ہے صبا

(فاخر ہریانوی)

ابھی تو میں جوان ہوں

ہوا بھی خوشگوار ہے — گلوں پہ بھی نکھار ہے
ترنم ہزار ہے — بہار پر بہار ہے
کہاں چلا ہے ساقیا — ادھر تو لوٹ ادھر تو آ
ارے یہ دیکھتا ہے کیا — اٹھا سبو، سبو اٹھا
سبو اٹھا پیالہ بھر — پیالہ بھر کے دے ادھر
چمن کی سمت کر نظر — سماں تو دیکھ بے خبر

(حفیظ جالندھری)

برسات کی بہاریں

ہیں اس ہوا میں کیا کیا برسات کی بہاریں
سبزوں کہ لہلہاہٹ باغات کی بہاریں
بوندوں کی جھمجھاوٹ قطرات کی بہاریں
ہر بات کے تماشے ہر گھات کی بہاریں

(نظیر اکبر آبادی)

جب عاشق مست فقیر ہوئے

ہیں عاشق اور معشوق جہاں واں شاہ وزیری ہے بابا
ناں رونا ہے ناں دھونا ہے ناں درد اسیری ہے بابا
دن رات بہاریں چہلیں ہیں اور عشق سفیری ہے بابا
جو عاشق ہوں سو جانے ہیں یہ بھید فقیری ہے بابا

(نظیر اکبر آبادی)

بنجارہ نامہ

ٹک حرص و ہوا کو چھوڑ میاں مت دیس بدیس پھرے مارا
قزاق اجل کا لوٹے ہے دن رات بجا کر نقارا
کیا بدھیا بھینسا بیل شتر کیا گائیں پلا سر بھارا
کیا گیہوں، چاول موٹھ، مٹر کیا آگ دھواں کیا انگارا

سب ٹھاٹھ پڑا رہ جائے گا جب لاد چلے گا بنجارا

نظیر اکبر آبادی

جوگی

کل صبح کے مطلع تاباں سے جب عالم بقعہء نور ہوا
سب چاند ستارے ماند ہوئے خورشید کا نور ظہور ہوا
مستانہ ہوائے گلشن تھی جانانہ ادائے گلبن تھی
ہر وادی وادیء ایمن تھی ہر کوہ پہ جلوۂ طور ہوا
جب بادِ صبا مضراب بنی ہر شاخ نہال رباب بنی
شمشاد و چنار ستار ہوئے ہر سرو سمن طنبور ہوا
سب طائر مل کر گانے لگے مستانہ وہ تانیں اڑانے لگے
اشجار بھی وجد میں آنے لگے گلزار بھی بزم سرور ہوا

(خوشی محمد ناظر)

برسات

خالی جب ابر کر چکا مشکیزہ ہائے آب
دشت و دمن نے اوڑھ لی تن پر ردائے آب
پانی کے فیض سے ہوئے سب خار زاد سبز
گلزار سرخ پوش ہیں تو کوہسار سبز
شبنم کے قطرے برگ پہ کس نے سجائے ہیں
یہ چھوٹے چھوٹے آئنے کس نے دکھائے ہیں

(سعید پسروری)

(11) نظم معراء

نظم معراء درحقیقت انگریزی صنف شاعری ''بلینک ورس'' (Blank Verse) کا اردو زبان میں متبادل ہے۔ انگریزی ادب میں شیکسپیئر اور ملٹن نے نظم معرا میں کمالات دکھائے۔ بعد ازاں بیسویں صدی میں اردو شعرائے کرام نے بھی اس صنف کو اپنا لیا۔

نظم معرا وزن میں ہوتی ہے مگر قافیہ ردیف کی پابندی سے آزاد ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں اس کے مصرعے بھی چھوٹے چھوٹے یا بڑے ہو سکتے ہیں حتیٰ کہ ایک مصرع یک لفظی بھی ہو سکتا ہے۔ نظم معرا لکھنے والے شاعروں میں ن م راشد، منیر نیازی، میرا جی، تصدق حسین خالد، فیض احمد فیض۔ احمد ندیم قاسمی، اختر حسین جعفری، مجید امجد، شہزاد احمد، احسان اللہ ثاقب، امجد اسلام امجد، خالد شریف، صابر ظفر، کرامت بخاری، شاعر علی شاعر وغیرہ شامل ہیں، نظم معراء کے چند نمونے دیکھیں

آٹو گراف

کھلاڑیوں کے خودنوشت دستخط کے واسطے
کتابچے لیے ہوئے
کھڑی ہیں منتظر حسین لڑکیاں
ڈھلکتے آنچلوں سے بے خبر حسین لڑکیاں (مجید امجد)

رقص

اے مری ہم رقص مجھ کو تھام لے
زندگی سے بھاگ کر آیا ہوں میں
ڈر سے لرزاں ہوں کہیں ایسا نہ ہو
رقص گہ کے چور دروازے سے آ کر زندگی
ڈھونڈ لے مجھ کو نشاں پا لے مرا
اور جرم عیش کرتا دیکھ لے (ن م راشد)

جہاں دریا اترتا ہے

سر شکِ خوں رُخ مضموں پہ چلتا ہے تو اک رستہ نکلتا ہے
ندی دریا پہ تھم جائے
لہو نقطے پہ جم جائے تو عنوانِ سفر ٹھہرے
اسی رستے پہ ہر کش روشنی تاروں میں ڈھلتی ہے
اسی نقطے کی سوئی پر پیمبر بات کرتے ہیں

مجھے چلنا نہیں آتا
شبِ ساکن کی خانہ زاد تصویرو گواہی دو
فصیلِ صبح ممکن پر مجھے چلنا نہیں آتا (اختر حسین جعفری)

ٹیلیفون

ہر ایک صبح یہی انتظار رہتا ہے
ابھی بجے گی مرے ٹیلیفون کی گھنٹی
اور اس سے نقرئی آواز اسکی آئے گی
کہ سن کے جس کو مرے دل کو چین آئے گا
یہ ٹیلیفون بھی کیا چیز ہے کہ جس کے بغیر
اب ایک لمحہ بھی مجھ سے نہیں رہا جائے (رشید مرزا)

نہیں تنہا میں کمرے میں

نہیں تنہا میں کمرے میں
کتابیں میری ہمدم ہیں
یہ دیواریں
بھی خاموشی سے مجھ سے بات کرتی ہیں
یہ آتش دان پر رکھا ہوا
پھولوں کا گلدستہ
معطر کر رہا ہے میرے دل کو
اپنی خوشبو سے
وہ جیسے کہہ رہا ہے سب سے
اس کی بے زبانی بھی
زباں رکھتی ہے رنگوں میں (احسان اللہ ثاقب)

ابھی کچھ کام کرنے ہیں

ابھی کچھ کام کرنے ہیں

جو باقی ہیں
مجھے جذبوں کی شدت سے
گزرتے روز و شب سے دل لگانا ہے
بہت سی آرزوئیں ہیں
جو سینے میں مچلتی ہیں
ہوا کا رُخ بدلتی ہیں
نظاروں میں بہاروں میں
بدلتے موسموں کے ساتھ رہنا ہے
خیال و خواب کے خالی دریچوں میں
بہت سے رنگ بھرنے ہیں
ابھی کچھ کام کرنے ہیں

(احسان اللہ ثاقب)

قفس آشنا

پرندہ جب قفس کی تیلیوں سے
پیار کرنا سیکھ لیتا ہے
تو باہر کی فضائیں
اجنبی بن کر اسے ڈسنے کو آتی ہیں
وہ اپنے دانے دُنکے
اپنے صیادوں کے چہروں
اور اپنی قید کے ماحول سے
کچھ اس قدر مانوس ہوتا ہے
کہ اب آزاد بھی کر دو
تو واپس لوٹ آتا ہے

(خالد شریف)

جب موسم گل آیا

ہر بار یہی سوچا

ہر بار قسم کھائی
اس بار نہ روئیں گے دامن نہ بھگوئیں گے
اسے معنیٔ گل لیکن
جب موسمِ گل آیا
معصوم شگوفوں کی معصوم اداؤں نے
مجبور بنا ڈالا
ہر بار رُلا ڈالا

کرامت بخاری

اداس لمحے

اداس لمحوں کو میں نے لکھا
اداس دل کے کھلے ورق پر
اداس دن ہیں اداس راتیں
کسے بتاؤں تمہارے بن میں
دوبارہ شاید نہ ہنس سکوں گی
یہ قطرہ قطرہ برستے آنسو
تمہاری فرقت کی تیز لو کے
چراغ کیسے بجھا سکوں گی
میں کیسے منظر سجا سکوں گی
تمہارے بن کیسی زندگی ہے
ہنا تمہارے بھی زندگی ہے

(شہناز مزمل)

(12) آزاد نظم

آزاد نظم ایسی نظم کہتے ہیں جو کہ وزن قافیہ اور ردیف کی قید سے آزاد ہوتی ہے۔ اس کے مصرعے چھوٹے یا بڑے ہو سکتے ہیں۔ آزاد نظم بھی انگریزی ادب سے اردو ادب میں آئی۔ جن شعرائے کرام نے اس صنف میں طبع آزمائی کی ہے ان میں مجید امجد، شہزاد احمد، امجد اسلام امجد، پروین شاکر، عبیداللہ علیم، کشور ناہید، حمایت علی شاعر،

تصدق حسین خالد، ن م راشد، احمد ندیم قاسمی، فیض احمد فیض، عارف عبدالمتین اور حفیظ صدیقی اور میراجی شامل ہیں۔ آزاد نظموں کے کچھ نمونے درج ذیل ہیں۔

ڈیوٹی

جان
مجھے افسوس ہے
تم سے ملنے شاید اس ہفتے بھی نہ آسکوں گی
بڑی اہم مجبوری ہے
اب تو میں بھی سمجھنے لگی ہوں
شاید اس ہفتے بھی
تمہارے چیف کی بیوی تنہا ہوگی

(پروین شاکر)

جنگل

یہ جنگل ایک بے حد گنجان شہر ہے
جہاں درخت ملتے ہیں
انہیں اپنی زمیں سے اس قدر محبت ہے
کہ وہ کہیں آتے جاتے نہیں
ہر وقت اپنی دھرتی ماں سے چمٹے رہتے ہیں
ہواؤں سے کھیلتے رہتے ہیں
اور نیلے آسمان کی اتھاہ گہرائیوں میں
دیکھتے رہتے ہیں

(شہزاد احمد)

(13) مخمس

مخمس ایسی نظم کو کہتے ہیں جس کا ہر بند پانچ مصرعوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ بناوٹ کے لحاظ سے مخمس کے پہلے بند کے پانچوں مصرعے ہم قافیہ اور ہم ردیف ہوتے ہیں۔ جبکہ بقیہ بندوں کے پہلے چار مصرعے ہم قافیہ و ہم ردیف نہیں ہوتے مگر پانچواں مصرعہ ہم قافیہ و ہم ردیف ہوتا ہے۔ مخمس کے بندوں کی تعداد اور مضامین کی نوعیت پر کوئی

پابندی نہیں ہے۔ اس صنف شاعری میں اکبر الہ آبادی، نظیر اکبر آبادی، خوشی محمد ناظر اور جوش کے نام نمایاں ہیں۔ نظیر اکبر آبادی کا بنجارہ نامہ مخمس کی عمدہ مثال ہے۔

بنجارہ نامہ

ٹک حرص و ہوا کو چھوڑ میاں مت دیس بدیس پھرے مارا
قزاق اجل کا لوٹے ہے دن رات بجا کر نقارا
کیا بدھیا بھینسا بیل شتر کیا گائیں پلا سر بھارا
کیا گیہوں چاول موٹھ مٹر کیا آگ دھواں کی انگارا
سب ٹھاٹھ پڑا رہ جائے گا جب لاد چلے گا بنجارا

(14) مسدس

مسدس سے مراد ایسی نظم ہے جس کا ہر بند چھ مصرعوں کا ہوتا ہے۔ بناوٹ کے لحاظ سے ہر بند کے پہلے چاروں مصرعے ہم قافیہ و ہم ردیف ہوتے ہیں مگر پانچواں اور چھٹا مصرعہ پہلے چاروں مصرعوں سے الگ قافیہ اور ردیف رکھتے ہیں۔

مسدس کے لیے نہ تو موضوع کی کوئی پابندی ہے اور نہ ہی بندوں کی تعداد کی کوئی قید ہے۔ اردو ادب میں مسدس کی بہترین مثالیں الطاف حسین حالی کی مدوجزر اسلام (مسدس حالی) میر انیس کے میراثی اور علامہ اقبال کی نظمیں (شکوہ۔ جواب شکوہ) ہیں۔ علاوہ ازیں اکبر الہ آبادی اور حفیظ جالندھری نے بھی اس صنف شاعری میں اپنے کمالِ فن کا مظاہرہ کیا ہے۔

مدوجزر اسلام

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا
مرادیں غریبوں کی بر لانے والا
مصیبت میں غیروں کے کام آنے والا
وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا

فقیروں کا ملجا ضعیفوں کا ماویٰ
یتیموں کا والی غلاموں کا مولیٰ

(الطاف حسین حالی)

شکوہ

کیوں زیاں کار بنوں سودِ فراموش رہوں
فکر فردا نہ کروں محوِ غمِ دوش رہوں
نالے بلبل کے سنوں اور ہمہ تن گوش رہوں
ہم نوا میں بھی کوئی گل ہوں کہ خاموش رہوں
جرأت آموز مری تاب سخن ہے مجھ کو
شکوہ اللہ سے خاکم بدہن ہے مجھے کو

(علامہ اقبال)

(15) مستزاد

مستزاد سے مراد ایسی نظم ہے جس کے ہر مصرع یا شعر کے آخر میں کسی ٹکڑے کا اضافہ کر دیا جاتا ہے۔ مگر یہ اضافی ٹکڑا کسی اور وزن میں بھی ہوسکتا ہے۔

نجم الغنی اپنی کتاب بحرالفصاحت میں لکھتے ہیں

"مستزاد اسے کہتے ہیں کہ رباعی کے مصرعوں کے ساتھ ایک ایک فقرہ رباعی کے وزن کا ملحق کر دیں۔ متقدمین نے غزل کے ساتھ بھی غزل کے وزن کا فقرہ لگا کر مستزاد کیے ہیں۔ یہ دو قسم کا ہوتا ہے۔

(1) مستزاد عارض
(2) مستزاد الزام

(1) مستزاد عارض: وہ ہے کہ مضمون شعر کا فقرہ پر منحصر نہ ہو

(2) مستزاد الزام: وہ ہے کہ معنی اس کے فقرے پر منحصر ہوں

مستزاد کی چند مثالیں دیکھیے

اس رشک مسیحا کی جدائی میں یہ ہے حال
عاشق کو نہ ہے صبر نہ طاقت ہے بدن میں بیمار ہے گویا
کس طرح ادا ہو سکے اس بت کا سراپا
خاموش زباں ہوتی ہے اوصاف دہن میں اسرار ہے گویا

(میر سید حسین)

مرا دل دکھتا ہے اور سنسنی سی چھائی ہے دل پر
حواس و ہوش غائب ہیں کہ جیسے زہر ابھی پی کر
ہوا ہوں مضمحل اک دم

(حامد علی خاں ناشاد)

(16) مسمط

مسمط کا لغوی مطلب موتیوں کی لڑی ہے مگر اردو ادب میں اس سے مراد ایسی نظم ہے جو کئی بندوں پر مشتمل ہوتی ہے مگر ہر بند میں مصرعوں کی تعداد مختلف ہوتی ہے۔

بقول نجم الغنی (بحرالفصاحت)

"مسمط مفعول ہے تسمیط کا جس کے معنی موتی پرونا اور جمع کرنا ہیں۔ اصطلاح شعر میں اسے کہتے ہیں کہ چند مصرعے متحد الوزن والقوافی جمع کر کے بند اول کریں۔ اسی طرح اور کئی بند اسی وزن میں لکھیں۔ ہر بند کا قافیہ جدا ہو لیکن مصرع آخر (ہر بند کا) قافیے میں بند اول کا تابع ہو۔ اس کی آٹھ قسمیں ہیں۔
مثلث۔ مربع۔ مخمس۔ مسدس۔ مسبع۔ مثمن۔ متسع۔ معشر"

مثلث:

مثلث کے ہر بند میں تین مصرعے ہوتے ہیں۔ ان میں سے ہر بند کا قافیہ اور ردیف ایک دوسرے سے مختلف ہوتا ہے مگر بند اوّل کے بعد دیگر تمام بندوں کا تیسرا مصرع پہلے بند کا ہم قافیہ ہوتا ہے۔ مثلاً عباس علی خان بے تاب رام پوری کی مثلث

دیکھیں

امید کا ہے کو تھی دلربا کے آنے کی
خوشی نہ ہو مجھے کیونکر قضا کے آنے کی
خبر ہے نعش پہ اس بے وفا کے آنے کی

.....

نہیں ہوں اتنا بھی ناداں بھلا میں اے ناصح
سمجھ کے اور ہی کچھ مر چلا میں اے ناصح
کہا جو تو نے نہیں جان جا کے آنے کی

مربع:

مربع چار چار مصرعوں پر مشتمل نظم کو کہتے ہیں جس میں چار مصرعوں پر پہلا بند ہم قافیہ و ردیف مصرعوں پر مشتمل ہوتا ہے جبکہ بعد میں آنے والے بندوں کے پہلے تین مصرعے مختلف قافیہ اور ردیف رکھتے ہیں مگر ہر بند کا چوتھا مصرع پہلے بند کے قافیہ اور ردیف کا تابع ہوتا ہے۔ اسماعیل میرٹھی کے یہ اشعار ملاحظہ فرمائیں

تنے کا مسرت کا اب شامیانہ
بجے گا محبت کا نقار خانہ
حمایت کا گائیں گے مل کر ترانہ
کرو صبر آتا ہے اچھا زمانہ

.....

نہ ہم روشنی دن کی دیکھیں گے لیکن
چمک اپنی دکھلائیں گے اب بھلے دن
رکے گا نہ عالم ترقی کیے بن
کرو صبر آتا ہے اچھا زمانہ

مخمس:

مخمس میں ہر بند پانچ مصرعوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ پہلے بند کے تمام مصرعے ہم قافیہ و ہم ردیف ہوتے ہیں مگر دوسرے، تیسرے، چوتھے اور دیگر ہر بند کے پہلے چار مصرعے الگ قافیہ ردیف رکھتے ہیں۔ مگر پانچواں مصرع پہلے بند کا ہم قافیہ و ہم ردیف ہوتا ہے۔ جرأت کی مخمس کے یہ اشعار دیکھیں

جب سے اے راحتِ جاں تجھ سے جدا رہتا ہوں
کیا کہوں سخت مصیبت میں پھنسا رہتا ہوں
مضطر و ششدر و حیران و خفا رہتا ہوں
کسی چرچے میں تو مشغول میں کیا رہتا ہوں
منہ لپیٹے ہوئے دن رات پڑا رہتا ہوں

.....

کیا بیان اپنی جوانی کا کروں میں غمگیں
طاقت اب بستر اندوہ پہ ہلنے کی نہیں
نہ تو بیٹھوں ہوں نہ اٹھتا ہوں نہ جاتا ہوں کہیں
یاد کر کے تری صحبت کو بس اے پردہ نشیں
منہ لپیٹے ہوئے دن رات پڑا رہتا ہوں

مسدس:

مسدس ایسی نظم کو کہتے ہیں جس کا ہر بند چھ مصرعوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ پہلا بند ہم قافیہ ہم ردیف مصرعوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ تاہم دوسرے تیسرے اور دیگر بندوں کا مصرع ششم قافیہ میں پہلے بند کا تابع ہوتا ہے۔ غلام محمد سمجھو کی مسدس کے یہ اشعار دیکھیں

خامہ ہے جی میں کہ انگشت ید بیضا کروں
طور کے شعلے کا کاجل لاؤں طور ایسا کروں

سنگ موسیٰ کی کھرل ہر دیدۂ بینا کروں
آب در اشک سے حل ہو سکے جتنا کروں
بہر کاغذ سائے بال ہما پیدا کروں
وصف اس پیغمبر کے سائے کا انشا کروں

.....

ہے سیہ کاری پڑی جوں شانہ ہر ہر بال میں
زلف خوباں کے پھنسا ہوں بے طرح جنجال میں
کان کے بالے کی مچھلی کی طرح ہوں جال میں
ہوں گرفتار بلا سودائے خط و خال میں
یا رسول اللہ تڑپوں کب تلک اس حال میں
آؤں بازارِ مدینہ میں کچھ اب سودا کروں

مسبغ:

سات مصرعوں پر مشتمل بند کو مسبغ کہا جاتا ہے۔ مسبغ ایک یا زیادہ بندوں پر مشتمل ہوسکتی ہے۔ پہلے بند کے ساتوں مصرعے ہم قافیہ و ردیف ہوتے ہیں۔ بعد میں آنے والے بندوں کا ساتواں مصرع پہلے بند کا ہم قافیہ ہونا ضروری ہے۔

مثمن:

مثمن ایسی نظم کو کہتے ہیں جو کہ آٹھ مصرعوں پر مشتمل ایک یا زیادہ بندوں کی حامل ہو۔ اس میں پہلے بند کے تمام مصرعے ہم قافیہ اور ردیف ہوتے ہیں۔ مگر بعد میں آنے والے بندوں کا آٹھواں مصرع پہلے بند کے قافیہ ردیف کا تابع ہوتا ہے۔

مُتسع:

یہ ایسی نظم ہے جس کا ایک یا زیادہ بند نو مصرعوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ پہلے بند کے نو مصرعے ہم قافیہ اور ردیف ہوتے ہیں۔ دوسرے بندوں کا نواں مصرع پہلے بند کے قافیہ ردیف کا تابع ہوتا ہے۔

معشر:

معشر سے مراد ایسی نظم ہے جس کا ایک یا زیادہ بند دس دس مصرعوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ پہلے بند کا ہر مصرع ہم قافیہ و ردیف ہوتا ہے مگر دیگر ہر بند کا دسواں مصرع پہلے بند کے قافیہ اور ردیف کا تابع ہونا ضروری ہے۔

(17) ترجیع بند

ترجیع بند کے اشعار بھی ترکیب بند کی طرح غزل کی طرح ہوتے ہیں۔ اس کے اشعار بھی تعداد میں پانچ سے گیارہ تک ہو سکتے ہیں۔ تاہم ترجیع بند میں پہلے بند کا ٹیپ کا شعر ہر بند کے آخر میں دہرایا جاتا ہے (ترکیب بند میں ہر بند کے آخر میں دہرایا جانے والا شعر مختلف ہوتا ہے)

مسدس ترجیع بند کی مثال امیر کے یہ اشعار ہیں

ہر روش اور ہی سامان نظر آتے ہیں جانِ تازہ گل و نسرین و سمن پاتے ہیں
جھومتے ہیں، جو شجر سرد ہوا کھاتے ہیں رقص کرتے ہیں تو طاؤس نظر آتے ہیں

تند و پُر شور و سیہ مست ز کہسار آمد
مے کشاں مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

کرتے ہیں مرغِ چمن شور گھٹا چھاتی پر ہر روش ناچتے ہیں مور گھٹا چھائی ہے
لطف برسات کا ہے زور گھٹا چھاتی ہے صحن گلزار میں گھنگور گھٹا چھائی ہے

تند و پُر شور و سیہ مست ز کہسار آمد
مے کشاں مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

(18) ترکیب بند

ترکیب بند کے اشعار بھی غزل کی طرح ہوتے ہیں۔ ان کی تعداد پانچ یا زیادہ ہوسکتی ہے۔ ہر بند کے آخر میں جو شعر دہرایا جاتا ہے وہ مختلف ہوتا ہے، مسدس ترکیب بند کی مثال حالی کے درج ذیل اشعار ہیں

امیروں کا عالم نہ پوچھو کہ کیا ہے خمیر ان کا اور ان کی طینت جدا ہے

سزا وار ہے ان کو جو نا سزا ہے روا ہے انہیں سب کو جو ناروا ہے

شریعت ہوئی ہے نکو نام ان سے

بہت فخر کرتا ہے اسلام ان سے

ہر اک بول پر ان کے مجلس فدا ہے ہراک بات پر واں درست اور بجا ہے

نہ گفتار میں ان کی کوئی خطا ہے نہ کردار ان کا کوئی نا سزا ہے

وہ جو کچھ کہ ہیں کہہ سکے کون ان کو

بنایا ندیموں نے فرعون ان کو

کسی قوم کا جب الٹتا ہے دفتر تو ہوتے ہیں مسخ ان میں پہلے تونگر

کمال ان میں رہتے ہیں باقی نہ جوہر نہ عقل ان کی ہادی نہ دیں ان کا رہبر

نہ دنیا میں ذلت نہ عزت کی پروا

نہ عقبیٰ میں دوزخ نہ جنت کی پروا

باب نمبر 5

علمِ عروض کیا ہے

تعارف:

علم عروض سے مراد وہ علم ہے جس سے کسی شعر کے موزوں یا غیر موزوں ہونے کا پتہ چلتا ہے خلیل احمد بصری (100 ہجری تا 170 ہجری) نے یہ علم شہر مکہ میں ایجاد کیا۔ چونکہ مکہ معظمہ کا نام عروض بھی ہے اس لیے یہ علم شاعری کی اصطلاح میں علمِ عروض کہلاتا ہے۔

یہ علم ہمیں تقطیع کے فن سے آراستہ کرتا ہے جس کی مدد سے ہم یہ معلوم کر سکتے ہیں کہ کسی شعر کا تعلق کس بحر یا وزن سے ہے۔ علم عروض ہمیں بتاتا ہے کہ اس وقت مستند بحور کی تعداد بیس ہے جن میں سے سات مفرد بحور اور تیرہ مرکب بحور ہیں۔ علاوہ ازیں دیگر بارہ بحور بھی زیرِ بحث ہیں۔ جب کسی شعر یا مصرع کی تقطیع کی جاتی ہے تو ہمیں یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ اس میں استعمال کیے جانے والے ارکان کی تعداد اور ترتیب کیا ہے۔ اس طرح ہم اس شعر کے وزن اور بحر کے بارے میں آگاہی حاصل کرتے ہیں۔ ارکان عشرہ کی تعداد دس ہے جبکہ عربی زحافات کی تعداد 36 اور ارکان کی فروعات کی تعداد درجنوں تک جا پہنچتی ہے۔ آنے والے صفحات میں ان بحور، ارکان، زحافات اور فروعات کو تفصیل سے بیان کیا جائے گا۔

علم عروض کی اہم اصطلاحات:

علم عروض سے واقفیت حاصل کرنے کے لیے اس کی درج ذیل اصطلاحات سے واقفیت حاصل کرنا ضروری ہے۔

بحر: لفظ بحر کے معنی سمندر کے ہیں تاہم شاعری کی اصطلاح میں بحر وہ بنیادی وزن ہے جس میں شعر کہا جاتا ہے۔ اس وقت مستند متفق علیہ بحور کی تعداد بیس ہے جن میں

سے سات مفرد اور تیرہ مرکب بحریں ہیں۔ ان میں سے خلیل احمد بصری نے پندرہ بحور ایجاد کیں جبکہ ابوالحسن اخفش نے بحرِ متدارک، یوسف عروضی نیشا پوری نے بحرِ قریب، بزرجمہر نے بحرِ جدید، اہلِ فارس نے بحرِ مشاکل اور راقم (احسان اللہ ثاقب) نے بحرِ مترنم ایجاد کی۔ یہ تمام بحور دائروں سے نکلتی ہیں۔ مستند بحر کے لیے دائرے سے نکلنا ضروری ہے۔ مستند بحور میں ہزج۔ رجز۔ رمل۔ کامل۔ وافر۔ متقارب۔ طویل۔ مدید۔ بسیط۔ سریع۔ خفیف۔ مجتث۔ منسرح۔ مضارع۔ مقتضب۔ متدارک۔ قریب۔ جدید۔ مشاکل اور مترنم شامل ہیں۔ ان میں سے سات مفرد بحور کے نام ہزج۔ رجز۔ رمل۔ کامل۔ وافر۔ متقارب اور متدارک ہیں۔ جو کہ ایک رکن کے تکرار سے حاصل ہوتی ہیں۔ مرکب بحور دو یا زائد ارکان کے ملاپ سے تشکیل پاتی ہیں۔

وزن:

شاعری کی اصطلاح میں کوئی مصرع یا شعر اس وقت وزن میں ہوتا ہے جب وہ پڑھنے میں رواں اور متعلقہ بحر کے آہنگ کے مطابق ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں کسی بحر کی شاخوں کو بھی اوزان کا نام دیا جاتا ہے۔ بحر کے ارکان کے دروبست کو تبدیل کر کے یا ان کی تعداد میں کمی بیشی کر کے نئے اوزان وجود میں لائے جا سکتے ہیں۔

ارکانِ عشرہ:

ارکان عشرہ کی تعداد اگرچہ دس ہے لیکن یہ درحقیقت آٹھ الفاظ ہیں مگر چونکہ ان میں سے دو الفاظ یعنی فاعِلاتُن اور مُستفعِلن دو دو اشکال رکھتے ہیں اس لئے ارکان کی کل تعداد دس ہو گئی ہے۔ ارکان عشرہ میں فعولن، مفاعیلن مُفاعِلَتن، فاعِ لاتن، فاعِلُن، مستفعِلُن، فاعلاتن، مُتفاعِلُن، مفعولات اور مس تفع لُن شامل ہیں۔ ان میں سے پہلے چار ارکان اصلیہ اور بقیہ چھ ارکان فرعیہ کہلاتے ہیں۔ ارکان فاعلاتن اور فاع لاتن یا مستفعِلُن اور مس تفع لُن میں وزن کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں ہے تاہم ان کی ماہیت میں فرق ہے۔ مثلاً لفظ مُسکراہٹ فاعلاتن کے مطابق مُس + کرا + ہٹ ہو گا جبکہ فاع لاتن کی رُو سے مُسک + را + ہٹ ہو گا۔

زحافات:

عربی عروض کے زحافات کی تعداد 36 ہے جو کہ درج ذیل ہیں

طے	قبض	کف	اضمار	وقص	عصب	عقل	خبل
شکل	نقص	ترفیل	تذبیل	تسبیغ	حذف	قطف	قصر
تشعیث	خدد	صلم	کشف	وقف	بتر	خلع	خزم
خرم	عضب	ثرم	شتر	خرب	قصم	عقص	جمم

تصرفات:

شاعری میں تصرفات کی مندرجہ ذیل اشکال ہیں

1. اعراب ثلاثہ: زبر، زیر، پیش
2. تخفیف: شادباش سے شاباش اور جادّہ سے جادہ
3. تسکین: متحرک حروف ساکن کرنا مثلاً شَفقَت سے شفقت اور حَرکت سے حرکت
4. تحریک: ساکن حرف کو متحرک کرنا مثلاً طرح کی رکو متحرک کرنا
5. ترخیم: آخری حرف گرا دینا مثلاً گواہ سے گوا اور جزو سے جز
6. تہنید: غیر زبان کے الفاظ کے معنی تبدیل کرنا مثلاً پلید سے پلیت اور افراط وتفریط سے افراتفری
7. تخذیف: کسی لفظ سے کوئی حرف حذف کرنا مثلاً ہنوز سے نوز اور نشیب سے شیب
8. نقل: کسی حرف کی حرکت کو ما بعد حرکت سے ما قبل کرنا مثلاً گل ستاں سے گلستاں
9. ابدال: لفظ کے حروف دوسرے حروف سے بدلنا
10. امالہ: لفظ میں الف کو ی سے بدلنا

11. اشباع: حسبِ ضرورت آواز کو لمبا کرنا مثلاً رستہ سے راستہ

دیگر اصطلاحات:

1. سبب خفیف: ایسا لفظ جس کا پہلا حرف متحرک اور دوسرا ساکن ہو مثلاً چل۔ دل۔ فا
2. سبب ثقیل: ایسا لفظ جس کے پہلے دو حروف متحرک ہوں مثلاً فَعِ۔ عِلَ۔ مُتَ
3. وتد مفروق: ایسا لفظ جس کے تین حروف میں سے پہلا اور تیسرا متحرک ہو مگر درمیان کا حرف ساکن ہو۔ مثلاً شہرِ۔ ابرِ۔ قتلِ۔ فَعلُ۔ فاعِ۔
4. وتد مجموع: ایسا سہ حرفی لفظ جس کے پہلے دو حروف متحرک ہوں مثلاً سبق۔ فعَل۔ عِلنَ۔ فَعُو۔

علم عروض کا تاریخی پس منظر:

خلیل احمد بصری نے دوسری صدی ہجری میں علم عروض ایجاد کیا۔ اس کا عرصہ حیات 100 ہجری تا 170 ہجری پر محیط ہے۔ خلیل احمد بصری نے یہ علم چونکہ مکہ معظمہ کے شہر میں ایجاد کیا اس لیے اس کا نام عروض رکھا گیا کیونکہ مکہ کو عروض کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ علامہ صفدی کے مطابق خلیل یونانی زبان جانتا تھا۔ اس لیے اس نے یونانی زبان میں موجود بحور سے استفادہ کیا۔ اسی طرح محقق طوسی کا کہنا ہے کہ خلیل ابن احمد بصری نے زحافات کے نام جانوروں کے ناموں سے اخذ کیے۔ علاوہ ازیں الفاظ کو حرکات وسکنات کی بنیاد پر تین حصوں سبب۔ وتد۔ اور فاصلہ میں تقسیم کیا گیا ہے۔

خلیل ابن احمد بصری نے پندرہ بحریں ایجاد کیں جن کے نام بحرِ ہزج۔ بحرِ رجز۔ بحرِ رمل۔ بحرِ کامل۔ بحرِ وافر۔ بحرِ متقارب۔ بحرِ طویل۔ بحرِ مدید۔ بحرِ بسیط۔ بحرِ سریع۔ بحرِ خفیف۔ بحرِ مجتث۔ بحرِ منسرح۔ بحرِ مضارع اور بحرِ مقتضب شامل ہیں۔

بعد ازاں ابوالحسن اخفش نے بحرِ متدارک، یوسف عروضی نیشاپوری نے بحرِ قریب،

بزرجمہر نے بحرِ جدید، اہلِ فارس نے بحرِ مشاکل اور راقم (احسان اللہ ثاقب) نے بحرِ مترنم ایجاد کر کے بحور کی کل تعداد بیس کر دی۔

مذکورہ بحروں میں سے بحرِ مدید، بحرِ کامل، بحرِ بسیط اور بحرِ وافر صرف عربی اشعار کے لیے مخصوص ہیں اور فارسی شاعری میں مستعمل نہیں ہیں۔ دیگر تیرہ بحریں فارسی اور عربی کے لیے مشترک ہیں۔ سات بحریں جو ایک رکن کے تکرار سے حاصل ہوتی ہیں مفرد بحریں کہلاتی ہیں ان کے نام بحرِ ہزج۔ بحرِ رجز۔ بحرِ رمل۔ بحرِ کامل۔ بحرِ وافر، بحرِ متدارک اور بحرِ متقارب ہیں۔ دیگر تیرہ بحور مرکب بحریں ہیں۔

حروف کے عروضی گروہ: (سبب، وتد، فاصلہ)

حروف کی حرکات کے پیشِ نظر الفاظ / ارکان عشرہ کو حروف کے تین عروضی گروہوں میں تقسیم کی گیا ہے۔ ان کے نام سبب، وتد اور فاصلہ ہیں۔ سبب دو حروف کا مجموعہ ہوتا ہے جبکہ وتد تین حروف پر مشتمل ہوتا ہے جبکہ وتد تین حروف پر مشتمل ہوتا ہے اور فاصلہ چار یا پانچ حروف کا مجموعہ ہوتا ہے۔

سبب:

دو حروف کا مجموعہ ہوتا ہے اس کی دو اقسام ہیں، جن کے نام سبب خفیف اور سبب ثقیل ہیں۔

سبب خفیف

اس میں پہلا حرف متحرک اور دوسرا ساکن ہوتا ہے مثلاً کا۔ کو۔ گل، پل، کل، مل، تم، سب، اب (اردو میں تمام دو حرفی الفاظ سبب خفیف ہیں)

سبب ثقیل:

ایسا دو حرفی لفظ جس کے دونوں حروف متحرک ہوں، مگر ایسا اردو یا فارسی کے کسی کلمہ میں ممکن نہیں ہے۔ سبب ثقیل بذاتِ خود کوئی بامعنی کلمہ نہیں ہوتا بلکہ صرف ترکیب اضافی (دلِ من) اور ترکیب عطفی (دل و جان) میں ممکن ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سبب ثقیل کوئی بامعنی کلمہ نہیں ہوتا۔ مثلاً لفظ حرکت میں حرَ سبب ثقیل ہے۔ ارکان عشرہ میں یہ

صرف دو ارکان مُتفاعلن اور مُفاعِلتن میں موجود ہے۔

وتد: تین حروف پر مشتمل لفظ کو وتد کہا جاتا ہے۔ اس کی دو اقسام وتد مجموع اور وتد مفروق ہیں۔

(i) وتد مجموع: اس میں پہلے دو حروف متحرک اور تیسرا حرف ساکن ہوتا ہے۔ مثلاً سُخن، اَزَل، اَبَد، چَمَن، قلم، خدا، وطن، قدم، عَلَم بَشَر، مگر، الگ، پری، چلو، سفر وغیرہ

(ii) وتد مفروق: تین حروف میں سے پہلا اور آخری متحرک اور وسطی حرف ساکن ہوتا ہے، مگر ایسا صرف ترکیب اضافی اور ترکیب عطفی کے ذریعے ہی ممکن ہے۔ اردو اور فارسی زبان میں ایسا کوئی کلمہ نہیں ہے۔ تاہم عربی میں اس کی بے شمار مثالیں ہیں۔ مثلاً کَیف، قالَ، حَیثُ۔ اردو اور فارسی میں وتد مفروق کی مثالیں جانِ من (ترکیب اضافی) اور جان و دل (ترکیب عطفی) ہیں۔

(3) فاصلہ: یہ چار یا پانچ حروف کا مجموعہ ہے جس کا صرف آخری حرف ساکن ہوتا ہے مگر پہلے تمام حروف متحرک ہوتے ہیں۔ اس کی دو اقسام فاصلہ صغریٰ اور فاصلہ کبریٰ کہلاتی ہیں۔

فاصلہ صغریٰ: اس میں کل چار حروف ہوتے ہیں جن میں سے پہلے تین حروف متحرک اور چوتھا ساکن ہوتا ہے۔ مثلاً وُکلا، فُقرا، حَرکت، بَرَکت، غَلطی، عَرَبی وغیرہ۔ علاوہ ازیں چند الفاظ کے شروع میں بھی فاصلہ صغریٰ ملتا ہے مثلاً مُتواتر (مُتَوَ)، متناسب (مُتَنا) اور مُتکلم (مُتَکَ) وغیرہ اسی طرح کچھ الفاظ کے آخر میں فاصلہ صغریٰ پایا جاتا ہے مثال کے طور پر بے اَدَبی (اَدَبی) یا عجمی (عَجَمی) اور کم نظری (نَظَری) وغیرہ

فاصلہ کبریٰ: فاصلہ کبریٰ پانچ حروف پر مشتمل لفظ ہے جس کے پہلے چار حروف متحرک اور آخری حرف ساکن ہوتا ہے۔ اردو اور فارسی میں ایسا حرف ترکیب کی صورت میں ہی ممکن ہے مثلاً اَدَبِ عِلم (اَدَبِ عِ ل)

تلخیص و اعادہ

سبب: دو حرفی لفظ (اقسام سبب خفیف اور سبب ثقیل)

وتد: تین حرفی لفظ (دو اقسام مجموع اور وتد)

فاصلہ: چار یا پانچ حرفی لفظ (دو اقسام فاصلہ صغریٰ اور فاصلہ کبریٰ)

سبب خفیف: دو حرفی لفظ۔ پہلا متحرک دوسرا ساکن مثلاً تم

سبب ثقیل: دو حرفی لفظ دونوں حروف متحرک مثلاً حَرکت میں حَرَ

وتد مجموع: تین حرفی لفظ جس میں پہلے دو حروف متحرک اور تیسرا ساکن مثلاً اَزَل

وتد مفروق: تین حرفی لفظ جس میں پہلا اور آخری حرف متحرک مگر وسطی حرف ساکن ہوتا ہے۔ وتد مفروق صرف عربی میں بصورت لفظ ملتا ہے مثلاً کَیفَ مگر اردو اور فارسی میں صرف تراکیب کی شکل میں ہوتا ہے۔

فاصلہ صغریٰ: چار حرفی لفظ میں سے پہلے تین حروف متحرک اور چوتھا حرف ساکن ہوتا ہے۔ مثلاً حَرکت، غَلطی

فاصلہ کبریٰ: پانچ حرفی لفظ جس کے پہلے چار حروف متحرک اور پانچواں حرف ساکن ہوتا ہے۔ مثلاً اَدَبِ عِلم

ارکان عشرہ میں سبب، وتد اور فاصلہ

سبب خفیف: لا۔ فا۔ فع۔ مس۔ مف۔ عو۔ عی۔ تن۔ لن۔ تف

سبب ثقیل: فَعِ۔ مُت۔ عِل

سبب متوسط: فاع۔ لان۔ تان

وتد مجموع: مفا۔ عِلا۔ فَعُو۔ فَعل۔ عِلُن

وتد مفروق: فَعَل۔ تفعِ۔ لاتُ۔ عِیلُ۔ عولُ

فاصلہ صغریٰ: مُتفا۔ فَعِلا۔ تَعِلُن۔ عِلتُن

مفاعیلن: مفا+ عی+ لن: وتد مجموع+ سبب خفیف+ سبب خفیف

فعولن: فعو+ لن: وتد مجموع+ سبب خفیف

فاعلاتن: فا+علا+تن: سبب خفیف+وتد مجموع+سبب خفیف

فاع لاتن: فا+علا+تن: سبب متوسط+سبب خفیف+سبب خفیف

مفاعِلتن: مفا+عِل+تن: وتد مجموع+سبب ثقیل+سبب خفیف

فاعلن: فا+علن: سبب خفیف+وتد مجموع

مُتفاعلن: مُت+فا+علن: سبب ثقیل+سبب خفیف+وتد مجموع

مستفعلن: مُس+تف+عِلن: سبب خفیف+سبب خفیف+وتد مجموع

مفعولات: مف+عو+لات: سبب خفیف+سبب خفیف+وتد مجموع

حروف کی اقسام

مکتوبہ حرف: جو حرف کتابت میں آ جائے یعنی لکھا گیا ہو۔

ملفوظہ حرف: جو حرف تلفظ میں آ جائے یعنی آواز دے۔ یہ شعر کے وزن میں شامل ہوتا ہے۔

مکتوبہ ملفوظہ حروفؒ: جو حروف لکھنے آتے ہیں اور وزن میں بھی شمار کیے جاتے ہیں۔

مکتوبہ غیر ملفوظہ حروف: جو حروف لکھنے میں آتے ہیں مگر وزن میں شمار نہیں ہوتے ہیں۔ یہ حروف گرا دیے جاتے ہیں مثلاً کیا کی ی اور جھوٹ کی وہ

اسقاط حروف کے اصول

اسقاط سے مراد کسی حرف کو گرا دینا ہے یعنی وزن میں شمار نہ کرنا ہے درج ذیل حروف کا گرانا لازمی ہے۔

1. مخلوط حروف ھ، ی، ت ٹ، د، ذ، ر، و۔ مثلاً تمھارا، چھت کی ھ کیا کیوں کی ی اور درست گوشت کی ت
2. الف جو تنوین فتحی سے لکھا گیا ہو

3. الف وصل یا ہمزہ وصل مثلاً عبدالحق (عبدل حق) بالکل (بِل کُل)
4. ن غنہ جو کسی حرف علت (ا، و، ی) کے بعد واقع ہو۔ مثلاً ماں، آنچل، مانگ، ڈانٹ، آؤں، جاؤں، نیند، چونکہ، سانس، کیونکہ وغیرہ
5. اَل کی ل جس کے بعد شمسی حرف ہو مثلاً عبدالرشید (عَب دُر رشید)
6. و معدولہ: یہ فارسی حروف میں ہوتی ہے اور حرف خ کے بعد آتی ہے۔ مثلاً خود۔ خوش وغیرہ (اس کے نیچے ایک چھوٹی لکیر بغور علامت لکھی جاتی ہے)
7. واؤ علت جو ال سے پہلے آئے، مثلاً بوالہوس۔ ذوالجلال وغیرہ
8. نون غنہ جو مقصورہ حرکت کے بعد آئے اور اسے کھینچا نہ جا سکے مثلاً سنوار۔ ہنسی۔ کنواں۔ کنول اور کنوارا وغیرہ
9. نون جو لفظ کے آخر میں آئے مگر حرف علت کے بعد واقع ہو اور وہ مضاف علیہ یا معطوف ہو نون غنہ میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ اس لیے وزن میں شمار نہیں کیا جاتا مثلاً آستان، گریبان، ایمان، پریشان، زمین، حیران وغیرہ
10. واؤ علت جو لفظ دو کے مرکبات میں پائی جاتی ہے۔ مثلاً دوپہر، دوآبہ، دوبالا، دو دھارا، دوپٹا وغیرہ
11. یائے (ی) کھڑے زبر کے ساتھ مثلاً موسیٰ، عیسیٰ
12. یائے (ی) علت جو اَل سے پہلے ہو مثلاً فی الحال، ذی الحج، فی البدیہہ وغیرہ
13. ہائے (ہ) اعلانِ حرکت، مثلاً نہ۔ بہ۔ پہ۔ چونکہ۔ حالانکہ مثلاً جگر کا مصرع

ہمیں جب نہ ہونگے تو کیا رنگِ محفل

14. ہائے (ہ) علت جو کسی لفظ مضاف یا موصوف کے آخر میں آئے مثلاً نالۂ بلبل، جلوۂ گل

باب 6

بحور کا جائزہ

علم عروض کا موجد خلیل احمد بصری (100 ہجری تا 170 ہجری) تھا۔ وہ بصرہ کا رہنے والا تھا۔ بقول حمزہ بن حسن اصفہانی

"خلیل نے یہ علم اپنی ایجاد سے نہیں نکالا بلکہ اس نے تصحیف کی ہے یعنی علم موسیقی اور نغم سے یہ اصول علیحدہ کر کے ان پر ایک فن بنا کر کھڑا کر دیا ہے۔"

خلیل نے پندرہ بحور متعارف کروائیں جن کے نام طویل، مدید، کامل، وافر، بسیط، رجز، ہزج، رمل، مقتضب، منسرح، سریع، مجتث، خفیف، مضارع اور متقارب تھے۔ اس کے بعد ابوالحسن اخفش نے بحر متدارک، بزرج مہر نے بحر جدید، یوسف عروضی نیشا پوری نے بحرِ قریب اور اہل فارس کے نامعلوم ماہر عروض نے بحرِ مشاکل ایجاد کی۔ اس طرح بحور کی کل تعداد انیس تک جا پہنچی۔ یہ تعداد کئی صدیوں تک قائم رہی مگر اکیسویں صدی کے پہلے عشرے میں لاہور کے رہائش پذیر ایک شاعر اور محقق راقم احسان اللہ ثاقب (ابنِ فاخر ہریانوی) نے ایک نئی بحر، بحرِ مترنم کا اضافہ کیا جس سے بحور کی کل تعداد اب بیس تک جا پہنچی ہے۔ علاوہ ازیں ابوعبداللہ قرشی نے دائرہ منعکس کے ذریعے بحرِ صریم سے نو مزید بحور اخذ کی ہیں۔ یہ بحور عروضی قواعد کی رُو سے درست ہیں کیونکہ ہر بحر میں دو وتد مفروق ہیں تاہم یہ بحور شعرائے کرام میں مقبولیت حاصل نہیں کر سکیں۔ اس طرح دائرہ منعکس سے نکلنے والی نو بحور کے علاوہ مقبول عام اور مترنم بحور کی تعداد اکیس تک ہے جن میں سات بحور مفرد اور چودہ بحور مرکب ہیں۔

ان اکیس بحور میں سے چار بحریں یعنی مدید، بحر بسیط، بحرِ کامل اور بحرِ وافر حرف عربی کے لیے مخصوص ہیں جبکہ بقیہ پندرہ بحور عربی، فارسی اور اردو کے لیے مشترک ہیں۔ لکھنو کا عظیم شاعر اور ماہر عروض مرزا یاس عظیم آبادی اپنی کتاب چراغ سخن میں

رقمطراز ہے۔

"اہل عرب نے اپنی سولہ بحروں میں سے صرف پانچ بحروں (طویل، مدید، بسیط، متقارب اور متدارک) کو مثمن وضع کیا ہے اور باقی گیارہ کو مسدس مگر اہلِ فارس نے سوائے سریع و خفیف اور اپنی ایجاد کردہ تین بحروں کے باقی چودہ بحروں کی اصل مثمن قرار دی ہے"

ابتدائی انیس بحور کے ارکان

(1)	بحرِ طویل	فعولن مفاعیلن فعولن مفاعیلن
(2)	بحرِ مدید	فاعلاتن فاعلن فاعلاتن فاعلن
(3)	بحرِ بسیط	مستفعلن فاعلن مستفعلن فاعلن
(4)	بحرِ متقارب	فعولن فعولن فعولن فعولن
(5)	بحرِ متدارک	فاعلن فاعلن فاعلن فاعلن
(6)	بحرِ وافر	مفاعِلَتن مفاعِلَتن مفاعِلَتن مفاعِلَتن
(7)	بحرِ کامل	متفاعلن متفاعلن متفاعلن متفاعلن
(8)	بحرِ ہزج	مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن
(9)	بحرِ رجز	مستفعلن مستفعلن مستفعلن مستفعلن
(10)	بحرِ رمل	فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن
(11)	بحرِ مجتث	مس تفع لن فاعلاتن مس تفع لن فاعلاتن
(12)	بحرِ مضارع	مفاعیلن فاع لاتن مفاعیلن فاع لاتن
(13)	بحرِ منسرح	مستفعلن مفعولات مستفعلن مفعولات
(14)	بحرِ مقتضب	مفعولات مستفعلن مفعولات مستفعلن
(15)	بحرِ خفیف	فاعلاتن مس تفع لن فاعلاتن
(16)	بحرِ سریع	مستفعلن مستفعلن مفعولات
(17)	بحرِ قریب	مفاعیلن مفاعیلن فاع لاتن
(18)	بحرِ جدید	فاع لاتن فاعلاتن مستفعلن

(19) بحرِ مشاکل　　فاعلاتن مفاعیلن مفاعیلن

(20) بحرِ مترنم　　فاعلن متفاعلن متفاعلن

دیگر بحور کے نام اور ارکان

مذکورہ بحور کے علاوہ ابوعبداللہ قرشی نے دائرہ منعکسہ کے ذریعے درج ذیل بحور، بحرِ صریم سے نکالی ہیں جو کہ زیادہ مقبول نہیں ہیں۔ ان کے نام اور ارکان درج ذیل ہیں

1۔ بحرِ کبیر　　مفعولات مفعولات مستفعلن

2۔ بحرِ بدیل　　مس تفع لن مس تفع لن فاعلاتن

3۔ بحرِ قلیب　　فاع لاتن فاع لاتن مفاعیلن

4۔ بحرِ حمید　　مفعولات مستفعلن مفعولات

5۔ بحرِ صغیر　　مس تفع لن فاعلاتن مس تفع لن

6۔ بحرِ اصیم　　فاع لاتن مفاعیلن فاع لاتن

7۔ بحرِ سلیم　　مستفعلن مفعولات مفعولات

8۔ بحرِ حمیم　　فاعلاتن مس تفع لن مس تفع لن

9۔ بحرِ صریم　　مفاعیلن فاع لاتن فاع لاتن

نئی اور مقلوب بحور:

مذکورہ (19+9) 28 بحور کے ساتھ راقم (احسان اللہ ثاقب) کی ایجاد کردہ ایک نئی بحر یعنی بحرِ مترنم کو شامل کر کے بنیادی بحور کی کل تعداد 29 ہو جاتی ہے مگر جب بحر مدید، بحرِ طویل، بحرِ مترنم کی مقلوب اشکال کو اس فہرست میں شامل کرتے ہیں تو زیرِ نظر کتاب میں زیرِ بحث لائی جانے والی بحروں کی کل تعداد 32 تک جا پہنچتی ہے۔

بحرِ مترنم　　: فاعلن متفاعلن متفاعلن (دائرہ معجزہ سے اخذ کی گئی ہے)

بحرِ مقلوب المترنم　　: متفاعلن متفاعلن فاعلن

بحرِ مقلوب المدید　　: فاعلن فاعلاتن فاعلن فاعلاتن

بحرِ مقلوب الطّویل　　: مفاعیلن فعولن مفاعیلن فعولن

مذکورہ 32 بنیادی بحور میں سے 7 بحور مفرد ہیں جبکہ 25 بحریں مرکب ہیں

مفرد بحور: (7)

(1) بحرِ ہزج　(2) بحرِ متقارب　(3) بحرِ رجز　(4) بحرِ کامل

(5) بحرِ وافر　(6) بحرِ متدارک　(7) بحرِ رمل

مرکب بحور: (23)

(1) بحرِ طویل　(2) بحرِ مدید　(3) بحرِ بسیط　(4) بحرِ مضارع

(5) بحرِ منسرح　(6) بحرِ مقتضب　(7) بحرِ مجتث　(8) بحرِ خفیف

(9) بحرِ سریع　(10) بحرِ مشاکل　(11) بحرِ جدید　(12) بحرِ مترنم

(13) بحرِ صریم　(14) بحرِ کبیر　(15) بحرِ بدیل　(16) بحرِ قلیب

(17) بحرِ حمید　(18) بحرِ صغیر　(19) بحرِ اصیم　(20) بحرِ سلیم

(21) بحرِ حمیم　(22) بحرِ مقلوب المترنم　(23) بحرِ

(24) بحرِ مقلوب المدید　(25) بحرِ مقلوب الطّویل

باب 7

ارکانِ عشرہ۔زحافات

ارکان عشرہ:

ارکانِ عشرہ وہ دس بنیادی ارکان ہیں جن سے یا ان کی فروعات سے بحور ترتیب دی جاتی ہیں۔ ارکان عشرہ میں، فعولن۔ مفاعیلن۔ مفاعِلَتن۔ فاع لاتُن۔ فاعلن۔ مستفعلن۔ فاعلاتن۔ مفعولات۔ متفاعلن اور مس تفع لن شامل ہیں۔ ان کے پہلے چار ارکان کو ارکان اصلیہ اور بقیہ چھ کو ارکانِ فرعیہ کہا جاتا ہے۔ دو ارکان عشرہ فاعلاتن اور مستفعلن متصل شکل میں اور منفصل شکل مثلاً فاع لاتن۔ مس تفع لن میں ہیں۔ متصل اور منفصل شکلوں میں اگر ماہیت کے اعتبار سے فرق ہے مگر وزن کے اعتبار سے کوئی فرق نہیں ہے۔ مثلاً لفظ مسکراہٹ فاعلاتن کے مطابق مس + کرا+ ہٹ ہوگا اور فاع لاتن کی رو سے مسک +را+ ہٹ ہوگا۔ بقول صاحب بحرالفصاحت حکیم محمد نجم الغنی

"الفاظ کا وزن کرنے کے لیے چند طرح کے الفاظ مقرر کیے گئے ہیں ان کو ارکان کہتے ہیں اور بحریں انہی ارکان سے مرکب ہوتی ہیں۔ ارکان کو اصول اور اجزاء اور میزان اور تفاعیل اور مفاعیل اور افعال اور اوزانِ عروض بھی کہتے ہیں۔ یہ رکن ان تین جزوں سے جن کو اصول سہ گانہ ہیں مرکب ہوا کرتے ہیں یعنی سبب وتد اور فاصلہ"

ارکانِ عشرہ کی فروع

ارکان عشرہ پر زحافات کے عمل سے درج ذیل فروع پیدا ہوتی ہیں

1۔ فعولن کی فروع

فَعلن۔فعول۔فعولُ۔فعَل۔فعولان۔فعلُ۔فع۔فاع۔فعلان

2۔ فاعلن کی فروع

فعِلن۔فَعلن۔فع۔فاعلان۔فعَل فعِلاتن۔فعلن۔فعِلان۔فعلان

3۔ مفاعیلن کی فروع

مفعولن۔مفاعلن۔مفاعیل۔فعولان۔فعَل۔مفاعیلان۔فعول۔فعَول۔فاع۔فع

4۔ مستفعلن کی فروع

مفاعلن۔مفتعلن۔مفعولن۔فعلن۔مستفعلان۔مستفعلاتن۔مفعولان۔فعلان۔ فاعلن۔فعِلتن۔مفاعلتن۔مفاعلاتن۔فع۔مفتعلاتن۔فاع۔فاعلان۔

5۔ فاعلاتن کی فروع

فعِلاتن۔فاعلاتُ۔مفعولن۔فاعلان۔فاعلیان۔فعِلاتُ۔فعلن۔فعَل۔فع۔فاع۔ فعِلن۔فعِلان۔فعلان۔مفعولان۔فعِلیان۔

6۔ مفاعِلَتُن کی فروع

فاعلَتن۔مفعولن۔مفاعلن۔مفاعیل۔مفعول

7۔ متفاعلن کی فروع

فعِلاتن۔فعِلن۔متفاعلان۔مفاعلن۔مفتعِلن۔مفاعلان۔مستفعلان۔مفتعِلان۔ مفتعِلاتن۔

8۔ مفعولات کی فروع

مفاعیل۔فاعلات۔مفعولن۔مفعولان۔مفعول۔فَعلن۔فاع۔فع۔فعولان۔فاعلان۔ فعِلن۔فعِلان۔فعلان

9۔ فاع لاتن کی فروع

مفتَعِلن۔فاعلات۔فاعلیان۔فاع۔فع۔فعلن

10۔ مس تفع لن کی فروع

مفاعلن۔مستفعِل۔مفعولن۔مفعول۔فعول۔مفاعِل۔مستفعِلان۔مفاعلان

زحافات کابیان

زحافات سے مراد وہ عوامل (Operators) ہیں جو کہ ارکانِ عشرہ پر عمل کر کے ان میں کمی بیشی کرتے ہیں۔ زحافات بتاتے ہیں کہ

1۔ کس رکن کے کس ایک یا زائد حروف کو کم کرنا ہے۔
2۔ کس رکن کے کس متحرک رکن کو ساکن کر دینا ہے۔
3۔ کس رکن کے حروف میں کہاں اضافہ کرتا ہے۔

عربی عروض کے زحافات

عربی عروض کے زحافات کی کل تعداد 36 ہے۔ ان کے نام درج ذیل ہیں،
خبن۔ طے۔ قبض۔ کف۔ اضمار۔ وقص۔ عصب۔ عقل۔ خبل۔ خُول۔ شکل۔ نقص۔ ترفیل۔ تذییل (اذالہ)۔ تسبیغ۔ حذف۔ قطف۔ قصر۔ قطع۔ تشعیث۔ خذذ (جذ)۔ صلم۔ کشف (کسف)۔ وقف۔ بتر۔ خلع۔ خزم۔ خرم۔ ثلم۔ عضب۔ ثرم۔ شتر۔ خرب۔ قصم۔ جمم۔ عقص۔

زحافات کی اقسام: زحافات کی درج ذیل پانچ اقسام ہیں

1۔	زحافات:	8
2۔	زحافاتِ مزدوج:	4
3۔	عِلَل بالزیادہ:	3
4۔	عِلَل بالنقص:	11
5۔	عِلَل غیر لازم:	10
	کل تعداد:	36

زحافات: زحافات کی تعداد آٹھ ہے۔ ان کے نام درج ذیل ہیں
خبن۔ طے۔ قبض۔ کف۔ اضمار۔ رقص۔ عصب۔ عقل

2۔ زحافاتِ مزدوج: زحافاتِ مزدوج دو یا دو سے زیادہ زحافات کا مرکب ہیں۔ یہ تعداد میں چار ہیں خبل۔ خُول۔ شکل۔ نقص

3۔ عِلَل بالزیادہ: عِلَل بالزیادہ تعداد میں تین ہیں، ترفیل۔ تذییل (اذالہ)۔ تسبیغ

4۔ عِلَل بالنقص: ان کی تعداد گیارہ ہے
حذف۔ قطف۔ قصر۔ قطع۔ تشعیث۔ خذذ (جذ)۔ صلم۔ کشف۔ وقف۔ بتر۔ خلع

5۔ عِلَل غیر لازم: ان کو جاری مجری زحافات بھی کہا جاتا ہے۔ یہ تعداد میں گیارہ ہیں۔ ان کے نام درج ذیل ہیں
خزم۔ خرم۔ ثلم۔ عضب۔ ثرم۔ شتر۔ خرب۔ قصم، جمم۔ عقص

اہلِ فارس کے ایجاد کردہ زحافات

اہلِ فارس نے 15 زحافات ایجاد کیے ہیں۔ جَب۔ ہستم۔ زَلَل۔ بتر فارسی۔ جدع۔ نحر۔ جَحف۔ رَبع۔ درس۔ عرج۔ طمس۔ طمس معجم۔ سلخ۔ رفع۔ تسکین اوسط۔

عربی زحافات و عِلَل:

جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ عربی زحافات و عِلَل کی کل تعداد 36 ہے۔ ان زحافات کے عمل کا طریق کار درج ذیل سطور میں قلمبند کیا گیا ہے۔ ان 36 زحافات میں سے نمبر 1 تا نمبر 8 زحافات کہلاتے ہیں جبکہ 9 تا 12 کو زحافات مزدوج (دو زحافات کا مجموعہ) کہا جاتا ہے۔ اسی طرح نیچے درج 13 تا 15 زحافات کو علل بالزیادہ کا نام دیا جاتا ہے۔ جبکہ 16 تا 26 نمبر زحافات کو علل بالنقص کہا جاتا ہے کیونکہ یہ ارکان میں کٹوتی کرتے ہیں۔ نمبر 27 تا 36 زحافات کو غیر لازم عِلَل یا جاری مجری زحافات کہا جاتا ہے۔

زحافات کے عمل سے بننے والے ارکان

نمبر شمار	زحاف	ارکان کے نام
1	خبن	فاعلاتن سے فعِلاتن، فاعلن سے فعلن، مستفعلن سے مفاعلن اور مفعولات سے مفاعیل بناتا ہے
2	طے اطی	مستفعلن سے مفتعلن اور مفعولات سے فاعِلات بناتا ہے
3	قبض	فعولن سے فعول اور مفاعیلن سے مفاعیل بناتا ہے
4	کف	فاعلاتن سے فاعلاتُ اور مفاعیلن سے مفاعیلُ بناتا ہے
5	اضمار	متفاعلن سے مستفعلن بناتا ہے
6	وقص	مُتفاعِلَن سے مفاعِلن بناتا ہے

7 عصب مفاعِلتن سے مفاعیلن بناتا ہے
8 عقل مفاعِلتن سے مفاعلن بناتا ہے

زحافاتِ مزدوج

1 خیل مُستفعلن سے فعلاتن اور مفعولات سے فعِلات بناتا ہے
2 خزل متفاعلن سے مفتعلن بناتا ہے
3 شکل فاعلاتن سے فعِلاتُ (بہ ضمہ تا) بناتا ہے
4 نقص مفاعلتن سے مفاعلتُ بناتا ہے

عِلَل بالزیادہ

1 ترفیل متفاعِلن سے متفاعلان، فاعلن سے فاعلاتن اور مستفعِلن سے مستفعلان بناتا ہے
2 اذالہ/تذییل فاعلن سے فاعلان، متفاعلن سے متفاعلان اور مستفعلن سے مستفعلان بناتا ہے
3 تسبیغ مفاعیلن سے مفاعیلان اور فاعلاتن سے فاعیلان بناتا ہے

عِلَل بالنقص

1 حذف فاعلاتن سے فاعلن اور فعاعیلن سے فعولن بناتا ہے
2 قطف مفاعَلتن کو فعولن بناتا ہے
3 قصر مفاعیلن سے مفاعیل، فاع لاتن سے فاع لان اور فاعلاتن کو فاعلات (فاعلان) بناتا ہے
4 قطع متفاعلن سے فعِلاتن اور فاعِلن سے فعلن بناتا ہے
5 تشیعت فاعلاتن سے مفعولن بناتا ہے
6 جذ/خذذ متفاعِلن سے فَعِلن، مُستَفِلن سے فَعلَن اور فاعلن سے فع بناتا ہے
7 صلم مفعولات سے فَعلن بناتا ہے
8 کسف/کشف مفعولات سے مفعولن بناتا ہے
9 خلع مستفعلن سے فعولن اور فاعلن سے فعِل بناتا ہے

10 بتر فعولن سے فع اور فاعلاتن سے فعلُن بناتا ہے
11 وقف مفعولات سے مفعولان بنتا ہے

عِلَل غیر لازم

1 خزم مصرع اول میں چار حروف تک زیادتی اور مصرع دوم میں دو حروف تک زیادتی کا نام ہے
2 خرب مفاعیلن سے مفعول بناتا ہے
3 شتر مفاعیلن سے فاعلن بناتا ہے
4 خرم مفاعیلن سے مفعولن بناتا ہے
5 ثلم فعولن سے فعلن بناتا ہے
6 عضب مفاعَلتن سے مفتعلن بناتا ہے
7 ثرم فعولن سے فعلُ بناتا ہے
8 عقص مفاعَلتن سے مفعول بناتا ہے
9 جمم مفاعِلتن سے فاعلن بناتا ہے
10 قصم مفاعِلتن سے مفعولن بناتا ہے

زحافات اور ان کی فروع

زحافات وعِلَل کے عمل سے پیدا ہونے والے ارکان کو فروع یا مزاحف ارکان کہا جاتا ہے۔ بحور سے پیدا ہونے والے اوزان کا نام متعین کرنے میں یہ اہم کردار ادا کرتے ہیں

نمبر شمار	زحاف کا نام	نام فرع	نمبر شمار	زحاف کا نام	نام فرع
.1	خبن	مخبون	.2	اضمار	مضمر
.3	طے	مطوی	.4	وقص	موقوص
.5	قبض	مقبوض	.6	عقل	معقول
.7	عصب	معصوب	.8	کف	مکفوف

9.	خبل	مخبول	10.	خزل	مخزول
11.	مشکل	مشکول	12.	نقص	منقوص
13.	ترفیل	مرفل	14.	تسبیغ	مسبغ
15.	حذف	محذوف	16.	قطف	مقطوف
17.	صلم	اصلم	18.	کشف	مکشوف
19.	خرم	اخرم	20.	قصر	مقصور
21.	قطع	مقطوع	22.	تشعیث	مشعث
23.	حذذ	احذ	24.	جذ	مجذوذ
25.	وقف	موقوف	26.	خلع	مخلع
27.	ثلم	اثلم	28.	قصم	اقصم
29.	عقص	اعقص	30.	جب	مجبوب
31.	درس	مدروس	32.	زلل	ازل
33.	طمس	مطموس	34.	نحر	منحور
35.	رفع	مرفوع	36.	جدع	مجدوع
37.	سلخ	مسلوخ	38.	شتر	اشتر
39.	جف	مجوف	40.	تسکین اوسط	مسکن
41.	عضب	اعضب			

باب نمبر 8

بحور اور معروف اوزان

(1) بحر رمل:

یہ مفرد بحر ہے اور اس کا بنیادی رکن فاعلاتن ہے۔ اس کا شمار اردو شاعری کی مقبول ترین بحور میں ہوتا ہے۔ اردو شاعری کا تقریباً ایک تہائی حصہ اس بحر پر مشتمل ہے۔ علامہ اقبال کے چالیس فیصد اشعار اس بحر میں ہیں۔ بحرِ رمل اردو اور فارسی میں مسدس اور مثمن دونوں صورتوں میں موجود ہے۔ اس بحر کا سالم وزن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن ہے۔ رکن فاعلاتن کے گیارہ زحافات اور انتالیس فروع ہیں۔ بحر رمل کے مقبول اوزان درج ذیل ہیں۔

1۔ فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن

آئنے شفاف ہیں کیوں خواب دھندلے ہو رہے ہیں

2۔ فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

عشق نے غالب نکما کر دیا

3۔ فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

تتلیاں آئیں گی کیا اب کانچ کے گلدان پر

4۔ فاعلاتن فعِلاتن فعِلاتن فعلن

عشق شعلہ ہے جو جلتا رہے دِل میں ثاقب

5۔ فعِلات فاعلاتن فعِلات فاعلاتن

یہ نہ تھی ہماری قسمت کہ وصال یار ہوتا

6۔ فعِلاتن فعِلاتن فعِلاتن فعلن

نہ ہوا پر نہ ہوا میر کا انداز نصیب

7۔ فاعلاتن فعِلاتن فعلن

دم لیا تھا نہ قیامت نے ہنوز

(2). بحر ہزج :

یہ مفرد بحر ہے اس کا بنیادی رکن مفاعیلن ہے۔ اردو اور فارسی میں مسدس اور مثمن شکلوں میں ہے۔ اس کا سالم وزن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن ہے۔ اقبال غالب اور حفیظ جالندھری کی پسندیدہ بحر ہے۔ شاہنامہ اسلام اسی بحر میں ہے۔ مرثیہ گوئی کے لیے موزوں ہے۔ بحر ہزج کے مستعمل اوزان درج ذیل ہیں۔

1۔ مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے

2۔ مفعول مفاعیلن مفعول مفاعیلن

یارب دِل مسلم کو وہ زندہ تمنا دے

3۔ فاعلن مفاعیلن فاعلن مفاعیلن

ذکر اس پری وش کا اور پھر بیاں اپنا

4۔ مفعول مفاعیل مفاعیل فعولن

بازیچہء اطفال ہے دنیا مرے آگے

5۔ مفاعیلن مفاعیلن فعولن

مرے اشعار چوری ہو گئے ہیں

6۔ مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

چلے گی جب ہوا آہستہ آہستہ

7۔ مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن فعولن

بتا جاناں تجھے میرا جہاں کیسا لگا ہے

8۔ فاعلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

روز اک چراغ شب جلاتا ہوں بجھاتا ہوں

9۔ مفاعلن مفاعلن مفاعلن

بجھا نہ دے چراغ کو ہوا کہیں

10۔ مفعول مفاعیلن

جذبات مچلتے ہیں

11۔ مفعول مفاعیلن فع

گلشن میں صنم جاتے ہیں

3 بحرِ خفیف

بحرِ خفیف اردو کی مقبول ترین بحور میں شامل ہے۔ اس کا اصل وزن فاعلاتن مس تفع لن فاعلاتن ہے۔ تاہم فارسی میں مثمن صورت یعنی فاعلاتن مس تفع لن فاعلاتن مس تفع لن میں بھی ملتی ہے۔ اس کا مقبول ترین وزن فاعلاتن مفاعلن فعلن ہے۔ اردو ادب مین بحرِ خفیف کو غالب نے مرثیہ میں، حالی نے مثنوی حب وطن میں میر نے مثنوی دریائے عشق میں اور مرزا شوق نے اپنی مثنویوں زہرِ عشق اور بہارِ عشق میں استعمال کیا ہے۔ بحرِ خفیف کے مقبول اوزان درج ذیل ہیں۔

1۔ فاعلاتن مفاعلن فعلن..... ذکر جب چھڑ گیا قیامت کا

2۔ فاعلاتن مفاعلن فعلن (فعلان)... ایں سعادت بزور بازو نیست

3۔ فاعلاتن مفاعلن فعولن..... تیری یادوں کا سلسلہ چلے گا

4۔ فاعلاتن مفاعلن مفعول..... نقش دِل کے مٹا گیا وہ شخص

5۔ فاعلاتن مستفعلن فاعلن..... ایک ذرّے سے آسماں بن گئے

6۔ فعِلاتن مفاعلن فِعل..... ہے محبت ابھی جواں دیکھ

7۔ فعِلاتن مفاعلن فعلن..... وہ گیا بھی تو لوٹ آئے گا

4 ۔ بحرِ رجز:

بحرِ رجز اپنی موسیقیت اور روانی کے لیے ممتاز ہے۔ اس کا بنیادی رکن مستفعلن ہے جبکہ سالم بحر میں مستفعلن چار بار آتا ہے۔ یہ مفرد بحر مسدس الاصل ہے مگر اردو اور فارسی میں مثمن صورت میں بھی ہے۔ حفیظ جالندھری کی نظم 'رقاصہ'، حالی کی نظم 'چپ کی داد' اور اقبال کی نظم 'مسلمان' اور 'تعلیم جدید' اسی بحر میں ہیں۔ اہلِ عرب بحرِ رجز میں رزمیہ اشعار کہتے تھے۔ اس کے زحافات کی تعداد گیارہ اور فروع کی تعداد انیس ہے۔ اس بحر کے درج ذیل اوزان مستعمل ہیں۔

1۔ مستفعلن مستفعلن مستفعلن مستفعلن

کل چودھویں کی رات تھی شب بھر رہا چرچا ترا

2۔ مفتعلن مفاعلن مفتعلن مفاعلن

باغ بہشت سے مجھے حکم سفر دیا تھا کیوں

3۔ مفتعلن مفتعلن مفتعلن

آج نئے رنگ نئی شام میں ہیں

4۔ مستفعلن مستفعلن مستفعلن

آئے کہاں سے روشنی جب آفتاب ہی نہ ہو

5۔ مستفعلن مفاعلن مستفعلن مفاعلن

تیری ادائے جاوداں کی خیر ہو

6۔ مستفعلن مفاعلن مستفعلن فعولن

ہم رونقِ بہار سے جائیں کہاں نکل کر

5۔ بحرِ قریب

یہ مرکب بحر ہے۔ اس کا وزن مفاعیلن مفاعیلن فاع لاتن ہے۔ اردو اور فارسی زبان میں مستعمل ہے۔ یہ مسدس بحر ہے۔ اس کے اہم اوزان درج ذیل ہیں

1۔ مفعول مفاعیل فاعلن — آ جا کہ ترا انتظار ہے

2۔ مفعول مفاعیل فاعلان — جلتا ہی رہا رات اک چراغ

3۔ مفاعیل مفاعیل فاعلاتن — مرے فن پہ نئے رنگ آ گئے ہیں ۔

4۔ مفاعیلن مفاعیلن فاعلاتن — کہاں ٹھہریں کہاں جائیں شہر دل میں

6۔ بحرِ کامل

بنیادی طور پر یہ عربی شاعری کی بحر ہے جو کہ اردو اور فارسی میں بھی استعمال ہوتی ہے۔ اس کا بنیادی رکن متفاعلن ہے۔ یہ بحر عربی میں مسدس ہے جبکہ فارسی اور اردو میں مثمن صورت میں بھی ملتی ہے۔ بحرِ کامل کے فروعات کی تعداد پندرہ ہے۔ جن نامور شعراء نے اس میں شاعری کی ہے ان میں امیر خسرو۔ میر تقی میر۔ سراج۔

مومن۔ اقبال۔ قتیل شفائی۔ فیض۔ اور احسان اللہ ثاقب شامل ہیں۔ اس کے اہم اوزان درج ذیل ہیں۔

1۔ متفاعلن متفاعلن متفاعلن متفاعلن

کبھی اے حقیقت منتظر نظر آ لباسِ مجاز میں

2۔ متفاعلن متفاعلن متفاعلن

ترے حُسن میں جو کمال ہے مرا عکس ہے

3۔ متفاعلن مستفعلن متفاعلن مستفعلن

ترے پیار کا ہو تذکرہ مرے پیار کا چرچا رہے

4۔ مفتعلاتن مفتعلاتن مفتعلاتن

جو بھی بہاریں جو بھی زمانے میں نے گزارے

7۔ بحرِ مضارع

یہ مرکب بحر ہے۔ فارسی اور اردو میں مسدس اور مثمن ہے۔ اس کے کچھ اوزان شعرائے کرام میں مقبول ہیں۔ فارسی میں اس بحر کو مثمن بنانے کے لیے فاع لاتن کا اضافہ کیا گیا ہے اور مفاعیلن فاع لاتن مفاعیلن فاع لاتن کا وزن بنتا ہے۔ بحرِ مضارع اردو شاعری میں استعمال کی جانے والی تیسری بڑی بحر ہے جبکہ بحرِ رمل پہلے نمبر اور بحرِ ہزج دوسرے نمبر پر ہے۔ اس کا وقوع 18 فیصد ہے۔ بحرِ مضارع کے مستعمل اوزان مندرجہ ذیل ہیں

1۔ مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن

آنکھوں میں تیرے خواب لیے پھر رہا ہوں میں

2۔ مفعول فاعلاتن مفعول فاعلاتن

آتا ہے یاد مجھ کو گزرا ہوا زمانہ

3۔ مفعول فاعلات مفاعیل فاعلان

صدیوں سے آسمان پہ چلتا رہا ہے چاند

4۔ مفعول مفاعیل فاعلن

کعبہ نہیں دیر و حرم نہیں

5۔ مفاعیل فاعلات فعولن

ستاروں میں رنگ تو نے بھرے ہیں

8. بحر مدید

عربی میں کثرت سے استعمال ہونے والی مثمن بحر ہے۔ اس کا وزن فاعلاتن فاعلن فاعلاتن فاعلن ہے۔ تاہم اردو میں مربع اور مسدس شکل بھی رکھتی ہے۔ فارسی میں بہت کم استعمال کی جاتی ہے۔ اس کے اہم اوزان درج ذیل ہیں

1 فاعلاتن فاعلن — رقص کرتی شام ہے

2 فاعلاتن فاعلن فعلن — شام تک آوارگی ہو گی

3 فاعلاتن فاعلن فاعلیان — آسماں پر جو کبھی نکلا چاند

4 فاعلات فاعلن فاعلات فاعلن — زندگی ہے زندگی یا کہ امتحان ہے

5 فاعلاتن فاعلن فاعلاتن فاعلن — ہم تری تصویر سے گفتگو کرتے رہے

5 فاعلات فاعلان فاعلات فاعلن — پھول کھل اُٹھے یں آج ہر طرف بہار ہے

9. بحر متقارب

بحرِ متقارب مفرد اور مثمن الاصل بحر ہے۔ اس کا وزن فعولن فعولن فعولن فعولن ہے۔ جو کہ بے انتہا موسیقیت رکھتا ہے اور مثنوی کے لیے بہت موزوں ہے۔ مثلاً فخرالدین نظامی کی مثنوی کدم راؤ پدم، غواصی کی مثنویاں، سیف الملوک اور بدیع الجمال اور وجہی کی مثنوی قطب مشتری میں یہی بحر استعمال کی گئی ہے۔ علاوہ ازیں فارسی ادب میں فردوسی، رودکی، عنصری اور نظامی نے بھی اسے مقبول بنایا۔ اقبال کا ساقی نامہ اور نظم ماں کا خواب بھی بحرِ متقارب کا اچھا نمونہ ہیں۔ بحرِ متقارب کے اہم اوزان درج ذیل ہیں

1 فعولن فعولن فعولن

ستاروں سے منظر سجا دو

2۔ فعولن فعولن فعولن فعل

ترے شہر سے اب کہاں جائیں گے

3۔ فعولن فعولن فعولن فعول

نہ دن کو سکوں ہے نہ شب کو قرار

4۔ فعولن فعولن فعولن فعولن

گماں سے یقیں تک یقیں سے گماں تک

5۔ فعول فعلن فعول فعلن

اٹھائے شاخیں میں اِک شجر ہوں

6۔ فعول فعلن فعول فعلن فعول فعلن

جو میں نے چاہا تھا شاعری سے وہ پا لیا ہے

7۔ فعول فعلن (چار بار)

چمک رہے ہیں نظر نظر میں سوال کتنے جواب کتنے

8۔ فعلن فعولن فعلن فعولن فعلن

دِل کا دریچہ رکھنا کھُلا اب جاناں

10. بحرِ جدید

یہ فارسی کی بحر ہے، بحرِ جدید کو بحرِ متدء بھی کہا جاتا ہے۔ یہ مسدس بحر ہے اس میں رکن مس تفع لن منفصل ہے اور اس کا وزن فاعلاتن فاعلاتن مس تفع لن ہے۔ یہ بحر ہُرز جہر نے فارسی میں متعارف کروائی۔ بحرِ جدید فارسی اور اردو میں بہت کم مستعمل ہے۔ اس کے مقبول اوزان درج ذیل ہیں

1۔ فاعلاتن مس تفع لان — پوچھتا ہے دِل بار بار

2۔ فعِلاتن فعِلاتن مفاعلن — وہ محبت کا زمانہ کہاں گیا

3۔ فاعلات مس تفع لن — اس گلی میں کھیلے بہت

11. بحرِ منسرح

یہ مسدس الاصل بحر ہے۔ اس کا وزن مستفعلن مفعولات مستفعلن ہے۔ بحرِ منسرح اردو اور فارسی میں مثمن بھی ہے۔ قادرالکلام شاعروں کی پسندیدہ بحور میں سے ہے۔ اس بحر کے مقبول اوزان درج ذیل ہیں

1۔ مفتعلن فاعلات مفتعلن

سر پہ مرے آفتاب آج بھی ہے

2۔ مفتعلن فاعلات مفتعلن فع

خواب مرے تار تار کس نے کیے ہیں

3۔ مفتعلن فاعلن

دِل میں تری یاد ہے

4۔ مفتعلن فاعلن مفتعلن

صبح کہیں کاٹ دی شام کہیں

5۔ مفتعلن فاعلن مفتعلن فع

گرد بنا آسماں دیکھ رہا ہوں

6۔ مفتعلن فاعلان مفتعلن فاعلان

تم جو ملو چاند بن کے دل میں سجے چاند رات

12۔ بحرِ متدارک

اس بحر کو مخترع اور محدث، غریب، رکض الخیل اور متدانی کے ناموں سے بھی پکارا جاتا ہے۔ یہ مفرد اور مثمن الاصل ہے۔ اس کا بنیادی رکن فاعلن اور وزن فاعلن فاعلن فاعلن فاعلن ہے۔ تاہم اردو شاعری میں اس کا ایک زحاف فعلن بہت استعمال کیا جاتا ہے۔ بحرِ متدارک کے مقبول اوزان میں درج ذیل شامل ہیں

1۔ فعلن فعلن فعلن — میں بھی حیراں تو بھی

2۔ فعلن فعلن فعلن فعلن — دِل کے اندر بہتا دریا

3۔ فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن — دیوانے کو بھی سمجھایا جا سکتا ہے

4۔ فعلن سات بار+فع — سردی گرمی بارش رُت ہر موسم اِک سا لگتا ہے

5۔ فاعلن فاعلن فاعلن — جل رہا ہے دیا شام ہے

6۔ فاعلن فاعلن فاعلن فع — دل کشا شام ہے اور میں ہوں

7۔ فاعلن فاعلن فاعلن فاعلن — گردشِ آسماں سوچتے سوچتے

8۔ فاعلن پانچ بار — صبح آوارگی شام آوارگی کس لیے

13۔ بحرِ مقتضب

یہ مسدس بحر ہے اور اس کا وزن مفعولات مستفعلن مستفعلن ہے۔ تاہم فارسی اور اردو میں مثمن ہے۔ صرف قادرالکلام شعراء نے اس میں طبع آزمائی کی ہے۔ اس کے چند اوزان دیکھئے

1۔ فاعلات مفتعلن — شہر میں ہے شور بہت

2۔ فاعلات مفعولن فاعلات مفعولن — آفتاب تازہ ہے ماہتاب تازہ ہے

14۔ بحرِ سریع

یہ مسدس بحر ہے جس کا وزن مستفعلن مستفعلن مفعولات ہے اس کا وقوع بہت کم ہے۔ بحرِ سریع کے چند اوزان میں طبع آزمائی کی جاتی ہے

1۔ مستفعلن مستفعلن مفعولن — میں ہوں تری تصویر ہے کمرے میں

2۔ مفتعلن مفتعلن فاعلن — آج یہاں کل ہیں وہاں دیکھنا

3۔ مفتعلن مفتعلن فعلن — دوست مرے یار جہاں اب ہیں

4۔ مفتعلن مفتعلن فع — صبح جلے شام جلے دِل

15 بحرِ مشاکل (مُطّر):

یہ فارسی بحر ہے اس بحر کو بحرِ مُطر کا نام بھی دیا گیا ہے۔ یہ مسدس الاصل ہے اور اس کا وزن فاع لاتن مفاعیلن مفاعیلن ہے اس کو سب سے پہلے فارسی زبان میں رواج ملا تاہم اردو میں بھی مستعمل ہے۔ صرف قادرالکلام شعراء ہی اس میں طبع آزمائی کرتے ہیں۔ بحرِ مشاکل کے درج ذیل اوزان ہی معروف ہیں

1۔ فاع لاتن مفاعیلن مفاعیلن — چاند نکلے صنم آئے صبا مہکے

2۔ فاعلات مفاعیل فعولان — بار غم کو اُٹھانا ہی پڑا آہ

16۔ بحرِ بسیط

یہ مثمن بحر ہے اور اس کا وزن مستفعلن فاعلن مستفعلن فاعلن ہے یہ مرکب بحر اردو میں بہت کم استعمال کی جاتی ہے۔ بحرِ بسیط کے درج ذیل اوزان زیادہ مستعمل ہیں

1۔ مستفعلن فاعلن مستفعلن فاعلن — تیرا جہاں اور ہے میرا نگر اور ہے

2۔ مستفعلن فاعلن مستفعلن — تیرا نگر چھوڑ کر جائیں کہاں

3۔ مستفعلن فاعلن — آنکھوں میں اتریں گے ہم

4۔ مفاعلن فعلن — جو آج شام کریں

17۔ بحرِ طویل

یہ مرکب اور مثمن عربی بحر ہے۔ تاہم فارسی اور اردو زبانوں میں بھی یہ بحر مستعمل ہے۔ اس کا وزن فعولن مفاعیلن فعولن مفاعیلن ہے۔

1۔ فعولن مفاعیلن فعولن مفاعیلن — محبت حقیقت ہے محبت فسانہ ہے

18۔ بحرِ مجتث

یہ بحر مسدس الاصل ہے اور اس کا وزن مس تفع لن فاعلاتن مس تفع لن فاعلاتن ہے۔ تاہم یہ بحر اردو اور فارسی میں مثمن صورت میں بھی مستعمل ہے۔ یہ بحر غالب اور اقبال کی پسندیدہ بحور میں سے ہے۔ انہوں نے معروف وزن مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلن میں کثرت سے طبع آزمائی کی ہے۔ بحرِ مجتث کے درج ذیل اوزان معروف و مقبول ہیں

مس تفع لن فاعلاتن

سورج بدلتا نہیں کیوں

مفاعلن فاعلن مفاعلن فعلن

کسی کے جانے پہ اشکبار ہیں آنکھیں

مفاعلن فعِلاتن مفاعلن فعِلاتن

نئی زمین تراشوں نئی غزل کے لیے میں

مفاعلن فعِلاتن فعِلاتن مفاعلن فعلن

غزل سنا کے، غزل سن کے، غزل گنگنا کے دیکھیں گے

مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلن

نشہ پلا کے گرانا تو سب کو آتا ہے

19۔ بحرِ وافر

یہ عربی بحر ہے اور مسدس ہے۔ تاہم اردو اور فارسی میں مثمن صورت میں بھی مستعمل ہے۔ اس کا بنیادی رکن مفاعِلتن ہے۔ اس بحر کا وقوع عربی میں زیادہ ہے۔ مگر اردو اور فارسی میں نہ ہونے کے برابر ہے صرف اساتذہ نے اس بحر میں طبع آزمائی کی ہے۔

1۔ مفاعِلتن مفاعِلتن

سفر پہ گئے جلا کے دیے

2۔ مفاعِلتن مفاعِلتن مفاعِلتن مفاعِلتن

زباں میں تُو بیان میں تُو حروف میں تُو کتاب میں تُو

20 بحرِ مترنم:

یہ مرکب بحر ہے جو کہ دو ارکان فاعلن اور متفاعلن پر مشتمل ہے۔ یہ بحر احسان اللہ ثاقب (راقم) نے 2005ء میں ایجاد کی تھی۔

یہ بحر فعولن مفاعِلتن کے دو ارکان سے بذریعہ دائرہ معجزہ اخذ کی گئی۔ یہ بحر نئی بحر کے لیے ضروری تمام شرائط اور اصولوں پر پورا اترتی ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے میرا شعری مجموعہ ''کاروانِ غزل'' اور انسائیکلوپیڈیا عروض و شعر۔ فاعلن متفاعلن متفاعلن میں کہی گئی دو غزلیات 'روشنی مرے پاس آ بڑے شوق سے' اور 'نقش ہوں سرِ آب میں نہ مٹا مجھے' سب سے پہلے ''شہرِ غزل'' کے اوّلین ایڈیشن مطبوعہ 2006ء میں شامل کی گئیں۔ بحر مترنم کے معروف اوزان درج ذیل ہیں

فاعلن متفاعلن

معتبر تری داستاں

فاعلن متفاعلن متفاعلن

روشنی مرے پاس آ بڑے شوق سے

فاعلن متفاعلن متفاعلن متفاعلن

آج بھی تری یاد کا وہی اک جہاں مرے دل میں ہے

فاعلن فاعلن متفاعلن

فاعلن فاعلن متفاعلن متفاعلن وغیرہ

نئی بحر کے لیے ضروری شرائط اور اصول:

اب ہمیں دیکھنا ہے کہ ایجاد کردہ کسی نئی بحر کا کن شرائط پر پورا اترنا ضروری ہے بصورت دیگر یہ مستند بحر نہیں ہوگی۔ آجکل کے شعراء کرام کو نئی بحور ایجاد کرنے کا بہت شوق ہے اس میں کچھ مضائقہ نہیں مگر ان کی ایجاد کردہ بحر کو مندرجہ ذیل شرائط پر پورا اترنا چاہیئے۔

1۔ نئی بحر کے ارکان لازماً ارکانِ عشرہ یعنی فعولن، فاعلن۔ مفاعیلن۔ مستفعلن۔ مس تفع لن۔ فاعلاتن۔ فاع لاتن۔ مفاعلتن۔ متفاعلن اور مفعولات میں سے لیے گئے ہوں۔

مثلاً بحرِ مترنم کے ارکان فاعلن اور متفاعلن ارکان عشرہ میں سے ہیں۔

2۔ نئی بحر پڑھنے میں روانی اور موسیقیت کی حامل ہو یعنی الفاظ کی ادئیگی میں سکتہ (رکاوٹ) نہ آتا ہو۔

3۔ نئی بحر کے ارکان کا ملاپ (ترکیب) نیا ہو اس سے پہلے کبھی کسی شاعر نے ان ارکان کو ایک یا زیادہ مرتبہ کسی بھی ترتیب سے یکجا نہ کیا ہو مثلاً بحر مترنم دو ارکان فاعلن متفاعلن کے ملاپ سے وجود میں آئی ہے۔ اس سے قبل ان ارکان کو اردو شاعری کی کئی صدیوں پر محیط تاریخ میں کبھی کسی ماہر عروض یا شاعر نے یکجا نہیں کیا بلکہ یہاں تک کہ ان دونوں ارکان کی درج ذیل اشکال کا سراغ بھی کہیں نہیں ملتا۔ اگر کسی کے علم میں یہ بات ہو تو مجھے اس سے آگاہ کرے

فاعلن متفاعلن

فاعلن متفاعلن متفاعلن

فاعلن متفاعلن متفاعلن متفاعلن

فاعلن فاعلن متفاعلن

فاعلن فاعلن فاعلن متفاعلن وغیرہ

4۔ نئی بحر کے لیے ضروری ہے کہ یہ ارکان عشرہ پر مشتمل کسی دائرہ سے اخذ کی گئی ہو جیسے کہ

(ا) دائرہ مجتلبہ کے تحت رکن مفاعیلن سے مستفعلن (رجز) اور فاعلاتن (رمل) کے ارکان نکالے گئے ہیں۔

(ب) دائرہ مؤتلفہ کے تحت متفاعلن (کامل) کے رکن سے مفاعلتن (وافر) نکلتا ہے۔

(ج) دائرہ متفقہ کے تحت فعولن (متقارب) سے فاعلن (متدارک) نکلتا ہے۔

(د) دائرہ مختلفہ کے تحت مفاعیلن فعولن 2 بار (طویل) سے فاعلاتن فاعلن (مدید) مستفعلن فاعلن وغیرہ نکلتے ہیں۔

(ان دائروں کی تفصیل کے لیے دیکھیئے مولوی نجم الغنی کی کتاب "بحر الفصاحت" جلد دوم وسوم صفحات ۳۷ تا ۳۹)

مثال:

بحر مترنم ارکان فاعلن متفاعلن پر مشتمل ہے یہ ایک نئے دائرہ معجزہ کے ذریعے دو ارکان عشرہ مفاعلتن اور فعولن سے درج ذیل طریقہ سے نکلتی ہے۔

اس طرح الحمدللہ بحر مترنم تمام شرائط پر پورا اترتی ہے۔

باب نمبر9

32بحور کے 335اوزان

1 بحر رمل

1 فاعلاتن فاعلن

دِل پریشاں کیوں رہے

2 فاعلاتن فعلن

پھُول اُترے دل میں

3 فاعلاتن فاعلان

زندگی ہے تار تار

4 فاعلاتن مفعول

بولتی ہے تصویر

5 فاعلاتن فع

اے دلِ ناداں

6 فاعلاتن فاع

مسکرا کر دیکھ

7 فاعلاتن فعِلان

رنگ گہرا ہے یہ دیکھ

8 فاعلاتن مفعولن

باغ میں گائے کویل

9 فاعلاتن

مہرباں تو

10 فاعلاتن فاعلاتن

بجھ رہے ہیں جل رہے ہیں

11 فاعلاتن فاعلاتن فع

آ مِرے دل کے نگر میں آ

12 فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

آ گیا ہوں پھر تمہارے شہر میں

13 فاعلاتن فاعلاتن فاعلان

دُھل گئے سارے شجر بارش کے بعد

14 فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن

تھک گئے شب کے مسافر راستوں میں

15 فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

تیری یادوں سے لپٹ کر کس طرح گزرے گا دن

16 فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فع

چاند تارے چوم کر لہرا گئی ہے شب

17 فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن

وسعتِ رنگ جہاں میں آسماں میں مَیں کہاں ہوں

18 فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

دل کے شہرِ بے اماں میں گلستاں میں اب کہاں ہے زندگی

19 فاعلاتن فعِلاتن

تو نے آنا تو نہیں ہے

20 فاعلاتن فعِلاتن فع

اب پلٹ آؤ یہاں جاناں

21 فاعلاتن فعِلاتن فعلن

چاند خاموش ستارے مدہم

22 فاعلاتن فعِلاتن مفعولن

میں شجر ہوں کوئی پتھر ہوں کیا ہوں

23 فاعلاتن فعِلاتن فعلان

آج لب پر ہیں ترانے کچھ اور

24 فاعلاتن فعِلاتن فعِلان

میری آنکھوں میں رہو آج کی رات

25 فاعلاتن فعِلاتن فعلن فعلن

آ مرے پاس مری جاں رفتہ رفتہ

26 فاعلاتن فعِلاتن فعِلاتن

لوٹ آؤ مجھے سنگیت سنانے

27 فاعلاتن فعِلاتن فعِلاتن فع

آسماں نے کہاں دیکھی ہے وہ بھاری شب

28 فاعلاتن فعِلاتن فعِلاتن فاع

تم نہ جاؤ مرے پہلو سے خدارا آج

29 فاعلاتن فعِلاتن فعِلاتن فعلن

آج پھر ٹوٹ کے دل کھول کے رویا جائے

30 فاعلاتن فعِلاتن فعِلاتن مفعولُن

آؤ خوش ہو کے کریں عزمِ سفر تنہا دونوں

31 فاعلاتن فعِلاتن فعِلاتن فعلان

روئے خوش رنگ سے پھولوں کو سجاتی ہے بہار

32 فاعلاتن فعِلاتن فعِلاتن فِعلاتن

تیری صورت تری رنگت مری آنکھوں میں رہے گی

33 فاعلاتن فعِلاتن فعِلاتن فعِلاتن فعلان

کون لے جائے گا اقبال مجھے سوئے حرم تیرے بعد

34 فاعلاتن فعِلاتن فعِلاتن فعِلاتن فعِلاتن

آبِ نیساں کی طرح آ کے برس آ کے برس میرے چمن میں

35 فاعلاتن فعِلاتن مفاعیلن فع

چاند جیسی کوئی صورت نظر آئے تو

36 فعِلاتن فع

تو حسیں بھی ہے

37 فعِلاتن فعِلاتن فعِلاتن فعلن

غمِ دُنیا ہے غمِ سود و زیاں ہے میں ہوں

38 فعِلاتن فعِلاتن فعِلاتن فعِلان

رہِ ہستی میں کوئی اپنا نگر آئے ضرور

39 فعِلات فاعلاتن

کٹے وقت محفلوں میں

40 فعِلات فاعلاتن فعِلات

مرے پاس آگئے تم سرِ شام

41 فعِلات فاعلاتن فعِلات فاعلاتن

کبھی ذات کے بھنور میں کبھی گردِ کارواں میں

42 فاعلات فع

مہرباں بہت

43 فاعلات فاعلن

کھو گیا ہوں شام میں

44 فاعلات فاعلات فع

خامشی میں اک صدا بھی ہے

45 فاعلات فاعلات فاع

شاعری کے رنگ صد ہزار

46 فاعلات فاعلات فاعلن

میں ہوں رنگِ گُل ہے حُسنِ یار ہے

47 فاعلات فاعلات فع

لے کے آگیا ہے آج آسماں کہاں

48 فاعلات فاعلات فاع

شہر شہر گاؤں گاؤں کی فضا بھی دیکھ

49 فاعلات فاعلات فاعلن

آ رہی ہے آج تیری یاد بار بار کیوں

50 فاعلات فاعلاتن

آفتاب روشنی ہے زندگی ہے

(2) بحر ہزج

51 مفاعیلن

ستارے ہیں

52 مفاعیلن فعَل

محبت ہے جواں

53 مفاعیلن فع

بہاروں میں تم

54 مفاعیلن فعولن

دعائیں مانگتا ہوں

55 مفاعیلن مفاعیلن

دریچے میں دیا کب سے

56 مفاعیلن مفاعیلن فع

محبت ہو نہ جائے دیکھو

57 مفاعیلن مفاعیلن فعَل

کبھی خوشیاں کبھی غم بھی رہے

58 مفاعیلن مفاعیلن فعولن

مرے اشعار چوری ہو گئے ہیں

59 مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

چلے گی جب ہوا آہستہ آہستہ

60 مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن فعولن

بتا جاناں تجھے میرا جہاں کیسا لگا ہے

61 مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن فع

نہ تم آؤ نہ دل مہکے نہ شب گزرے گی

62 مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

نئے منظر پہ اُبھرے ہیں نئے چہرے نئے موسم

63 فاعلن مفاعیلن

آفتاب دھوکا ہے

64 فاعلن مفاعیلن فاعلن

میری آنکھ میں سپنے ہیں بہت

65 فاعلن مفاعیلن مفاعیلن

ماہتاب نکلا رات سپنوں میں

66 فاعلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

روز اک چراغِ شب جلاتا ہوں بجھاتا ہوں

67 فاعلن مفاعیلن فاعلن مفاعیلن

قصرِ جاں کے دروازے ناگہاں نہیں کھلتے

68 فاعلن مفاعلن

کھو گئی ہے داستاں

69 فاعلن مفاعلن مفاعلن

موسموں کے پاس کچھ بچا نہیں

70 فاعلن مفاعلن فاعلن مفاعلان

گلستانِ رنگ و بو عکسِ حسنِ کائنات

71 فاعلن مفاعلن مفاعلن مفاعلن

آج پھر ہے سامنے مرے کوئی سفر نیا

72 مفاعلن مفاعیلن

جہاں جہاں رہے ہیں ہم

73 مفاعلن مفاعیلن مفاعلن مفاعیلن

غمِ حیات کا حاصل کلام چھاپنا ہے اَب

74 مفاعلن مفاعلن

بکھر کے رہ گئے نگر

75 مفاعلن فعَل

گنوا دیا ہے دل

76 مفاعلن مفاعلن فعَل

تم آگئے تو جل اٹھے دیے

77 مفاعلن مفاعلن فع

دریچہ کون کھولتا ہے

78 مفاعلن مفاعلن مفاعلن

بُجھا نہ دے چراغ کو ہوا کہیں

79 مفاعلن مفاعلن مفاعلن فعَل

نگاہ میں بسے ہوئے نگر ہیں آج بھی

80 مفاعلن مفاعلن مفاعلن فع

تری تلاش میں کہیں گئے نہیں ہیں

81 مفاعلن مفاعلن مفاعلن مفاعلن

تو جا چکا ہے اب ترا خیال دل میں کیوں رہے

82 مفاعلن مفاعیلن فعلن

سفر ہے خوشبوؤں کا آگے بھی

83 مفاعلن مفاعیلن مفاعلن

دیے جلا دیے ہیں تیری یاد میں

84 مفعول مفاعیل

اے دیدۂ بیدار

85 مفعول مفاعیل فاعلاتن

ہر چیز ترے نام کررہا ہوں

86 مفعول مفاعیل فعَل

وہ آئے گا اک بار یہاں

87 مفعول مفاعیل فعولن

ہم جب سے یہاں محوِ سفر ہیں

88 مفعول مفاعیل مفاعیلن

شرمائے فلک پر وہ قمر تجھ سے

89 مفعول مفاعیل مفاعیل فعولن

تحریر کے چہرے میں کہانی ہو نمایاں

90 مفعول مفاعیل مفاعیل مفاعیلن

دریا کی طرح اب مجھے بہنا ہے سمندر تک

91 مفعول مفاعیل مفاعیل مفاعیل مفاعیل

کٹتی ہے مِری صبح کہیں اور مِری شام کہیں اور

92 مفاعیل مفاعیل مفاعیل مفاعیل
مِری صبح ترے نام مِری شام ترے نام

93 مفعول مفاعیلن
جذبات مچلتے ہیں

94 مفعول مفاعیلن مفعول مفاعیلن
یخ بستہ ہیں جذبوں کے طوفان دسمبر میں

95 مفعول مفاعِیلن مفاعیلن
اب تیرا سراپا ہے نگاہوں میں

96 مفعول مفاعِلن فعَل
ہم لوگ جہاں جہاں رہے

97 مفعول مفاعلن فعولن
یہ آگ کہاں لگی ہوئی ہے

98 مفاعیل فعولن
محبت کی صدا ہوں

99 مفاعیل مفاعیلن
کوئی آئے دریچے میں

100 مفاعیل مفاعیل فعولن
کئی لوگ خطا کار نہیں ہیں

101 مفاعیل مفاعیل مفاعیلن
نیا چاند فلک پر ہے ستارے ہیں

102 مفعول فعولن
لمحوں کی زباں ہوں

103 مفعول مفاعِلن

رستے میں شجر ملے

104 مفاعیل مفاعلن
نیا اذنِ سفر نہیں

105 مفعول فعولان
یہ دِل ہے جہاں آج

106 مفعولن فاعلن فعَل
اب تجھ سا مہرباں کہاں

107 مفعول مفاعیلن فع
گلشن میں صنم جاتے ہیں

108 فاعلن فاعلن فعولن
اے صنم بے وفا نہیں ہم

109 فاعلن فاعلن فعولان
دیکھ کتنی ہوئی حسیں شام

110 فاعلن فعولن فاعلن فعولن
شمع جب جلے گی روشنی تو ہو گی

111 فعولن فاعلن فعولن فاعلن
جلا کر دِل یہاں اُجالا تو کریں

(3) بحرِ خفیف

112 فاعلاتن مفاعلن
کوئی بھی رازداں نہیں

113 فاعلاتن مفاعلن فع
چاند تارے بدل گئے ہیں

114 فاعلاتن مفاعلن فاع

کوئی نغمہ نیا سنا یار

115 فاعلاتن مفاعلن فاعلاتن

دن گزاریں یہ شب گزاریں کہاں اب

116 فاعلاتن مفاعلن فعِلاتن

چاند صورت ہے تو جواں ہے حسیں ہے

117 فاعلاتن مفاعلن مفعولن

خوبصورت ہے آسماں صدیوں سے

118 فاعلاتن مفاعلن مفعولان

ڈوبتے آفتاب میں پھیلے شام

119 فاعلاتن مفاعلن فعولن

تیری یادوں کا سلسلہ چلے گا

120 فاعلاتن مفاعلن فاعلان

میرا محبوب ایک چندا ہے دیکھ

121 فاعلاتن مفاعلن مفعول

نقش دِل کے مٹا گیا وہ شخص

122 فاعلاتن مفاعلن فاعلیان

آ کے سپنوں میں وہ ستاتا ہے روز

123 فاعلاتن مفاعلن فاعلن

آگ دریا میں جو لگائیں گے ہم

124 فاعلاتن مفاعلن فعلان

اب نہ جا کہہ رہی ہے بھیگی رات

125 فاعلاتن مفاعلن فعِلان

زندگی شہر میں گزار کے دیکھ

126 فاعلاتن مفاعلن مفاعلن

آج پھر داستاں وہی سنا مجھے

127 فاعلاتن مفاعلن مفاعیلن

مانگتا ہے یہ دل وہی فسانے پھر

128 فاعلاتن مفاعلن فعلن

یہ اندھیرا کہاں سے آیا ہے

129 فاعلاتن مفاعلن مفتعلن

حُسنِ محبوب قریۂ جان میں رہے

130 فاعلاتن مفاعلان

تجھ سی صورت کہاں ہے یار

131 فاعلاتن مستفعلن فاعلن

ایک ذرّے سے آسماں بن گئے

132 فاعلاتن مستفعلن

ابر آیا برسا نہیں

133 فاعلاتن مس تفع لن

محفلوں کی پہچان ہوں

134 فاعلاتن مس تفع لن فاعلاتن

کیا ملا ہے اے دل تجھے رام کر کے

135 فاعلاتن مستفعلن فاعلان

ایک ہی منظر جو دکھائے گی شام

136 فعِلاتن مفاعلن

جو ستارے نظر میں ہیں

137 فعِلاتن مفاعلان

مرا محبوب اک گُلاب

138 فعِلاتن مفاعلن فع

جومناظر میں تم عیاں ہو

139 فعِلاتن مفاعلن فِعل

ہے محبت ابھی جواں دیکھ

140 فعِلاتن مفاعلن مفعولان

کوئی تازہ غزل سنائیں گے آپ

141 فعِلاتن مفاعلن مفعولن

وہی اب خواب سے جگائے آ کر

142 فعِلاتن مفاعلن فاعلاتن

وہ بہاریں وہ چاند تارے کہاں ہیں

143 فعِلاتن مفاعلن فعلن

وہ گیا بھی تو لوٹ آئے گا

(4) بحر رجز

144 مفتعلن مفعولن

چشم فلک حیراں ہے

145 مفتعلن مفاعلن

تا بہ سحر جلے دیے

146 مفتعلن مفتعلن

آج اِدھر کل ہیں اُدھر

147 مفتعلن مفتعلن مفعولن

تم ہو حسیں ہم ہیں جواں سوچیں گے

148 مفتعلن مفتعلن مفتعلن

آج نئے رنگ نئی شام میں ہیں

149 مفتعلن مفتعلن مفتعلن فع

چاند مرے ساتھ گیا خواب نگر میں

150 مفتعلن مفتعلن مفتعلن فعلن

وقتِ سحر آئے نظر کاش قمر ہم کو

151 مفتعلن مفتعلن مفتعلن مفعولن

تاج محل اور بھی تعمیر کیا جائے گا

152 مستفعلن مفاعلن

سارے شجر کہاں گئے

153 مستفعلن مفاعلن مستفعلن

دل باکمال شہر تھا یہ یاد ہے

154 مستفعلن مفاعلن مستفعلن مفاعلن

آئے کہاں سے روشنی جب آفتاب ہی نہ ہو

155 مستفعلن مستفعلن

تم ہو جہاں میں ہوں وہاں

156 مستفعلن مستفعلن مستفعلن

تیری ادائے جاوداں کی خیر ہو

157 مستفعلن مفاعلن مستفعلن فعولن

ہم رونقِ بہار سے جائیں کہاں نکل کر

(5) بحر قریب (منسرد)

158 مفعول مفاعیل فاعلن

آ جا کہ ترا انتظار ہے

159 مفعول مفاعیل فاعلان

جلتا ہی رہا رات اک چراغ

160 مفعول مفاعیل فاعلاتن

اس خاک کو یہ مرتبہ ملا ہے

161 مفعول مفعول فاعلاتن

کس چیز کی بزم میں کمی ہے

162 مفاعیل مفاعیل فاعلن

نئے رنگ نئے موسموں میں ہیں

163 مفاعیل مفاعیل فاعلاتن

مرے فن پہ نئے رنگ آ گئے ہیں

164 مفعولن مفعول فاعلاتن

اب ایسا منظر کہاں نہیں ہے

165 مفاعیلن مفاعیلن فاعلاتن

کہاں ٹھہریں کہاں جائیں شہر دل میں

(6) بحرِ کامل

166 متفاعلن متفاعلن

ترا آسماں مرا ترجماں

167 متفاعلن متفاعلن متفاعلن

ترے حُسن میں جو کمال ہے مرا عکس ہے

168 متفاعلن متفاعلن متفاعلن متفاعلن

کئی اجنبی کئی آشنا ترے سامنے مرے سامنے

169 متفاعلن مستفعلن مستفعلن

کبھی مہرباں یوں گردشِ دوراں رہی

170 متفاعلن مستفعلن

تری آنکھ کا کاجل ہوں میں

171 متفاعلن مستفعلن متفاعلن مستفعلن

ترے پیار کا ہو تذکرہ مرے پیار کا چرچا رہے

172 متفاعلن مستفعلان

تجھے دیکھنے آئے بہار

173 مستفعلن متفاعلن

تم خوش رہو کہیں بھی رہو

174 مستفعلن متفاعلان

شوقِ سفر ہے سرِ نگاہ

175 مستفعلن مستفعلان

گلشن میں آئی صبح دیکھ

176 مفتعِلاتن مفتعِلاتن

تم بھی حسیں ہو میں بھی جواں ہوں

177 مفتعِلاتن مفتعِلاتن مفتعِلاتن

جو بھی بہاریں جو بھی زمانے میں نے گزارے

(7) بحر مضارع

178 مفعول فاعلات فعول

اب عشق کامیاب ہے دیکھ

179 مفعول فاعلات فعولان

وہ شمع اب جلے تو سجے شام

180 مفعول فاعلات فعل

جو پھول لالہ زار میں ہیں

181 مفعول فاعلات مفاعیلن

آنکھیں چُرا کے چھپ کے زمانے سے

182 مفعول فاعلات مفاعیلان

منزل گریز پا ہے سفر ہیں اور

183 مفعول فاعلات فعولن

اب عشق باکمال نہیں ہے

184 مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن

آنکھوں مین تیرے خواب لیے پھر رہا ہوں مَیں

185 مفعول فاعلات مفاعیل فاعلاتن

اپنوں کو راز دار بنانے سے دل نہ بہلے

186 مفعول فاعلات مفاعیل فع

آنکھوں میں روز خواب لیے آئے گا

187 مفعول فاعلات مفاعیل فاع

پھر دِل پہ کوئی شہرِ محبت اُتار

188 مفعول فاعلات مفاعیل فاعلان

صدیوں سے آسمان پہ چلتا رہا ہے چاند

189 مفعول فاعلاتن

آنکھوں میں بن کے بادل

190 مفعول فاعلاتن مفعولن

میلے کئی لگے ہیں دُنیا میں

191 مفعول فاعلاتن فعلن

کردار جو کہانی میں ہے

192 مفعول فاعلاتن فعِلان

دیدہء چشم حیراں نہیں آج

193 مفعول فاعلاتن مفعول فاعلاتن

بادل نے کر کے بارش منظر سجا دیا ہے

194 مفعول فاعلاتن مفعول فاعلن

آوارگی لیے صبح و شام ہیں بہت

195 مفعول فاعلاتن مفعول فاعلاتن

پہلے سے تم نہیں ہو پہلے سا میں نہیں ہوں

196 مفعول مفاعیل فاعلان

دل کیسے کرے تیرا انتظار

197 مفعول مفاعیل فاعلاتن

فارغ ہیں کوئی کام ہو تو اچھا

198 مفعول مفاعیل فاعلیان

تم آؤ تو خوشبو سے مہکے شام

199 مفعول مفاعیل فاعلن

کعبہ نہیں دیر و حرم نہیں

200 مفاعیل فاعلات فعولن

ستاروں میں رنگ تو نے بھرے ہیں

201 مفاعیل فاعلات فعولان

ہوئی چاندنی کے ساتھ جواں رات

202 مفاعیل فاعلات فعَل

مجھے یاد آرہا ہے نگر

203 مفاعیل فاعلات فعول

بھرو چاہتوں میں پیار کے رنگ

204 مفاعیل فاعلات مفاعیل فاعلن

نگاہوں میں پھر رہی ہے تری داستان پھر

205 مفاعیل فاعلات مفاعیل فاعلان

نہ پوچھو کہ کس نے کیسے گزاری ہے چاند رات

206 مفاعیل فاعلاتن مفعول فاعلن

ہماری محبتوں میں سرشار کون ہے

207 مفاعیل فاعلاتن مفعول فاعلان

ستاروں سے آسماں کی پہچان ہے یہ دیکھ

208 فاعلن فاعلاتن

قافلے جا رہے ہیں

209 فاعلن فاعلاتن فاعلن فاعلاتن

چل پڑے ساتھ تیرے پیار کے سلسلے اب

210 مفاعیلن فاع لاتن مفاعیلن

تمہارے ہیں جیسے بھی ہیں جہاں بھی ہیں

211 مفاعلن فاعلاتن مفاعلن

نیا جو منظر سجائیں گے شام کو

(8) بحر مدید

212 فاعلات فاعلن فاعلات فاعلان

دیکھ آفتاب کے ہفت رنگ وقت شام

213 فاعلات فاعلن فاعلیان

دیکھ لے آ کر ستاروں کے رنگ

214 فاعلاتن فاعلن فعلان

کھو گئی ہے تیرے نام میں شام

215 فاعلاتن فاعلن فعلان

کیا فسانہ اب سنائیں لوگ

216 فاعلاتن فاعلن فعلن

شام تک آوارگی ہو گی

217 فاعلاتن فاعلن فعول

یاد تیری آ رہی ہے آج

218 فاعلاتن فاعلن فاعلان

سوئے منزل جا رہے ہیں یہ لوگ

219 فاعلاتن فاعلن فاعلاتن

سامنے اب چاند کی رہگور ہے

220 فاعلاتن فاعلن فاعلیان

آسماں پر جو کبھی نکلا چاند

221 فاعلاتن فاعلن فاعلن

موسمِ گل ترجماں ہے مرا

222 فاعلاتن فاعلن فاعلاتن فاعلان

زندگی تیری ازل سے کہانی شاندار

223 فاعلات فاعلن فاعلات فاعلن

زندگی ہے زندگی یا کہ امتحان ہے

224 فاعلاتن فاعلن فاعلاتن فاعلاتن

آسماں کے سب ستارے بجھے تو کیا کرو گے

225 فاعلاتن فاعلن فاعلاتن فاعلن

ہم تری تصویر سے گفتگو کرتے رہے

226 فاعلاتن فاعلان فاعلاتن فاعلن

میں ہوں شب ہے چاندنی ہے اور تمہاری یاد ہے

227 فاعلاتن فاعلان فاعلاتن فاعلان

چشمِ گریہ بھیجتی ہے باد و باراں شہر شہر

228 فاعلات فاعلان فاعلات فاعلن

پھول کِھل اُٹھے ہیں آج ہر طرف بہار ہے

229 فاعلات فاعلان

دشتِ جاں میں ہے بہار

230 فاعلات فاعلات فاعلان

دِل میں کب سے جَل رہے ہیں تیرے پیار کے چراغ

(9) بحر مقلوب المدید

231 فاعلن فاعلاتن فاعلن فاعلاتن

دلکشا یہ زمیں ہے دلکشا آسماں ہے

(10) بحر متقارب

232 فعول فعلن فعلن

بہار میں جادو ہے

233 فعول فعلن فعول فعلن

اُٹھائے شاخیں میں اِک شجر ہوں

234 فعول فعلن فعول فعلن فعلن

فلک پہ روشن قمر میں چہرہ تیرا

235 فعول فعلن فعول فعلن فعول فعلن

جو میں نے چاہا تھا شاعری سے وہ پا لیا ہے

236 فعول فعلن فعول فعلن فعول فعلن فعول فعلن

چمک رہے ہیں نظر نظر میں سوال کتنے جواب کتنے

237 فعولن فعولن

فلک ابتدا ہے

238 فعولن فعولن فعَل

نگاہوں میں طوفان ہیں

239 فعولن فعولن فع

کہاں ہو کہاں ہو تم

240 فعلن فعولن فعلن

میری محبت تم ہو

241 فعولن فعولن فعولن

ستاروں سے منظر سجا دو

242 فعولن فعولن فعولن فع

محبت کے جذبے جواں رکھنا

243 فعولن فعولن فعولن فعَل

ترے شہر سے اب کہاں جائیں گے

244 فعولن فعولن فعولن فعول

نہ دِن کو سکوں ہے نہ شب کو قرار

245 فعولن فعولن فعولن فعولن

گماں سے یقیں تک یقیں سے گماں تک

246 فعولن فعولن فعولن فعولن فع

جہاں بھی گیا اک جہان چھوڑ آیا ہوں

247 فعولن فعولن فعولن فعولن فاع

بہاروں میں تم ہو نظاروں کی تم ہو جان

248 فعولن فعولن فعولن فعولن فعَل

فلک وہ نہیں اب ستارے ستارے نہیں

249 فعولن فعولن فعولن فعولن فعولن

نہ وہ چاند تارے فلک ہے نہ وہ اب زمیں ہے

250 فعل فعولن فعلن

رنگِ جہاں ہے کیسا

251 فعل فعولن فعل فعولن

صبح حسیں ہے شام حسیں ہے

252 فعل فعولن فعل فعولن فعلن

کوئی فسانہ تازہ سناؤ آ کر

253 فعلن فعولن فعلن فعولن

میری کہانی تیرا فسانہ

254 فعلن فعولن فعلن فعولن فعلن

دل کا دریچہ رکھنا کھلا اب جاناں

255 فعلن فعولن فعلن فعولن فعلن فعولن

میری محبت کو وہ نہ سمجھا تو کیا کروں گا

(11) بحر جدید

256 فاعلاتن مس تفع لان

پوچھتا ہے دل بار بار

257 فعِلاتن فعِلاتن مفاعلن

وہ محبت کا زمانہ کہاں گیا

258 فاعلاتن فاعلاتن مفتعلن

دِل کو تھا کل تک جو خطرہ آج بھی ہے

259 فاعلات مس تفع لن

اس گلی میں کھیلے بہت

(12) بحرِ منسرح

260 مستفعلن مفعولات مستفعلن مفعولات

روشن قمر تیرے نام نکھری سحر تیرے نام

261 مفتعلن فاعلات مفتعلن

سر پہ مرے آفتاب آج بھی ہے

262 مفتعلن فاعلات مفعولن

تم ہو کہاں میں کہاں ہوں سوچیں گے

263 مفتعلن فاعلان مفتعلن فع

خواب مرے تار تار کس نے کیے ہیں

264 مفتعلن فاعلن

دل میں تری یاد ہے

265 مفتعلن فاعلن مفتعلن

صبح کہیں کاٹ دی شام کہیں

266 مفتعلن فاعلن مفتعلن فاعلن

رقص میں ہے آسماں رقص میں ہے شہر بھی

267 مفتعلن فاعلن مفتعلن فع

گرد بنا آسماں دیکھ رہا ہوں

268 مفتعلن فاعلان

مجھ کو ترا انتظار

269 مفتعلن فاعلان مفتعلن فاعلن

میری نظر میں سجا ہے شہر وفا آج بھی

270 مفتعلن فاعلان مفتعلن فاعلان

تم جو ملو چاند بن کے دل میں سجے چاند رات

271 مستفعلن مفعولات

کیوں شہر ہے اب ویران

(13) بحر متدارک

272 فعلن فعلن

یہ دِل یہ دِل

273 فعلن فعلن فعلن

میں بھی حیراں تُو بھی

274 فعلن فعلن فعلن فعلن

دل کے اندر بہتا دریا

275 فعلن فعلن فعلن فعلن فع

روشن سورج سارے منظر لکھ دینا

276 فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن

دیوانے کو بھی سمجھایا جا سکتا ہے

277 فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن فع

سردی گرمی بارش رُت ہر موسم اِک سا لگتا ہے

278 فعلن فعلن فاعلان فعلن فع

آ جا آجا میرے یار اب آ جا

279 فاعلن فاعلن

راستے ہیں بہت

280 فاعلن فاعلن فع

دیکھتا ہے زمانہ

281 فاعلن فاعلن فاعلن

جل رہا ہے دیا شام ہے

282 فاعلن فاعلن فاعلن فع

دلکشا شام ہے اور میں ہوں

283 فاعلن فاعلن فاعلن فاعلن

گردشِ آسماں سوچتے سوچتے

284 فاعلن فاعلن فاعلن فاعلن فع

منزلیں ساتھ ہیں راستے ہم سفر ہیں

285 فاعلن فاعلن فاعلن فاعلن فاعلن

صبح آوارگی شام آوارگی کس لیے

286 فاعلن فاعلن فاعلن فاعلن فاعلن فاعلن فاعلن

زندگی کا چلن میرے بس میں نہیں ایک مدت ہوئی اک زمانہ ہوا

(14) بحر مقتضب

287 فاعلات مفتعلن

شہر میں ہے شور بہت

288 فاعلات مفعولن فاعلات مفعولن

آفتاب تازہ ہے ماہتاب تازہ ہے

(15) بحر سریع

289 مستفعلن مستفعلن مفعولن

میں ہوں تری تصویر ہے کمرے میں

290 مفتعِلن مفتعِلن فاعِلن

آج یہاں کل ہیں وہاں دیکھنا

291 مفتعِلن مفتعِلن فعلن

دوست مرے یار جہاں اب ہیں

292 مفتعِلن مفتعِلن فع

صبح جلے شام جلے دل

(16) بحر مشاکل

293 فاعلاتن مفاعیلن مفاعیلن

چاند نکلے صنم آئے صبا مہکے

(17) بحر بسیط

294 مستفعِلن فاعلن مستفعلن فاعلن

تیرا جہاں اور ہے میرا نگر اور ہے

295 مستفعِلن فاعلن مستفعِلن

تیرا نگر چھوڑ کر جائیں کہاں

296 مستفعِلن فاعلن

آنکھوں میں اُتریں گے ہم

297 مفاعِلن فعِلن

جو آج شام کریں

(18) بحر طویل

298 فعولن مفاعیلن فعولن مفاعیلن

محبت حقیقت ہے محبت فسانہ ہے

(19) بحر مقلوب الطویل

299 مفاعیلن فعولن مفاعیلن فعولن

گل و لالہ کے اندر جو اک منظر سجا ہے

300 مفاعلن فعولن مفاعلن فعولن

نئی نئی ہے چاہت نئے نئے ہیں سپنے

(20) بحر مجتث

301 مفاعلن فاعلن مفاعلن فعلن

کسی کے جانے پہ اشکبار ہیں آنکھیں

302 مفاعلن فعِلاتن مفاعلن فعِلان

نگاہ و دل میں چھپائے ہوئے بہار کے رنگ

303 مفاعلن فعلن مفاعلن فعلن

بہار تازہ اب شجر شجر میں ہے

304 مفاعلن فعِلاتن مفاعلن فعِلاتن

نئی زمین تراشوں نئی غزل کے لیے مَیں

305 مفاعلن فعِلاتن فعِلاتن مفاعلن فعلن

غزل سنا کے غزل سن کے غزل گنگنا کے دیکھیں گے

306 مس تفع لن فاعلاتن فاعلاتن

عمرِ گراں تو سرابوں میں کٹی ہے

307 مس تفع لن فاعلاتن

سورج بدلتا نہیں کیوں

308 مفاعلن فعِلاتن

مرے چمن کی بہارو

309 مفاعلن فعِلاتن فعِلاتن

سکونِ دِل کا کسے ہے یہ بتا دے

310 مفاعلن فعِلاتن فعِلاتن فعِلاتن

غزل کے ساتھ حسیں ہو گئی ہے شام نئی شب

311 مفاعلن فعِلاتن مفاعلن فعلن

اسیرِ وقت ہوں ماضی میں حال میں گُم ہوں

(21) بحرِ وافر

312 مفاعِلتُن مفاعِلتُن

سفر پہ گئے جلا کے دیے

313 مفاعِلتُن مفاعِلتُن مفاعِلتُن مفاعِلتُن

زُبان میں تو بیان میں تو حروف میں تو کتاب میں تو

(22) بحر متزنم

314 فاعلن متفاعلن

معتبر تری داستاں

315 فاعلن متفاعلن متفاعلن

روشنی مرے پاس آ بڑے شوق سے

316 فاعلن متفاعلن متفاعلن متفاعلن

آج بھی تری یاد کا وہی اک جہاں مرے دل میں ہے

(23) بحر مقلوب المترنم

317 متفاعلن فاعلن

مرا ہم زباں کون ہے

318 متفاعلن متفاعلن فاعلن

کئی اجنبی کئی آشنا اور ہیں

319 متفاعلن متفاعلن فاعلن فاعلن

ترا شہر میں مرا شہر میں آشنا کون ہے

(24) بحر حمیم

320 فاعلاتن مس تفع لن مس تفع لن

دھوپ چمکی سر پر کوئی سایہ نہیں

321 فعِلاتن مفاعلن فعِلاتن

وہ فلک ہے جہاں پہ چاند سجے ہیں

(25) بحر سلیم

322 مستفعلن مفعولات مفعولات

آنکھوں میں کیوں رکھ لیتے ہیں سپنے لوگ

323 مفتعلن فاعلات فاعلن

دیکھ مجھے تیرا انتظار ہے

(26) بحر اصیم

324 فاع لاتن مفاعیلن فاع لاتن

برق کے سامنے میرا آشیاں ہے

(27) بحر صغیر

325 مفاعلن فعِلاتن مفاعلن

مرے چمن کی فضاؤں کو کیا ہوا

326 مس تفع لن فاعلاتن مس تفع لن

دریا بھی مَیں دشت بھی مَیں صحرا بھی مَیں

(28) بحر حمید

327 مفعولات مستفعلن مفعولات

اپنی راہ پر شوق سے جائیں لوگ

(29) بحر قلیب

328 فاعلات فاعلات فعولن

شہر میں جو بیچتے ہیں غبارے

329 فاع لاتُن فاع لاتُن مفاعیلن

ایک جگنو اک ستارہ قمر ہو تم

(30) بحر بدیل

330 مس تفع لن مس تفع لن فاعلاتن

تم ہو کہاں میں ہوں کہاں کیا خبر ہے

331 مفاعلن مفاعلن فعِلاتن

تُو جو نہیں ہے تو قرار نہیں ہے

(31) بحر کبیر

332 مفعولات مفعولات مستفعلن

میرے دل میں میری جاں میں بستے رہو

333 فاعلات فاعلات مفتعلن

آگئی ہے چھا گئی ہے سر پہ گھٹا

334 مفاعیل مفاعیل مفاعلن

مِری جان مری جان کہاں ہو تم

(32) بحر صریم

335 مفاعیلن فاع لاتن فاع لاتن

دل ناداں پھر بہانے ڈھونڈتا ہے

باب نمبر10

اشعار کی تقطیع کا طریقہ

تقطیع کیا ھے؟

اردو لفظ تقطیع کا لغوی مطلب ٹکڑے ٹکڑے کرنا ہے۔ علم عروض کی رُو سے صوتی بنیاد پر کسی مصرع یا شعر کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے اس کی بحر معلوم کرنا تقطیع کہلاتا ہے۔ الفاظ کی تقطیع ان کے متحرک اور ساکن حروف کی آوازوں کی بنیاد پر کی جاتی ہے۔ ہندسوں کی مدد سے تقطیع کا عمل آسان ہو جاتا ہے۔ اس طریقہ میں دو متصل متحرک حروف کو 2 کے ہندسہ سے ظاہر کیا جاتا ہے مثلاً شب۔ کب۔ تم۔ بَر وغیرہ۔ اسی طرح ساکن حرف یا دَب کر نکلنے والے حرف کو 1 کے ہندسہ سے ظاہر کیا جاتا ہے۔ لفظ شام کو 2+1 سے ظاہر کیا جائے گا کیونکہ 'شا' دو حرفی ہے اسے 2 سے اور 'م' ساکن ہے اسے 1 سے ظاہر کیا جاتا ہے۔ اسی طرح موم۔ نام۔ طور۔ غور۔ آج وغیرہ کو بھی 2+1 سے ظاہر کیا جائے گا۔ اس اصول کے تحت مختلف ارکان شاعری درج ذیل ہندسوں سے ظاہر کیے جاتے ہیں۔

ارکان اور فروعات کی تقطیع

(1) فاعلاتن (2+2+1+2)
(2) فعولن (2+2+1)
(3) فاعلن (2+1+2)
(4) مفاعیلن (2+2+2+1)
(5) مستفعلن (2+2+1+2)
(6) متفاعلن (2+1+2+1+1)
(7) مفعولات (2+2+2+1)

تشریح:

فاعِلاتن (فا+ع+لا+تن) = 2+2+1+2

فعولن (ف+عو+لن) = 2+2+1

فاعلن (فا+ع+لن) =2+1+2

مفاعیلن (م+فا+عی+لن) =2+2+2+1

مستفعلن (مس+تف+ع+لن) =2+2+1+2

متفاعلن (م+ت+فا+ع+لن) =2+1+2+1+1

مفعولات (مف+عو+لا+ت) =1+2+2+2

اس طرح ارکان عشرہ کی فروعات کو ان ہندسوں سے ظاہر کیا جائے گا۔

1. فَعلن (22)	2. فعول (121)	3. فعَل (21)
4. فعولان (1221)	5. فع (2)	6. فاعلاتن (212)
7. فعِلان (122)	8. فعِلن (211)	9. فعِلاتن (2211)
10. مفعولن (222)	11. مفاعلن (2121)	12. مفاعیل (12122)
13. مفاعیلان (12221)	14. مفتعلن (2112)	15. مستفعلان (2 2 2 1)
16. مفاعلتن (21121)	17. فاعلات (1212)	18. فاعیلان (2 2 1)
19. فعِلات (1221)	20. مفتعلاتن (22112)	21. مفعول (2 1)
22. فاع (12)		

تشریح

فَعلن	(فع+لن)	= 2+2
فعول	(ف+عو+ل)	= 1+2+1
فعَل	(ف+عل)	= 2+1
فعولان	(ف+عو+لا+ن)	= 1+2+2+1
فع	(فع)	= 2
فاع	(فا+ع)	= 1+2
فعِلان	(ف+ع+لا+ن)	= 1+2+1+1
فعِلن	(ف+ع+لن)	= 2+1+1

فعِلاتن	(ف+ع+لا+تن)	= 2+2+1+1
مفعولن	(مف+عو+ل)	= 2+2+2
مفاعلن	(م+فا+ع+لن)	= 2+1+2+1
مفاعیل	(م+فا+عی+ل)	= 1+2+2+1
مفاعیلان	(م+فا+عی+لا+ن)	= 1+2+2+2+1
مفتعلن	(مف+ت+ع+لن)	= 2+1+1+2
مستفعلان	(مس+تف+ع+لا+ن)	= 2+2+1+2+1
مفاعِلتن	(م+فا+ع+ل+تن)	= 2+1+1+2+1
فاعلات	(فا+ع+لا+ت)	= 2+1+2+1
فاعلیان	(فا+عل+یا+ن)	= 2+2+2+1
فعِلات	(ف+ع+لا+ت)	= 1+1+2+1
مفتعلاتن	(مف+ت+ع+لا+تن)	= 2+2+1+1+2
مفعول	(مف+عو+ل)	= 2+2+1

ارکان کے ہم وزن الفاظ: ارکان کے چند ہم وزن الفاظ درج ذیل ہیں

1. فَعلن 2+2 = آجا۔ میرا۔ تیرا۔ توبہ۔ غصّہ۔ ساقی۔ جاناں۔ ہونا۔ مانگے۔ جیسے۔ جاتی۔ والی۔ کیسے۔ کب تک۔ دیکھو۔ نکلا۔ آیا۔ کرتے۔ سورج۔ دیکھا۔ باہر۔ کردی

2. فعول 1+2+1 = جواب۔ سوال۔ بہار۔ شباب۔ نقاب۔ عمام۔ جہان۔ کمال۔ جمال۔ تمیز۔ جنون۔ فضول۔ فراز۔ نشیب۔ جوان۔ مقام۔ حجاب۔ قطار۔ عذاب۔ چراغ۔

3. فعَل 2+1 = کبھی۔ نہیں۔ مگر۔ سُنا۔ چلے۔ نظر۔ شجر۔ اگر۔ جنوں۔ خرد۔ سماں۔ لگا۔ بجھا۔ جلا۔ نیا۔ ثمر۔

مرا۔ترا۔کہاں

4. فعولان 1+2+2+1 = کمالات۔ سوالات۔ مفاہیم۔ جوابات۔ خرافات۔ پریشان۔ مناجات۔ کرامات

5. فع 2 = شب۔ جب۔ تم۔ میں۔ نے۔ کب۔ کم۔ جم۔ نم۔ یہ۔ یا۔ پھر۔ سب۔ ہم۔ رک۔ تھم۔ دن۔ سج۔ دھج۔ رگ۔ تھک

6. فاعلاتن 2+2+1+2 = پھول جتنے۔ تتلیاں بھی۔ زندگی ہے۔ ساری دنیا۔ خاک میں کیا۔ لب پہ آتی۔ کیسے کیسے۔ ذکر جب چھڑ۔ بات پہنچی۔ تم کو آنا۔ یہ دھواں سا۔ سب کہاں کچھ۔ گو ذرا سی۔ پوچھتے ہیں۔ کاش ایسا۔ وقت خوش خوش۔ کیا خبر تھی۔ آ بھی جاؤ

7. فعلان 1+2+2 = مشہور۔ مقبول۔ منظور۔ امکان۔ پہچان۔ بازار۔ بیدار۔ سالار۔ محبوب۔ ویران۔ نادان۔

8. فعِلن 2+1+1 = نہ جلے۔ نہ بجھے

9. فعِلاتن 1+2+1+1 = وہ بہاریں۔ جو نگاہوں۔ وہ سمندر۔ وہ زمانہ۔ تو ستارے۔ نہ رہے گی۔ وہی گائے۔ کوئی منظر۔ جو کرے گا۔ وہ تماشا۔ جو فلک سے

10. مفعولن 2+2+2 = بیگانہ۔ سمجھوتہ۔ افسانہ۔ پیمانہ۔ تابندہ۔ دیوانہ۔ ویرانہ۔ پروانہ۔ بت خانہ۔

11. مفاعلن 2+1+2+1 = مطالعہ۔ مناظرہ۔ محاصرہ۔ مقابلہ۔ مظاہرہ۔ صنم کدہ۔ ستم زدہ۔ غمِ جہاں۔ ردائے شب۔ بہارِ جاں۔ خمارِ شب۔

12. مفاعیل 1+2+2+1 = جنوں خیز۔ ستم زار۔ چمن زار۔ فسوں ساز

13. مفاعیلان 1+2+2+2+1 = گل و گلزار۔ ردائے شام۔ نگاہِ ناز۔ نوائے صبح۔ بہارِ جام

14. مفتعلن 2+1+1+2 = چشمِ فلک۔ شہرِ خرد۔ نورِ سحر۔ سرد ہوا۔ رقصِ صبا۔ قوسِ قزح۔ شعروادب۔ وقتِ سحر۔ تاج محل

15. مستفعلان 2+2+1+2+1 = پرسان حال۔ بحران ساز۔ عنوانِ شام۔ وجدان عشق

16. مفاعلتن 1+2+1+2+1 = زمیں پہ جلے۔ سفر پہ گئے۔ جواں ہی رہے۔ جلے نہ بجھے۔ جہاں بھی گئے۔ اٹھے جو قدم

17. فاعلات 2+1+2+1 = سنگِ راہ۔ مہرباں تو۔ روشنی ہے۔ شہر تشنہ۔ شہریار۔ غم گسار۔ پائیدار۔ رہ گزار۔ بے شمار۔ بے قرار

18. فاعلیان 2+2+2+1 = پیداوار۔ تشنہ کام۔ آدم خور۔ سوز وساز۔

19. فعِلات 1+1+2+1 = کٹا وقت۔ نئے فن کے۔ ملے چین۔ ترے حسن۔ ابھی دیکھ۔ رہِ شوق۔ تری بزم

20. مفتعلاتن 2+1+1+2+2 = نورِ سحر ہے۔ سرد ہوا میں۔ قوسِ قزح کی۔ شعروادب سے۔ تاج محل ہے۔

21. مفعول 2+2+1 = مقبول۔ معروف۔ آواز۔ پہچان۔ ارمان۔ سامان۔ گلزار۔ بے کار۔ شب خیز۔ شاداب۔ پایاب۔ ارباب۔ سیراب۔ بیتاب۔ ایمان۔ فریاد۔

22. فاع 1+2 = شہر۔ شام۔ نام۔ کام۔ روز۔ سال۔ لال۔ جام۔ دور۔ شور۔ آپ۔ خواب۔ آب۔ پہر۔ وزن۔ سوز۔ ساز۔ راز۔ عشق

مستعمل اوزان کی فہرست

1. فاعلاتن، فاعلاتن فاعلن
2. فاعلاتن، فاعلاتن فاعلاتن، فاعلن
3. فاعلاتن فعِلاتن فعِلاتن فعلن
4. فعِلات فاعلاتن فعِلات فاعلاتن
5. مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن
6. مفاعیلن مفاعیلن فعولن
7. فاعلن مفاعیلن فاعلن مفاعیلن
8. مفعول مفاعیلن مفعول مفاعیلن
9. مفعول مفاعیل مفاعیل فعولن
10. فاعلاتن مفاعلن فعلن
11. مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلن
12. مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن
13. متفاعلن متفاعلن متفاعلن متفاعلن
14. فعولن فعولن فعولن فعولن
15. فعول فعلن فعول فعلن فعول فعلن
16. فاعلن فاعلن فاعلن فاعلن
17. فعلن فعلن فعلن فعلن

اشعار کی تقطیع کا طریقہ

1. زندگی ہے یا کوئی طوفان ہے
ہم تو اس جینے کے ہاتھوں مر چلے

میر درد کے اس شعر کے پہلے مصرعے کی تقطیع ایسے ہوگی

زندگی ہے/یا کوئی طو ا/فان ہے

زن+د+ گی+ ہے/یا+ کو+ئی+ طو/فا+ن+ ہے

فا+ع+لا+تن/فا+ع+لا+تن/فا+ع+لن

فاعلاتن+فاعلاتن+فاعلن

[نوٹ: اس مصرع میں کو کی واؤ گر رہی ہے]

اس شعر کا دوسرا مصرع دیکھیئے

ہم تو اس جینے کے ہاتھوں مر چلے

ہم+تو+اس+جی/نے+کے+ہا+تھوں/مر+چ+لے

فا+ع+لا+تن/فا+ع+لا+تن/فا+ع+لن

اس مصرع کا وزن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن ہے

2. ہم چراغوں کی طرح جلتے رہے ہیں ثاقب
آزمائیں گے ہمیں اور ہوائیں کب تک

اس شعر کا پہلا مصرع درج ذیل وزن میں ہے

ہم چراغوں کی طرح جلتے رہے ہیں ثاقب

ہم+چ+را+غوں/کی+ط+رح+جل/تے+ر+ہے+ہیں/ثا+قب

2+2/2+2+1+1/2+2+1+1/2+2+1+2

فا+ع+لا+تن/ف+ع+لا+تن/فا+ع+لا+تن/فع+لن

فاعلاتن فعِلاتن فعِلاتن فعلن

نوٹ: اس مصرع میں 'کی' کی ''ی'' اور 'تے' کی ''ے'' گر رہے ہیں

اس طرح دوسرے مصرعے کی تقطیع بھی اسی وزن میں ہوگی

3. یہ نہ تھی ہماری قسمت کہ وصال یار ہوتا
اگر اور جیتے رہتے یہی انتظار ہوتا

غالب کے اس شعر کے پہلے مصرع کی تقطیع کا طریقہ یہ ہے

یہ نہ تھی ہماری قسمت کہ وصالِ یار ہوتا

یہ + نہ + تھی + ہ/ما + ری + قس + مت/ ک + و + صا + ل/یا + ر + ہو + تا

ف + ع + لا + ت/فا + ع + لا + تن/ف + ع + لا + ت/فا + ع + لا + تن

2+2+1+2/1+2+1+1/2+2+1+2/1+2+1+1

فعِلات فاعلاتن فعِلات فاعلاتن

نوٹ: اس مصرع میں یہ اور نہ کی ''ہ'' اور ری کی ''ی'' گر رہے ہیں

اس طرح پہلا مصرع فعِلات فاعلاتن فعِلات فاعلاتن کے وزن میں ہے

دوسرے مصرع کی تقطیع سے بھی یہی وزن سامنے آئے گا

4. وہ آئے ہیں پشیماں لاش پر اب
تجھے اے زندگی لاؤں کہاں سے

مومن کے اس شعر کے پہلے مصرع کی تقطیع اس طرح ہوگی

وہ آئے ہیں پشیماں لاش پر اب

وہ + آ + ئے + ہیں/پ + شے + ماں + لا/ش + پر + اب

2+2+1/2+2+2+1/2+2+2+1

م + فا + عی + لن/م + فا + عی + لن/ف + عو + لن

مفاعیلن + مفاعیلن + فعولن

نوٹ: اس مصرع میں وہ کی 'ہ' گر رہی ہے

شعر کا دوسرا مصرع بھی مفاعیلن مفاعیلن فعولن کے وزن میں ہے

5۔ اک چراغ جلتا ہے اک چراغ بجھتا ہے
لمحہ لمحہ اب ایسے رات کٹتی جاتی ہے

راقم کے اس شعر کے پہلے مصرع کی تقطیع ایسے کریں گے

اک چراغ جلتا ہے اک چراغ بجھتا ہے

اک + چ + رااغ + جل + تا + ہے/اک + چ + رااغ + بجھ + تا + ہے

فا + ع + لن/م + فا + عی + لن/فا + ع + لن/م + فا + عی + لن

2+2+2+1/2+1+2/2+2+2+1/2+1+2

اس مصرع کا وزن فاعلن مفاعیلن فاعلن مفاعیلن ہے

دوسرے مصرع کا وزن فاعلن مفاعیلن فاعلن مفاعیلن ہے

6. دو حرف تسلی کے جس نے بھی کہے اس کو
افسانہ سنا ڈالا تصویر دکھا ڈالی

خورشید رضوی کے اس شعر کے پہلے مصرع کی تقطیع ایسے ہوگی

دو حرف تسلی کے جس نے بھی کہے اس کو

دو + حر + ف/ت + سل + لی + کے/جس + نے + بھی/ک + ہے + اس + کو

2+2+2+1/1+2+2/2+2+2+1/1+2+2

مف + عو + ل/م + فا + عی + لن/مف + عو + ل/م + فا + عی + لن

اس مصرع کا وزن مفعول مفاعیلن مفعول مفاعیلن ہے

7. کس کس کو بتائیں گے جدائی کا سبب ہم
تو مجھ سے خفا ہے تو زمانے کے لیے آ

احمد فراز کے اس شعر کے پہلے مصرع کی تقطیع یوں کریں گے۔

کس کس کو بتائیں گے جدائی کا سبب ہم

کس + کس + کو/ب + تا + یں + گے/ج + دا + ئی + کا/س + بب + ہم

مف + عو + ل/م + فا + عی + ل/م + فا + عی + ل/ف + عو + لن

اس طرح مصرع کا وزن مفعول مفاعیل مفاعیل فعولن ہے۔

[نوٹ: اس مصرع میں 'کو' کی واؤ، 'گے' کی ے اور 'کا' کا الف گر رہا ہے]

8. میں تو حالات کا شکار رہا
تو نے کیوں رابطہ نہیں رکھا

سعید پسروری کے اس شعر کا پہلا مصرع دیکھیے

میں + تو + حا + لات + کا + ش + کا/ر + ہا

2+2/2+1+2+1/2+2+1+2

فا+ع+لا+تن/م+فا+ع+لن/فع+لن

فاعلاتن مفاعلن فعلن

[نوٹ: اس مصرع میں تو کی واؤ گر رہی ہے اور فعلن کے حصے فع (ف+ع) اور لن ہو گئے ہیں یعنی 1+1+2 جو کہ جائز ہے]

9. ذرا سی دیر دسمبر کی دھوپ میں بیٹھیں
یہ فرصتیں ہمیں شاید نہ اگلے سال ملیں

خالد شریف کے اس شعر کے پہلے مصرع کی تقطیع یوں ہو گی

ذرا سی دیر دسمبر کی دھوپ میں بیٹھیں

ذ+را+ سی+ دے/ر+ د+ سم+بر/ کی+ دھو+پ+ میں/ بے+ ٹھیں

2+2/2+1+2+1/2+2+1+1/2+1+2+1

م+فا+ع+لن/ف+ع+لا+تن/م+فا+ع+لن/فع+لن

مفاعلن فعِلاتن مفاعلن فعلن

[نوٹ: اس مصرع میں سی کی 'ی' اور کی کی 'ی' گر رہی ہیں]

اس شعر کا وزن مفاعلن فعِلاتن مفاعلن فعلن ہے

10. مجھ سا جہان میں کوئی نادان بھی نہ ہو
کر کے جو عشق کہتا ہے نقصان بھی نہ ہو

سعد اللہ شاہ کے اس شعر کا پہلا مصرع دیکھیے

مجھ + سا+ ج/ہا+ن+ میں+ کوئی+ نا+دا+ن/ بھی+ نہ+ ہو

مف+ عو+ل/فا+ع+لا+ت/م+فا+ عی+ل/فا+ع+لن

2+1+2/1+2+2+1/1+2+1+2/1+2+2

مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن

[نوٹ: اس مصرع میں کو کی واؤ اور ئی کی 'ی' گر رہی ہے]

اس لیے شعر کا وزن مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن ہے

تقطیع کے قواعد و ضوابط

اشعار کی تقطیع کرتے وقت درج ذیل قواعد کو پیش نظر رکھنا چاہیئے۔

1. الف ممدودہ (مد والا الف آ) دو حرفی شمار ہوتا ہے، مثلاً آج۔ آم اور آپ (2+1) فعل کا وزن رکھتے ہیں۔
2. الف مقصورہ (کھڑی زبر والا الف) ایک حرف شمار ہوتا ہے۔ مثلاً موسیٰ کو موسا پڑھا جائے۔
3. واؤ معدولہ (جو تلفظ میں نہیں آتی) کا شمار نہیں ہوتا مثلاً خواب۔ خود۔ خویش وغیرہ
4. کھڑی زیر والا حرف حرف بھی ایک حرف شمار ہو گا، مثلاً بجنسہٖ (ب۔ جن۔ س۔ ہی) ہے۔
5. ہمزہ والی ''و'' کو دو حرف شمار کیا جاتا ہے مثلاً رؤف وغیرہ
6. دو زبر والے حرف کو دو حرفی شمار کیا جاتا ہے مثلاً نتیجتاً اور فوراً وغیرہ
7. واؤ عاطفہ (جو دو کلموں کی ملاتی ہے اور پہلے حرف پر ہلکا پیش ظاہر کرتی ہے) گر جاتی ہے اور شمار میں نہیں آتی۔ تاہم جب اسے کھینچ کر پڑھا جاتا ہے تو پھر یہ شمار کی جاتی ہے۔ مثلاً گریہ وشور وفغاں میں پہلی واؤ شمار ہو گی کیونکہ یہ کھینچی جا رہی ہے مگر دوسری واؤ شمار نہیں ہو گی کیونکہ یہ اپنے سے پہلے حرف پر ہلکا پیش ظاہر کر رہی ہے۔
8. ھائے مخلوط (جو دوسرے حرف کے ساتھ مل کر پڑھی جائے) شمار میں نہیں آتی مثلاً گھر۔ بھی۔ وغیرہ
9. ھائے مختفی کا درمیان میں شمار نہیں ہوتا۔ مثلاً رستہ کو 'رست'، کہ کو 'ک'، وہ کو 'و'، نہ کو 'ن' اور پہ کو 'پ' شمار کیا جاتا ہے۔ تاہم مصرع کے شروع یا آخر میں ہائے مختفی شمار میں آتی ہے۔
10. حروف علت (ا۔ و۔ ی) ہندی الفاظ کے آخر میں دب کر نکلتے ہیں اس لیے ان کو شمار نہیں کیا جاتا۔ مثلاً بھی۔ ہی۔ جو۔ کو۔ سے اور نے کو بالترتیب بھ۔ ہ۔ ج۔ ک۔ س اور ن شمار کیا جاتا ہے۔

11. ایسا نون (ن) جو تلفظ میں آئے یا جس کی آواز میم کی طرح ہو تقطیع میں شمار ہوتا ہے مثلاً جنگ۔ رنگ۔ منبر۔ انبیاء اور گنگا کو، بالترتیب جن گ، رن گ، مم بر، ام بیا اور گن گا شمار کیا جائے۔

12. نون مخلوط (جو کسی حرف کی آواز میں شامل ہو) تقطیع میں شمار نہیں ہوگا۔ مثلاً بھنور کو بَور۔ ہنسنا۔ کو ہس نا اور بندھا کو بدا شمار کیا جائے گا۔

13. یائے مخلوط (وہ ی جو کسی حرف کی آواز میں شامل ہو) اگر ہندی الفاظ میں ہو تو گر جاتی ہے۔ مثلاً پیار کو پار، کیا کو کا۔ پیاسا کو پاسا اور کیوں کو صرف کوں شمار کیا جائے گا۔ تاہم یائے مخلوط عربی اور فارسی الفاظ میں آئے تو یہ شمار کی جاتی ہے۔

14. الف وصل (جو کسی لفظ کے شروع میں آئے اور اس کا ماقبل حرف ساکن ہو) واصل ہو جاتا ہے اور تقطیع میں نہیں آتا۔ مثلاً ''کیسے تیرا انداز ہو سیدھا تو کر لو تیر کو'' کے مصرعے میں انداز کا پہلا الف واصل ہو جانے سے تیر کی 'ر' الف کے بعد 'ن' سے مل کر انداز کا تلفظ دیتی ہے۔

15. رکن فاعلاتن زحاف ''کف'' کے اثر سے فاعلاتُ (بہ ضمہ ت) بن جاتا ہے کیونکہ کف فاعلاتن کے ساتویں حرف کو اڑا دیتا ہے۔ اسی طرح جب زحاف ''قصر'' فاعلاتن پر عمل کرتا ہے تو اس کے آخری حرف 'ن' کو حذف کر کے فاعلات اور 'ت' کو ساکن کر دیتا ہے جس سے 'ت' ساکن ہو کر 'ن' میں تبدیل ہو جاتی ہے اور فاعلات کی جگہ فاعلان وجود میں آتا ہے۔ چناچہ فاعلات اور فاعلان میں بنیادی فرق یہ ہے۔

باب نمبر 11

مشہور اشعار کی تقطیع

علم عروض کے ساتھ دلچسپی رکھنے والوں کے لیے چند مشہور اشعار کی تقطیع درج کی جا رہی ہے۔ ہر شعر سے پہلے متعلقہ وزن دے دیا گیا ہے اس کے بعد وزن کے ارکان کے مطابق ہر شعر کے ٹکڑے کر دیے گئے ہیں

وزن: فاعلاتن فاعلاتن فاعلن/فاعلات

1 زندگی ہے یا کوئی طوفان ہے
ہم تو اس جینے کے ہاتھوں مر چلے (میر درد)

2 ساری دنیا کے ہیں وہ میرے سوا
میں نے دنیا چھوڑ دی جن کے لیے (امیر مینائی)

3 اے تمنا تجھ کو رو لوں شامِ وصل
آج تو دل سے نکالی جائے گی (جلیل مانکپوری)

4 عشق نے غالب نکما کر دیا
ورنہ ہم بھی آدمی تھے کام کے (غالب)

5 آگ کی پوجا کا دروازہ نہ کھول
سرخ ملبوسات میں نکلا نہ کر (بیدل حیدری)

6 وقت رخصت دیدنی تھا میرا حال
ان کی آنکھوں میں بھی آنسو آ گئے (سعید پسروری)

7 اے مرے شب خیز کوئی بات کر
خواب کم آمیز کوئی بات کر (فیصل حنیف)

8 راہ میں اپنی کھڑی دیوار بھی ہے
اور جانا ہم نے اس کے پار بھی ہے (سعید آسی)

9 اب مری بیدار آنکھوں کے قریب
اک سمندر بہہ رہا ہے رات کا (بشیر رحمانی)

10 منحصر مرنے پہ ہو جس کی اُمید
نا اُمیدی اس کی دیکھا چاہیے (غالب)

11 آسماں کو بھی نہ بخشا جائے گا
چاند پر کالک لگائی جائے گی (مرتضیٰ برلاس)

اشعار کی تقطیع

نمبر شمار	فاعلاتن	فاعلاتن	فاعلن
1	زندگی ہے	یا کوئی طو	فان ہے
	ہم تو اس جی	نے کے ہاتھوں	مر چلے
2	ساری دنیا	کے ہیں وہ مے	رے سوا
	میں نے دنیا	چھوڑ دی جن	کے لیے
3	اے تمنا	تجھ کو روؤں	شامِ وصل
	آج تو دل	سے نکالی	جائے گی
4	عشق نے غا	لب نکما	کر دیا
	ورنہ ہم بھی	آدمی تھے	کام کے
5	آگ کی پو	جا کا دروا	زہ نہ کھول
	سرخ ملبو	سات میں تک	لا نہ کر
6	وقت رخصت	دیدنی تھا	میرا حال
	ان کی آنکھوں	میں بھی آنسو	آ گئے
7	اے مرے شب	خیز کوئی	بات کر
	خواب کم آ	میز کوئی	بات کر
8	راہ میں اپ	نی کھڑی دی	وار بھی ہے
	اور جانا	ہم نے اس کے	پار بھی ہے

9	اب مری بے	دار آنکھوں	کے قریب
	اِک سمندر	بہہ رہا ہے	رات کا
10	منحصر مر	نے پہ ہو جس	کی اُمید
	نا اُمیدی	اس کی دیکھا	چاہیے
11	آسماں کو	بھی نہ بخشا	جائے گا
	چاند پر کا	لک لگائی	جائے گی

وزن: فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

1. نقش فریادی ہے کس کی شوخیٔ تحریر کا
کاغذی ہے پیرہن ہر پیکر تصویر کا (غالب)

2. آخر شب دید کے قابل تھی بسمل کی تڑپ
صبحدم کوئی اگر بالائے بام آیا تو کیا (اقبال)

3. نازنین ناز آفریں نازک بدن نازک کمر
غنچہ لب رنگیں ادا شکّر دہاں شیریں (نظیر اکبر آبادی)

4. یاد میں تیری جہاں کو بھولتا جاتا ہوں میں
بھولنے والے کبھی تجھ بھی یاد آتا ہوں میں (آغا حشر کاشمیری)

5. رنگ پیراہن کا خوشبو زلف لہرانے کا نام
موسمِ گُل ہے تمہارے بام پر آنے کا نام (فیض)

6. قرض کی پیتے تھے مے لیکن سمجھتے تھے کہ ہاں
رنگ لائے گی ہماری فاقہ مستی ایک دن (غالب)

7. وائے نادانی کہ وقتِ مرگ یہ ثابت نہ ہوا
خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا (میر درد)

8. پھول تو دو دن بہار جانفزا دکھلا گئے
حسرت ان غنچوں پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے (ذوق)

9. سب کہاں کچھ لالہ و گل میں نمایاں ہو گئیں

خاک میں کیا صورتیں ہونگی جو پنہاں ہوگئیں (غالب)

10. چپکے چپکے رات دن آنسو بہانا یاد ہے
ہم کو اب تک عاشقی کا وہ زمانہ یاد ہے (حسرت موہانی)

11. تتلیاں آئیں گی کیا اب کانچ کے گلدان پر
پھول جتنے تھے وہ بالوں میں لگا کر لے گیا (شہزاد احمد)

12. میں اکیلا ہی چلا تھا جانبِ منزل مگر
لوگ ساتھ آتے گئے اور کارواں بنتا گیا (مجروح سلطانپوری)

تقطیع اشعار

	فاعلاتن	فاعلاتن	فاعلن
1.	نقش فریا	دی ہے کس کی	شوخیء تح
	کاغذی ہے	پیرہن ہر	پیکر تص
2.	آخر شب	دید کے قا	بل تھی بسمل
	صبح دم کو	ئی اگر با	لائے باما
3.	نازنین نا	زآفریں نا	زک بدن نا
	غنچہ لب رن	گیں ادا شک	کر دہاں شی
4.	یاد میں تے	ری جہاں کو	بھولتا جا
	بھولنے وا	لے کبھی تجھ	کو بھی یاد آ
5.	رنگ پیرا	ہن کا خوشبو	زلف لہرا
	موسمِ گل	ہے تمہارے	بام پر آ
6.	قرض کی پی	تے تھے مے لے	کن سمجھتے
	رنگ لائے	گی ہماری	فاقہ مستی
7.	وائے نادا	نی کہ وقتِ	مرگ یہ ثا
	خواب تھا جو	کچھ کہ دیکھا	جو سنا اف
8.	پھول تو دو	دن بہار	جانفزا دکھ

	فاعلن
1.	ریر کا
	ویر کا
2.	کی تڑپ
	یا تو کیا
3.	زک کمر
	ریں سخن
4.	تا ہوں میں
	تا ہوں میں
5.	نے کا نام
	نے کا نام
6.	تھے کہ ہاں
	ایک دن
7.	بت ہوا
	سانہ تھا
8.	لا گئے

	حسرت ان غن	چوں پہ ہے جو	بن کھلے مر	جھا گئے
9.	سب کہاں کچھ	لالہ وگل	میں نمایاں	ہوگئیں
	خاک میں کا	صورتیں ہوں	گی کہ پنہاں	ہوگئیں
10.	چپکے چپکے	رات دن آں	سو بہانا	یاد ہے
	ہم کو اب تک	عاشقی کا	وہ زمانہ	یاد ہے
11.	تتلیاں آ	ئیں گی اب کا	کانچ کے گل	دان پر
	پھول جتنے	تھے وہ بالوں	میں لگا کر	لے گیا
12.	میں اکیلا	ہی چلا تھا	جانبِ من	زل مگر
	لوگ ساتھ	تے گئے اور	قافلہ بن	تا گیا

وزن: فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن

1 دل میں اب یوں ترے بھولے ہوئے غم آتے ہیں
جیسے بچھڑے ہوئے کعبے میں صنم آتے ہیں (فیض)

2 کیسے کہہ دوں کہ مجھے چھوڑ دیا ہے اس نے
بات تو سچ ہے مگر بات ہے رسوائی کی (پروین شاکر)

3 دشت و دریا کے یہ اس پار کہاں تک جاتی
گھر کی دیوار تھی دیوار کہاں تک جاتی (باقی احمد پوری)

4 کی مرے قتل کے بعد اس نے جفا سے توبہ
ہائے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا (غالب)

5 دیکھ لے کیسے سنبھالی ہے نشانی تیری
زخم جیسا دیا تو نے اسے ویسا رکھا (احسان اللہ ثاقب)

6 اے جنوں آج یہ کیا بن گئی دیوانوں پر
ہاتھ رکھے ہوئے بیٹھے ہیں گریبانوں پر (ذوقی مظفر نگری)

7 شرط اتنی ہے کہ بارش کی طرح آنا تم

دیکھنا کیسے میں شاخوں سے نکل آؤں گا (حسن عباسی)

8 ہم تو موجود تھے راتوں میں اجالوں کی طرح
لوگ نکلے ہی نہیں ڈھونڈنے والوں کی طرح (سرور ارمان)

9 لب پہ آتی ہے دعا بن کے تمنا میری
زندگی شمع کی صورت ہو خدایا میری (اقبال)

10 دیکھ کر وہ مجھے حیران بھی ہو سکتا ہے
اب کے اس بات کا امکان بھی ہو سکتا ہے (اقبال راہی)

تقطیع اشعار

	فاعلاتن	فعِلاتن	فعِلاتن	فعلن
1	دل میں اب یوں	ترے بھولے	ہوئے غم آ	۔تے ہیں
	جیسے بچھڑے	ہوئے کعبے	میں صنم آ	۔تے ہیں
2	کیسے کہہ دوں	کہ مجھے چھو	ڑ دیا ہے	اس نے
	بات تو سچ	ہے مگر با	ت ہے رسوا	ئی کی
3	دشت و دریا	کے یہ اس پا	رکھاں تک	جاتی
	گھر کی دیوا	رتھی دیوا	رکھاں تک	جاتی
4	کی مرے قت	ل کے بعد اس	نے جفا سے	توبہ
	ہائے اس زو	د پشیماں	کا پشیماں	ہونا
5	دیکھ لے کے	سے سنبھالی	ہے نشانی	تیری
	زخم جیسا	دیا تو نے	اسے ویسا	رکھا (رکھ کھا)
6	اے جنوں آ	ج یہ کیا بن	گئی دیوا	نوں پر
	ہاتھ رکھے	ہوئے بیٹھے	ہیں گریبا	نوں پر
7	شرط اتنی	ہے کہ بارش	کی طرح آ	ناتم
	دیکھنا کے	سے میں شاخوں	سے نکل آ	ؤں گا
8	ہم تو موجو	د تھے راتوں	میں اجالوں	کی طرح

	لوگ نکلے	ہی نہیں ڈھو	نڈنے والوں	کی طرح
9	لب پہ آتی	ہے دعا بن	کے تمنا	میری
	زندگی شم	ع کی صورت	ہو خدایا	میری
10	دیکھ کر وہ	مجھے حیرا	ن بھی ہو سک	تا ہے
	اب کے اس با	ت کا امکا	ن بھی ہو سک	تا ہے

وزن: فاعلاتن فعِلاتن فعلن

.1 پھر مجھے دیدۂ تر یاد آیا
دل جگر تشنۂ فریاد آیا (غالب)

.2 ہم بھی تسلیم کی خو ڈالیں گے
بے نیازی تری عادت ہی سہی (غالب)

.3 بیٹھ کر سایۂ گل میں ناصر
ہم بہت روئے وہ جب یاد آیا (ناصر)

اشعار کی تقطیع

نمبر شمار	فاعلاتن	فعِلاتن	فعلن
.1	پھر مجھے دی	دۂ تریا	دایا
	دل جگرتش	نۂ فریا	دایا
.2	ہم بھی تس لی	م کی خوڈا	لیں گے
	بے نیازی	تری عادت	ہی سہی
.3	بیٹھ کرسا	یۂ گل میں	ناصر
	ہم بہت رو	ئے وہ جب یا	دایا

وزن: فاعلاتن مفاعلن فعلن

.1 ذکر جب چھڑ گیا قیامت کا
بات پہنچی تری جوانی تک (فانی)

2. تم کو آتا ہے پیار پر غصہ
ہم کو غصے پہ پیار آتا ہے (امیر مینائی)

3. کیسے کیسے خدا بنا ڈالے
کھیل بندے کا ہے خدا کیا ہے (یاس یگانہ)

4. دیکھ تو دل کہ جاں سے اُٹھتا ہے
یہ دھواں سا کہاں سے اُٹھتا ہے (میر تقی میر)

5. تیرے جانے سے کچھ نہ بدلے گا
روز نکلیں گے چاند اور سورج (احسان اللہ ثاقب)

6. میں تو حالات کا شکار رہا
تو نے کیوں رابطہ نہیں رکھا (سعید پسروری)

7. موت کا ایک دن معین ہے
نیند کیوں رات بھر نہیں آتی (غالب)

8. دیکھنا ہم ہیں شام کا سورج
اب سمندر میں گرنے والے ہیں (خلش بجنوری)

9. تیرے ماتھے کا بل نہ ہو جاؤں
میں سمندر سے تھل نہ ہو جاؤں (عارفہ صبح خان)

10. تو نے مرنے کا حوصلہ دے کر
میرے جینے کی ابتدا کر دی (عزیز کامل)

تقطیع اشعار

نمبر شمار	فاعلاتن	مفاعلن	فعلن
1.	ذکر جب چھڑ	گیا قیا	مت کا
	بات پہنچی	تری جوا	نی تک
2.	تم کو آتا	ہے پیار پر	غص صہ
	ہم کو غصے	پہ پیار آ	تا ہے

3. کیسے کیسے خدا بنا ڈالے
کھیل بندے کا ہے خدا کیا ہے

4. دیکھ تو دل کہ جاں سے اُٹھ تا ہے
یہ دھواں سا کہاں سے اُٹھ تا ہے

5. تیرے جانے سے کچھ نہ بد لے گا
روز نکلیں گے چاند اور سورج

6. میں تو حالا ت کا شکا ر رہا
تو نے کیوں را بطہ نہیں رکھا

7. موت کا اے ک دن معی ین ہے
نیند کوں را ت بھر نہیں آتی

8. دیکھنا ہم ہیں شام کا سورج
اب سمندر میں گر نے وا لے ہیں

9. تیرے ماتھے کا بل نہ ہو جاؤں
میں سمندر سے تھل نہ ہو جاؤں

10. تو نے مرنے کا حوصلہ دے کر
میرے جینے کی ابتدا کر دی

وزن: فعلات فاعلاتن فعلات فاعلاتن

1. وہی میری کم نصیبی وہی تیری بے نیازی
مرے کام کچھ نہ آیا یہ کمالِ نے نوازی (اقبال)

2. یہ اُڑی اُڑی سی رنگت یہ کھلے کھلے سے گیسو
تری صبح کہہ رہی ہے تری رات کا فسانہ (احسان دانش)

3. یہ نہ تھی ہماری قسمت کہ وصالِ یار ہوتا
اگر اور جیتے رہتے یہی انتظار ہوتا (غالب)

4. یہ مسائل تصوف یہ ترا بیان غالب

تجھے ہم ولی سمجھتے جو نہ بادہ خوار ہوتا (غالب)

5. کبھی تھم سکا نہ ثاقب شب و روز کا یہ دریا
رہا سیلِ جاں سفر میں کبھی کم کبھی زیادہ (احسان اللہ ثاقب)

تقطیع اشعار

نمبر شمار	فعلات	فاعلاتن	فعلات	فاعلاتن
1	وہی میری	کم نصیبی	وہی تیری	بے نیازی
	مرے کام	کچھ نہ آیا	یہ کمالِ	نے نوازی
2	یہ اُڑی اُ	ڑی سی رنگت	یہ کھلے کھ	لے سے گیسو
	تری صبح	کہہ رہی ہے	تری رات	کا فسانہ
3	یہ نہ تھی ہ	ماری قسمت	کہ وصالِ	یار ہوتا
	اگر اور	جیتے رہتے	یہی انت	ظار ہوتا
4	یہ مساء	ل تصوف	یہ تراب	یان غالب
	تجھے ہم و	لی سمجھتے	جو نہ بادہ	خار ہوتا
5	کبھی تھم س	کا نہ ثاقب	شب و روز	کا یہ دریا
	رہا سیلِ	جاں سفر میں	کبھی کم ک	بھی زیادہ

وزن: مفاعیلن مفاعیلن فعولن

1. تجھے پہچان کر ہم کیا کریں گے
حقیقت جان کر ہم کیا کریں گے (احسان اللہ ثاقب)

2. سمندر ہوں یہ سب سیلاب میرے
مرے چاروں طرف گرداب میرے (کرامت بخاری)

3. محبت میں کہاں کچھ سوجھتا ہے
بچا لوں دل تو پھر گھر ٹوٹتا ہے (صوفیہ بیدار)

4. کسی کی آنکھ جو پرنم نہیں ہے

نہ سمجھو یہ کہ اس کو غم نہیں ہے (امجد اسلام امجد)

5. وہی یہ شہر ہے تو شہر والو
کہاں ہیں کوچہء و بازار میرے (محشر بدایونی)

6. کسی دیوار پر لکھا ہوا تھا
کہ اس دیوار پہ لکھا نہ جائے (رضا عباس رضا)

7. کہاں تک سر کو اپنے خم کرو گے
کہاں تک اپنی قیمت کم کرو گے (سعید الظفر صدیقی)

8. دریچہ بے صدا کوئی نہیں ہے
اگرچہ دیکھتا کوئی نہیں ہے (صابر ظفر)

9. خدائی اہتمام خشک و تر ہے
خداوند! خدائی دردِ سر ہے (اقبال)

10. بہت چاہا یونہی کھیلیں سدا ہم
مگر بچپن ہمارے بس میں کب تھا (شاعر علی شاعر)

تقطیع اشعار

نمبر شمار	مفاعیلن	مفاعیلن	فعولن
1.	تجھے پہچا	ن کر ہم کیا	کریں گے
	حقیقت جا	ن کر ہم کا	کریں گے
2.	سمندر ہوں	یہ سب سیلا	ب میرے
	مرے چاروں	طرف گردا	ب میرے
3.	محبت میں	کہاں کچھ سو	جھتا ہے
	بچا لوں دل	تو پھر گھر ٹو	ٹتا ہے
4.	کسی کی آں	کھ جو پرنم	نہیں ہے
	نہ سمجھو یہ	کہ اس کو غم	نہیں ہے
5.	وہی یہ شہ	رہے تو شہ	روالو

	کہاں ہیں کو	چہء و بازا	رمیرے
.6	کسی دیوا	ر پر لکھا	ہوا تھا
	کہ اس دیوا	ر پر لکھا	نہ جائے
.7	کہاں تک سر	کو اپنے خم	کرو گے
	کہاں تک اپ	نی قیمت کم	کرو گے
.8	دریچہ بے	صدا کوئی	نہیں ہے
	اگر چہ دے	کھتا کوئی	نہیں ہے
9	خدائی اہ	تمام خش	ک تر ہے
	خداوندا	خدائی در	دِسر ہے
.10	بہت چاہا	سدا کھیلیں	یونہی ہم
	مگر بچپن	ہمارے بس	میں کب تھا

وزن: مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

.1 محبت ترک کی میں نے گریباں سی لیا میں نے
زمانے اب تو خوش ہو زہر یہ بھی پی لیا میں نے (ساحر لدھیانوی)

.2 ترے آزاد بندوں کی نہ یہ دنیا نہ وہ دنیا
یہاں مرنے کی پابندی وہاں جینے کی پابندی (اقبال)

.3 رُخ روشن کے آگے شمع رکھ کر وہ یہ کہتے ہیں
اُدھر جاتا ہے دیکھیں یا اِدھر پروانہ آتا ہے (داغ)

.4 نئی شاخیں نئے پتے نئی برکھا نئے بادل
پہنتے ہیں نئی خوشبو نئے کپڑے نئے موسم (احسان اللہ ثاقب)

.5 نکلنا خلد سے آدم کا سنتے آئے ہیں لیکن
بڑے بے آبرو ہو کر ترے کوچے سے ہم نکلے (غالب)

.6 نمی دانم چہ منزل بود شب جای کہ من بودم
بہر سو رقص بسمل بعد شب جای کہ من بودم (امیر خسرو)

.7 اجالے اپنی یادوں کے ہمارے ساتھ رہنے دو
نہ جانے کس گلی میں زندگی کی شام ہو جائے (بشیر بدر)

.8 نہ تھا کچھ تو خدا تھا کچھ نہ ہوتا تو خدا ہوتا
ڈبویا مجھ کو ہونے نے نہ ہوتا میں تو کیا ہوتا (غالب)

.9 کسی معصوم کے سر پر نہ ہو جب سائباں کوئی
کھلونے ٹوٹ جاتے ہیں غبارے روٹھ جاتے ہیں (اعجاز فیروز اعجاز)

.10 شباب آیا کسی بُت پر فدا ہونے کا وقت آیا
مری دنیا میں بندے کے خدا ہونے کا وقت آیا (ہری چند اختر)

.11 نہیں آتی تو یاد ان کی مہینوں تک نہیں آتی
مگر جب یاد آتے ہیں تو اکثر یاد آتے ہیں (حسرت موہانی)

.12 نہ بوئے گل مہکتی ہے نہ شاخِ گل لچکتی ہے
ابھی اپنے گلستاں کو گلستاں ہم نہیں کہتے (جاں نثار اختر)

.13 ملے گی شیخ کو جنت ہمیں دوزخ عطا ہو گا
بس اتنی بات ہے جس کے لیے محشر بپا ہو گا (ہری چند اختر)

.14 چہ خوش باشد کہ دارم در دہانِ من زبانِ او
زبانِ یارِ من ترکی و من ترکی نمی دانم

.15 وفا آموختی از ما بکارِ دیگراں کر دی
ربودی گوہرے از ما نثار دیگراں کر دی (انیس شاملو)

اشعار کی تقطیع

نمبر شمار	مفاعیلن	مفاعیلن	مفاعیلن
.1	محبت تر	ک کی میں نے	گریباں سی
	زمانے اب	تو خوش ہو زہ	ر یہ بھی پی
.2	ترے آزا	د بندوں کی	نہ یہ دنیا
	یہاں مرنے	کی پابندی	وہاں جینے

مفاعیلن
لیا میں نے
لیا میں نے
نہ وہ دنیا
کی پابندی

.3	رُخ روشن	کے آگے شم	ع رکھ کر وہ	یہ کہتے ہیں
	اُدھر جاتا	ہے دیکھیں یا	اِدھر پروا	نہ آتا ہے
.4	نئی شاخیں	نئے پتے	نئی برکھا	نئے بادل
	پہنتے ہیں	نئی خوشبو	نئے کپڑے	نئے موسم
.5	نکلنا خل	د سے آدم	کا سنتے آ	ئے ہیں لیکن
	بڑے بے آ	برو ہو کر	ترے کوچے	سے ہم نکلے
.6	نمی دانم	چہ منزل بو	دشب جائے	کہ من بودم
	بہر سورق	صِ بسمل بو	دشب جائے	کہ من بودم
.7	اجالے اپ	نی یادوں کے	ہمارے سا	تھ رہنے دو
	نہ جانے کس	گلی میں زن	دگی کی شا	م ہو جائے
.8	نہ تھا کچھ تو	خدا تھا کچھ	نہ ہوتا تو	خدا ہوتا
	ڈبویا مجھ	کو ہونے نے	نہ ہوتا میں	تو کا ہوتا
.9	کسی معصو	م کے سر پر	نہ ہو جب آ	سماں کوئی
	کھلونے ٹو	ٹ جاتے ہیں	غبارے رو	ٹھ جاتے ہیں
.10	شبابایا	کسی بُت پر	فدا ہونے	کا وقت آیا
	مری دنیا	میں بندے کے	خدا ہونے	کا وقت آیا
.11	نہیں آتی	تو یاد نکی	مہینوں تک	نہیں آتی
	مگر جب یا	د آتی ہے	تو اکثر یا	د آتے ہیں
.12	نہ بوئے گل	مہکتی ہے	نہ شاخِ گل	لچکتی ہے
	ابھی اپنے	گلستاں کو	گلستاں ہم	نہیں کہتے
.13	ملے گی شے	خ کو جنت	ہمیں دوزخ	عطا ہوگا
	بس اتنی با	ت ہے جس کے	لیے محشر	بپا ہوگا
.14	چہ خوش باشد	کہ دارم در	دہانِ من	زبانِ او
	زبانِ یا	رِ من ترکی	و من ترکی	نمی دانم

.15	وما آمو	ختی از ما	بکارے دی	گراں کردی
	ربودی گو	ہ رے از ما	ن ثارے دی	گراں کردی

وزن: فاعلن مفاعیلن فاعلن مفاعیلن

.1 ذکر اس پری وش کا اور پھر بیاں اپنا
بن گیا رقیب آخر جو تھا رازداں اپنا (غالب)

.2 یہ زمین تو شہزاد تیرگی کا دریا ہے
کچھ پتہ نہیں چلتا اک چراغ کا اس میں (شہزاد احمد)

.3 اپنی رہنمائی میں کی ہے زندگی میں نے
ساتھ کون تھا پہلے ہو گئے جو تنہا ہم (حبیب جالب)

.4 اب جہاں کہے گا دل زندگی گزاریں گے
یہ زمین اپنی ہے آسمان اپنا ہے (احسان اللہ ثاقب)

.5 اب اداس پھرتے ہو سردیوں کی شاموں میں
اس طرح تو ہوتا ہے اس طرح کے کاموں میں (شعیب بن عزیز)

.6 اک چراغ جلتا ہے اک چراغ بجھتا ہے
لمحہ لمحہ اب ایسے رات کٹتی جاتی ہے (احسان اللہ ثاقب)

تقطیع اشعار

نمبر شمار	فاعلن	مفاعیلن	فاعلن	مفاعیلن
.1	ذکر اس	پری وش کا	اور پھر	بیاں اپنا
	بن گیا	رقیب آخر	جو تھا را	زداں اپنا
.2	یہ زمی	ن تو شہزا	تیرگی	کا دریا ہے
	کچھ پتہ	نہیں چلتا	اک چرا	غ کا اس میں
.3	اپنی رہ	نمائی میں	کی ہے زن	دگی میں نے
	ساتھ کو	ن تھا پہلے	ہو گئے	جو تنہا ہم
.4	اب جہاں	کہے گا دل	زندگی	گزاریں گے

	یہ زمی	ن اپنی ہے	آسما	ن اپنا ہے
5.	اب ادا	س پھرتے ہو	سردیوں	کی شاموں میں
	اس طرح	تو ہوتا ہے	اس طرح	کے کاموں میں
6.	اک پرا	غ جلتا ہے	اک چرا	غ بجھتا ہے
	لحہ لم	حہ اب ایسے	رات کٹ	تی جاتی ہے

وزن: مفعول مفاعیلن مفعول مفاعیلن

1. اُمید تو بندھ جاتی تسکین تو ہو جاتی
   وعدہ نہ وفا کرتے وعدہ تو کیا ہوتا (چراغ حسن حسرت)
2. سو بار چمن مہکا سو بار بہار آئی
   دنیا کی وہی رونق دل کی وہی تنہائی (صوفی تبسم)
3. یہ برف سی راتیں ہیں شعروں کے لیے موزوں
   کرنا ہے مکمل اب دیوان دسمبر میں (احسان اللہ ثاقب)
4. تیرے بھی صنم خانے میرے بھی صنم خانے
   دونوں کے صنم خاکی دونوں کے صنم فانی (اقبال)
5. ہم سے نہ کوئی اُلجھے ہم لوگ ہیں دیوانے
   آندھی سے ہمیں ضد ہے اک دیپ جلانا ہے (سعد اللہ شاہ)
6. دیکھے ہیں بہت ہم نے ہنگامے محبت کے
   آغاز بھی رسوائی انجام بھی رسوائی (صوفی تبسم)
7. دوحرف تسلی کے جس نے بھی کہے ہم سے
   افسانہ سنا ڈالا تصویر بنا ڈالی (خورشید رضوی)
8. غیروں سے کہا تم نے غیروں سے سنا تم نے
   کچھ ہم سے کہا ہوتا کچھ ہم سے سنا ہوتا (چراغ حسن حسرت)
9. یہ قول تمہارا ہے یہ عہد تمہارا ہے
   چاہو تو نبھا دینا چاہو تو مکر جانا (عبدالحکیم وفا)

اشعار کی تقطیع

نمبر شمار	مفعول	مفاعیلن	مفعول	مفاعیلن
1.	اُم مید	تو بندھ جاتی	تسکین	تو ہو جاتی
	وعدہ نہ	وفا کرتے	وعدہ تو	کیا ہوتا
2.	سو بار	چمن مہکا	سو بار	بہار آئی
	دنیا کی	وہی رونق	دل کی و	ہی تنہائی
3.	یہ برف	سی راتیں ہیں	شعروں کے	لیے موزوں
	کرنا ہے	مکمل اب	دیوان	دسمبر میں
4.	تیرے بھی	صنم خانے	میرے بھی	صنم خانے
	دونوں کے	صنم خاکی	دونوں کے	صنم فانی
5.	ہم سے نہ	کوئی اُلجھے	ہم لوگ	ہیں دیوانے
	آندھی سے	ہمیں ضد ہے	اک دیپ	جلانا ہے
6.	دیکھے ہیں	بہت ہم نے	افسانے	محبت کے
	آغاز	بھی رسوائی	انجام	بھی رسوائی
7.	دوحرف	تسلی کے	جس نے بھی	کہے ہم سے
	افسانہ	سنا ڈالا	تصویر	بنا ڈالی
8.	غیروں سے	کہا تم نے	غیروں سے	سنا تم نے
	کچھ ہم سے	کہا ہوتا	کچھ ہم سے	سنا ہوتا
9.	یہ قول	تمہارا ہے	یہ عہد	تمہارا ہے
	چاہو تو	نبھا دینا	چاہو تو	مکر جانا

وزن: مفعول مفاعیل مفاعیل فعولن/فعولان

1. جینے نہیں دیتے کبھی مرنے نہیں دیتے
   یہ لوگ کوئی کام بھی کرنے نہیں دیتے (احسان اللہ ثاقب)

2. میں نے اسے سوچا ہے ذرا اور طرح سے
جس نے مجھے دیکھا ہے ذرا اور طرح سے (صغرا صدف)

3. اب بھی ہے سوالات کا معیار سلامت
اب بھی ہیں ترے شہر میں خوددار سلامت (ممتاز راشد)

4. زرخیز زمینیں کبھی بنجر نہیں ہوتیں
دریا ہی بدل لیتے ہیں رستہ اسے کہنا (سرور مجاز)

5. یہ کیسے تحیّر کا کرشمہ ہے کہ عرفان
میں ریت کی دیوار میں دَر دیکھ رہا ہوں (عرفان احمد خان)

6. کس نے تری آنکھیں مرے چہرے پہ سجا دیں
کس نے مرے آنسو تری پلکوں پہ جڑے ہیں (خالد احمد)

7. کس کس کو بتائیں گے جدائی کا سبب ہم
تو مجھ سے خفا ہے تو زمانے کے لیے آ (احمد فراز)

8. بے نام دیاروں کا سفر کیسا لگا ہے
اب لوٹ کے آئے ہو تو گھر کیسا لگا ہے (شفیق سلیمی)

9. ہیں اور بھی دنیا میں سخن ور بہت اچھے
کہتے ہیں کہ غالب کا ہے اندازِ بیاں اور (غالب)

10. جس سمت بہاؤ ہے اسی سمت بہے گا
وہ سیلِ بلاخیز کہاں میری سنے گا (اکبر الہ آبادی)

11. اس غیرتِ ناہید کی ہر تان ہے دیپک
شعلہ سا لپک جائے ہے آواز تو دیکھو (مومن)

تقطیع اشعار

نمبر شمار	مفعول	مفاعیل	مفاعیل	فعولن
1.	جینے ن	ہیں دیتے ک	بھی مرنے ن	ہیں دیتے
	یہ لوگ	کوئی کام	بھی کرنے ن	ہیں دیتے

2.	میں نے ا	سے سوچا ہے	ذرا اور	طرح سے
	جس نے م	جھے دیکھا ہے	ذرا اور	طرح سے
3.	اب بھی ہے	سوالات	کا معیار	سلامت
	اب بھی ہیں	ترے شہر	میں خوددار	سلامت
4.	زرخیز ز	مینیں ک	بھی بنجر ن	ہیں ہوتیں
	دریا ہی	بدل لیتے	ہیں رستہ ا	سے کہنا
5.	یہ کیسے ت	حیّر کا	کرشمہ ہے	کہ عرفان
	میں ریت	کی دیوار	میں دَر دیکھ	رہا ہوں
6.	کس نے ت	ری آنکھیں م	رے چہرے پہ	سجا دیں
	کس نے م	رے آنسوت	ری پلکوں پہ	جڑے ہیں
7.	کس کس کو	بتائیں گے	جدائی کا	سبب ہم
	تو مجھ سے	خفا ہے تو	زمانے کے	لیے آ
8	بے نام	دیاروں کا	سفر کیسا	لگا ہے
	اب لوٹ	کے آئے ہو	تو گھر کیسا	لگا ہے
9.	ہیں اور	بھی دنیا میں	سخن ور ب	ہت اچھے (الف واصل)
	کہتے ہیں	کہ غالب کا	ہے اندازِ	بیاں اور
10.	جس سمت	بہاؤ ہے	اسی سمت	بہے گا
	وہ سیلِ	بلاخیز	کہاں میری	سنے گا
11.	اس غیر	تِ ناہید	کی ہر تان	ہے دیپک
	شعلہ سا	لپک جائے	ہے آواز	تو دیکھو

وزن: مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلن

1. نشہ پلا کے گرانا تو سب کو آتا ہے
مزا تو جب ہے کہ گرتوں کو تھام لے ساقی (اقبال)

2. مرے وجود سے کانٹے نکالنے والو

مرا وجود بکھرنے لگا تو کیا ہو گا (اسلم کولسری)

3. دکھائے مجھ کو جو تصویر میرے اندر کی
میں اپنے ساتھ ہمیشہ وہ آئنہ رکھوں (خالد یزدانی)

4. شجر نہ بیچ کوئی سائبان رہنے دے
گئے زمانے کا کچھ تو نشان رہنے دے (کرامت بخاری)

5. بساط کیا ہے سمندر میں ایک قطرے کی
میں کائنات کے حسن و جمال میں گم ہوں (احسان اللہ ثاقب)

6. رہا مرا ہی سفر اک مقام تک محدود
زمیں بھی گھوم رہی تھی ہوا بھی چلتی تھی (شہزاد احمد)

تقطیع اشعار

نمبر شمار	مفاعلن	فعِلاتن	مفاعلن	فعلن
1.	نشہ پلا	کے گرانا	تو سب کو آ	تا ہے
	مزا تو جب	ہے کہ گرتوں	کو تھام لے	ساقی
2.	مرے وجو	دسے کانٹے	نکالنے	والو
	مرا وجو	دبکھرنے	لگا تو	کا ہوگا
3.	دکھائے مجھ	کو جو تصوی	ر میرے ان	در کی
	میں اپنے سا	تھ ہمیشہ	وہ آئنہ	رکھوں
4.	شجر نہ بے	چ کوئی سا	ئبان رہ	نے دے
	گئے زما	نے کا کوئی	نشان رہ	نے دے
5.	بساط کا	ہے سمندر	میں ایک قط	رے کی
	میں کائنا	ت کے حسن و	جمال میں	گم ہوں
6.	رہا مرا	ہی سفر اک	مقام تک	محدود
	زمیں بھی گھو	م رہی تھی	ہوا بھی چل	تی تھی

وزن: مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن

1. آنکھوں میں تیرے خواب لیے پھر رہا ہوں میں
کتنے حسیں گلاب لیے پھر رہا ہوں میں (احسان اللہ ثاقب)

2. ترکِ تعلقات پہ رویا نہ تو نہ میں
لیکن یہ کیا کہ چین سے سویا نہ تو نہ میں (خالد احمد)

3. مانوس یوں ہوئے نہ کبھی زندگی سے ہم
کچھ اجنبی سے وہ رہے کچھ اجنبی سے ہم (شاعر علی شاعر)

4. صدیوں سے ساتھ ساتھ ہیں صدمات اور ہم
یعنی وہی وراثتِ سادات اور ہم (کرامت بخاری)

5. اچھا ہے دل کے پاس رہے پاسبانِ عقل
لیکن کبھی کبھی اسے تنہا بھی چھوڑ دے (اقبال)

6. اک یاد ہے کہ دامنِ دل چھوڑتی نہیں
اک بیل ہے کہ لپٹی ہوئی ہے شجر کے ساتھ (شکیب جلالی)

تقطیع اشعار

نمبر شمار	مفعول	فاعلات	مفاعیل	فاعلن
1.	آنکھوں میں	تیرے خواب	لیے پھرر	ہا ہوں میں
	کتنے ح	سین خواب	لیے پھرر	ہا ہوں میں
2.	ترکِ ت	عل لقات	پہ رویا نہ	تو نہ میں
	لیکن یہ	کا کہ چین	سے سویا نہ	تو نہ میں
3.	مانوس	یوں ہوئے نہ	کبھی زند	گی سے ہم
	کچھ اجن	بی سے وہ ر	ہے کچھ اجن	بی سے ہم
4.	صدیوں سے	ساتھ ساتھ	ہیں صدمات	اور ہم
	یعنی و	ہی وراث	تِ سادات	اور ہم

5. اچھا ہے دل کے پاس رہے پاس بانِ عقل
لیکن ک بھی کبھی ا سے تنہا بھی چھوڑ دے
6. اک یاد ہے کہ دام نِ دل چھوڑ تی نہیں
اک بیل ہے کہ لپٹی ہوئی ہے ش جر کے ساتھ

وزن: متفاعلن متفاعلن متفاعلن متفاعلن

1. ترا عکس ساز ہے آئنہ مرا عکس گر کوئی اور ہے
ترے سامنے ہے صنم کدہ مرا سنگِ در کوئی اور ہے (احسان اللہ ثاقب)
2. کبھی اے حقیقت منتظر نظر آ لباس مجاز میں
کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں مری جبینِ نیاز میں (اقبال)
3. میں خیال ہوں کسی اور کا مجھے سوچتا کوئی اور ہے
سرِ آئنہ مرا عکس ہے پسِ آئنہ کوئی اور ہے (سلیم کوثر)
4. شہ بیخودی نے عطا کیا مجھے اب لباس برہنگی
نہ خرد کی بخیہ گری رہی نہ جنوں کی جامہ دری رہی (سراج اورنگ آبادی)
5. نہ سلیقہ مجھ میں کلیم کا نہ قرینہ تجھ میں خلیل کا
میں ہلاکِ جادوئے سامری تو قتیل شیوۂ آذری (اقبال)
6. یہ خدا کی دین عجیب ہے کہ اسی کا نام نصیب ہے
جسے تو نے چاہا وہ مل گیا جسے میں نے چاہا ملا نہیں (وصی شاہ)

تقطیع اشعار

نمبر شمار	متفاعلن	متفاعلن	متفاعلن	متفاعلن
1.	ترا عکس سا	زِ ہے آئنہ	مرا عکس گر	کوئی اور ہے
	ترے سامنے	ہے صنم کدہ	مرا سنگِ در	کوئی اور ہے
2.	کبھی اے حقی	قتِ منتظر	نظر آ لبا	سِ مجاز میں
	کہ ہزاروں سج	دے تڑپ رہے	ہیں مری جبی	نِ نیاز میں

3. میں خیال ہوں کسی اور کا مجھے سوچتا کوئی اور ہے
سرِ آئنہ مرا عکس ہے پسِ آئنہ کوئی اور ہے
4. شہ بیخودی نے عطا کیا مجھے اب لبا س برہنگی
نہ خرد کی بخ یہ گری رہی نہ جنوں کی جا مہ دری رہی
5. نہ سلیقہ مجھ میں کلیم کا نہ قرینہ تجھ میں خلیل کا
میں ہلاکِ جا دوئے سامری تو قتیل شے وۂ آذری
6. یہ خدا کی دے ن عجیب ہے کہ اسی کا نا م نصیب ہے
جسے تو نے چا ہا وہ مل گیا جسے میں نے چا ہا ملا نہیں

وزن: فعولن فعولن فعولن فعولن

1. ثنا خوانِ تقدیس مشرق کو لاؤ
ثنا خوان تقدیس مشرق کہاں ہیں (ساحر لدھیانوی)
2. ازل سے ابد تک مری داستاں ہے
سنو گے کہاں سے سنائیں کہاں تک (احسان اللہ ثاقب)
3. مجھے مسکراتے ہوئے اس نے دیکھا
اسی دن سے زیرو زبر دھڑکنیں ہیں (آفتاب خان)
4. وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا
مرادیں غریبوں کی بَر لانے والا (حالی)
5. ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں
ابھی عشق کے امتحاں اور بھی ہیں (اقبال)

تقطیع اشعار

نمبر شمار	فعولن	فعولن	فعولن	فعولن
1.	ثنا خوا	نِ تقدی	س مشرق	کو لاؤ
	ثنا خوا	نِ تقدی	س مشرق	کہاں ہیں

2.	ازل سے	ابد تک	مری دا	ستاں ہے
	سنو گے	کہاں سے	سنائیں	کہاں تک
3.	مجھے مس	کراتے	ہوئے اس	نے دیکھا
	اسی دن	سے زیرو	زبر دھڑ	کنیں ہیں
4.	وہ نبیوں	میں رحمت	لقب پا	نے والا
	مرادیں	غریبوں	کی بَر لا	نے والا
5.	ستاروں	سے آگے	جہاں او	ربھی ہیں
	ابھی عش	ق کے ام	تحاں او	ربھی ہیں

وزن: فاعلن فاعلن فاعلن فاعلن

1. حادثے سے بڑا حادثہ یہ ہوا
   حادثہ دیکھ کر لوگ ٹھہرے نہیں (عنایت علی)
2. دیپ جس کا محلات ہی میں جلے
   چند لوگوں کی خوشیوں کو لے کر چلے (حبیب جالب)
3. جانے کتنے فسانے رقم ہو گئے
   ایک ہی داستاں سوچتے سوچتے (احسان اللہ ثاقب)

تقطیع اشعار

نمبر شمار	فاعلن	فاعلن	فاعلن	فاعلن
1.	حادثے	سے بڑا	حادثہ	یہ ہوا
	حادثہ	دیکھ کر	لوگ ٹھہ	رے نہیں
2.	دیپ جس	کا محل	لات ہی	میں جلے
	چندلو	گوں کی خوش	یوں کو لے	کر چلے
3.	جانے کت	نے فسا	نے رقم	ہو گئے
	ایک ہی	داستاں	سوچتے	سوچتے

باب نمبر 12

مستعمل اوزان کے منتخب اشعار

اردو شاعری کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ اس میں مستعمل اوزان کی تعداد چالیس سے زیادہ نہیں ہے جو کہ عروضِ اردو کے مطابق ممکنہ ہزاروں اوزان کے مقابلے میں بہت کم ہے۔ اس کی وجہ غالباً یہی ہے کہ شعرائے کرام اور سخن شناسو ں میں صرف وہی اوزان مقبول ہوئے ہیں جو سُننے میں مترنم ہیں اور پڑھنے میں روانی کے حامل ہیں۔ میں نے اس باب میں معروف بحور کے چند منتخب مقبول اور مستعمل اوزان کے اشعار درج کیے ہیں تا کہ شعری ذوق رکھنے والے سخن شناس، کلاسیکل اور جدید شعرائے کرام کے منتخب اشعار سے نہ صرف لطف اندوز ہو سکیں بلکہ یہ بھی جان سکیں کہ ان اشعار کا تعلق کن کن اوزان سے ہے۔ مجھے اُمید ہے کہ اشعار کی فنی اعتبار سے درجہ بندی شاعروں اور علم عروض کے محققین کے لیے بھی مفید ہو گی۔

بحرِ رمل:

فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

عشق نے غالب نکمّا کر دیا
ورنہ ہم بھی آدمی تھے کام کے (غالب)

تم نے بدلے ہم سے گِن گِن کے لیے
ہم نے کیا چاہا تھا اس دن کے لیے (مومن)

زندگی ہے یا کوئی طوفان ہے
ہم تو اس جینے کے ہاتھوں مر چلے (میر درد)

آگ کی پوجا کا دروازہ نہ کھول
سُرخ ملبوسات میں نکلا نہ کر (بیدل حیدری)

راہ میں اپنی کھڑی دیوار بھی ہے
اور جانا ہم نے اس کے پار بھی ہے (سعید آسی)

وقتِ رخصت دیدنی تھا میرا حال
ان کی آنکھوں میں بھی آنسو آ گئے (سعید پسروری)

اے مرے شب خیز کوئی بات کر
خواب کم آمیز کوئی بات کر (فیصل حنیف)

اب مری بیدار آنکھوں کے قریب
اک سمندر بہہ رہا ہے رات کا (بشیر رحمانی)

اک ترا رنگ جفا بدلا نہیں
ورنہ اس دنیا میں کیا بدلا نہیں (محمد ممتاز راشد)

2. فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

سب کہاں کچھ لالہ و گل میں نمایاں ہو گئیں
خاک میں کیا صورتیں ہونگی جو پنہاں ہو گئیں (غالب)

گو ذرا سی بات پر برسوں کے یارانے گئے
لیکن اتنا تو ہوا کچھ لوگ پہچانے گئے (خاطر غزنوی)

چپکے چپکے رات دن آنسو بہانا یاد ہے
ہم کو اب تک عاشقی کا وہ زمانہ یاد ہے (حسرت موہانی)

رنگ پیراہن کا خوشبو زلف لہرانے کا نام
موسمِ گل ہے تمہارے بام پر آنے کا نام (فیض)

دستکیں دیتے رہے سب آشنا نا آشنا
اور میں دیوار کی صورت کھڑا سنتا رہا (عارف جلیل)

تتلیاں آئیں گی کیا اب کانچ کے گلدان پر
پھول جتنے تھے وہ بالوں میں لگا کر لے گیا (شہزاد احمد)

اس کے دل میں چور تھا شاید چھپا بیٹھا کہیں
راہ چلتے اپنے سائے سے جو گھبراتا رہا (خالد یزدانی)

کچھ برے تھے کچھ بھلے تھے خار کچھ گلزار کچھ
ہر کوئی انسان تھا آخر فرشتہ کون تھا (خالد احمد)

میں اکیلا ہی چلا تھا جانبِ منزل مگر
لوگ ساتھ آتے گئے اور قافلہ بنتا گیا (مجروح سلطانپوری)

میری ساری زندگی کو بے ثمر اس نے کیا
عمر میری تھی مگر اس کو بسر اس نے کیا (منیر نیازی)

پوچھتے ہیں لوگ میرے گھر میں اکثر رات کو
کون محوِ گفتگو ہوتا ہے دیواروں کے ساتھ (سرور ارمان)

تیری یادوں سے اُلجھ کر کس طرح گزرے گا دن
صورتِ زلفِ پریشاں ہے کہاں سنورے گا دن (احسان اللہ ثاقب)

تم سمجھتے ہو بچھڑ جانے سے مٹ جاتا ہے عشق
تم کو اس دریا کی گہرائی کا اندازہ نہیں (خورشید رضوی)

میں کہ خوش ہوتا تھا دریا کی روانی دیکھ کر
کانپ اٹھا ہوں گلی کوچوں میں پانی دیکھ کر (شہزاد احمد)

ساری بستی میں فقط میرا ہی گھر ہے بے چراغ
تیرگی سے آپ کو میرا پتہ مل جائے گا (باقی احمد پوری)

آج کے محبوب بھی کتنے زمانہ ساز ہیں
دل تو دیتے ہیں مگر گھر کا پتہ نہیں دیتے (جان کاشمیری)

آ بھی جاؤ رات کا پچھلا پہر ہونے کو ہے
بجھ نہ جائیں یہ دیے دہلیز پر رکھے ہوئے (عرفان صادق)

کاش ایسا ہو کہ اب کے بے وفائی میں کروں
تو پھرے قریہ بہ قریہ کو بہ کو میرے لیے (خالد شریف)

کیا کہوں گزرا ہے راشد دل پہ کیسا سانحہ
دشمنی کرنے چلے تھے دوستی ہونے لگی (ممتاز راشد)

میں فلک پر ڈھونڈنے نکلا تھا اپنا آفتاب
میرے ہاتھوں میں مگر ٹوٹا ستارہ آ گیا (آفتاب خان)

وہ بھی شاید رو پڑے ویران کاغذ دیکھ کر
میں نے اس کو آخری خط میں لکھا کچھ بھی نہیں (ظہور نظر)

وقت خوش خوش کاٹنے کا مشورہ دیتے ہوئے
رو پڑا وہ آپ مجھ کو حوصلہ دیتے ہوئے (ریاض مجید)

دھوپ کی شدت میں ننگے پاؤں چلنے کے لیے
پھر ملا اذن مسافت ہم کو جلنے کے لیے (محمود الحسن گیلانی)

گاؤں کے بچوں کو آخر کیسے سمجھائے کوئی
بارشیں وہ لوگ مانگیں جن کا گھر پتھر کا ہو (ساحل ہاشمی)

کانچ کے گلدان میں رکھے تھے کاغذ کے گلاب
ایک بچہ کاغذی پھولوں کو پانی دے گیا (عزیز کامل)

ریت کے ساحل پہ کچے گھر بنانا توڑنا
تتلیوں کے پر ہتھیلی پر سجانا دیکھنا (شہناز مزمل)

کیا خبر سورج کو ہوتی ہے اذیت کس قدر
پھول کی پتی کو شبنم سے جدا ہوتے ہوئے (اقبال راہی)

وہ مرا ہمراز تو بنتا نہیں پھر کیوں اسے
غم کے سب رستوں پہ میرا ہم سفر بھیجا گیا (ڈاکٹر اجمل نیازی)

گھر کے طاقوں میں جلائے تھے اندھیروں کے چراغ
رفتہ رفتہ بن گئی میری سہیلی چاندنی (افضال عاجز)

3. فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن

کی مرے قتل کے بعد اس نے جفا سے توبہ
ہائے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا (غالب)

جو نظر آتا ہے ممکن ہے کہ موجود نہ ہو
یہ ترے ذہن کی تصویر بھی ہو سکتی ہے (شہزاد احمد)

جینے دے گا وہ مجھے اور نہ مرنے دے گا
اپنی مرضی سے کوئی کام نہ کرنے دے گا (سعد اللہ شاہ)

لب پہ آتی ہے دُعا بن کے تمنا میری
زندگی شمع کی صورت ہو خدایا میری (اقبال)

دل میں اب یوں ترے بھولے ہوئے غم آتے ہیں
جیسے بچھڑے ہوئے کعبے میں صنم آتے ہیں (فیض)

ہم تو موجود تھے راتوں میں اجالوں کی طرح
لوگ نکلے ہی نہیں ڈھونڈنے والوں کی طرح (سرور ارمان)

اب کے ہم بچھڑے تو شاید کبھی خوابوں میں ملیں
جس طرح سوکھے ہوئے پھول گلابوں میں ملیں (احمد فراز)

لاکھ بہروپ کئے جن کو ہنسانے کے لیے
آئے ہیں لوگ وہی مجھ کو رُلانے کے لیے (خالد یزدانی)

عشق شعلہ ہے جو جلتا رہے دل میں ثاقب
عشق دریا ہے جو اشکوں میں پرویا جائے (احسان اللہ ثاقب)

میرے ہاتھوں کی لکیروں سے ذرا یہ تو بتا
میرے حالات بھی ہو جائیں گے بہتر کب تک (خالد شریف)

کیسے کہہ دوں کہ مجھے چھوڑ دیا ہے اُس نے
بات تو سچ ہے مگر بات ہے رسوائی کی (پروین شاکر)

ہم مسافر کہاں منزل کی خبر مانگتے ہیں
ہم تو رستوں سے فقط اذنِ سحر مانگتے ہیں (عطاالحق قاسمی)

وقت کی حد سے گزرنا ہے کسی روز مجھے
مرحلہ ایک محال اس کے علاوہ بھی ہے (صباحت عاصم واسطی)

ایک مانوس سی خوشبو ہے فضا میں رقصاں
ہجر موسم میں کہیں پھول کھلے ہوں جیسے (شہناز مزمل)

تو نے دیکھا ہے کبھی ایک نظر شام کے بعد
کتنے چپ چاپ سے لگتے ہیں شجر شام کے بعد (فرحت عباس شاہ)

زندگی بھر کی کمائی یہ تعلق ہی تو ہے
کچھ بچے یا نہ بچے اس کو بچا رکھتے ہیں (نجیب احمد)

وقت پھر لوٹ کے آیا ہے مِری مٹھی میں
میرے دشمن مِری دہلیز پہ آ بیٹھے ہیں (واجد امیر)

بدگمانی سے نکل آئے گماں کی حد پر
بے یقینی کی فضا آج مٹا دی ہم نے (شہناز مزمل)

تیری تحریر نے تجھ جیسی ہی باتیں کی ہیں
تیری تصویر کو لفظوں میں عیاں دیکھا ہے (ممتاز راشد)

میری آنکھیں مِرے اشکوں کی طرح بہہ نکلیں
وہ تلاطم ہے کہ اب مجھ سے نہ روکا جائے (یوسف مثالی)

دشت و دریا کے یہ اس پار کہاں تک جاتی
گھر کی دیوار تھی دیوار کہاں تک جاتی (باقی احمد پوری)

رات اس خوف سے آنکھوں میں گزر جاتی ہے
کوئی اس شہر کے جگنو نہ چرا لے جائے (جاوید قاسم)

عید کے روز بھی ویراں یہ حویلی کیوں ہے
سات بیٹوں کی وہ ماں ہے تو اکیلی کیوں ہے (جواز جعفری)

اے جنوں آج یہ کیا بن گئی دیوانوں پر
ہاتھ رکھے ہوئے بیٹھے ہیں گریبانوں پر (ذوقی مظفر نگری)

ہم سے تنہائی کے مارے نہیں دیکھے جاتے
بن ترے چاند ستارے نہیں دیکھے جاتے (کفایت اعوان)

چھوڑ کر سارا زمانہ تجھے اپنایا ہے
بات کرنا نہ کبھی دل کو دکھانے والی (حسن بانو)

شرط اتنی ہے کہ بارش کی طرح آنا تم
دیکھنا کیسے میں شاخوں سے نکل آؤں گا (حسن عباسی)

میں نے کانوں سے سنی ہیں یہ ہوا کی باتیں
آج کی رات چراغوں پہ بہت بھاری ہے (صادق جمیل)

بس ہواؤں نے ذرا پیار سے دیکھا تھا انہیں
کس طرح ہونے لگے رقص پہ آمادہ چراغ (ریاض رومانی)

ہم چراغوں کی طرح جلتے رہے ہیں ثاقب
آزمائیں گی ہمیں اور ہوائیں کب تک (احسان اللہ ثاقب)

چشم گریہ ہی ڈبو دے نہ کسی روز مجھے
دل بیمار یہ آزار کہاں تک دیکھوں (اشرف جاوید)

مشغلہ اپنے لہو سے کیا گل بانی کا
ہم سے احسان اٹھایا نہ گیا پانی کا (اعجاز کنور راجہ)

دم بدم گھٹتی ہوئی مہلت فانی کی قسم
تشنگی بڑھتی چلی جاتی ہے پانی کی قسم (امجد اسلام امجد)

بھول بیٹھا تھا مگر یاد بھی خود میں نے کیا
وہ محبت جسے برباد بھی خود میں نے کیا (ظفر اقبال)

کو بہ کو پھیل گئی بات شناسائی کی
اس نے خوشبو کی طرح میری پذیرائی کی (پروین شاکر)

تھم کے رہ جائے گی اک روز لہو کی گردش
ختم ہو جائے گا اندر کا سفر آخر کار (سعود عثمانی)

پھول خوشبو کے نشے میں ہی بکھر جاتے ہیں
لوگ پہچان بناتے ہوئے مر جاتے ہیں (سعد اللہ شاہ)

یوں کوئی چھوڑ دیا کرتا ہے اپنا کر کے
تو نے تو مار دیا ہے مجھے تنہا کر کے (اختر شمار)

مجھ سے ہر بار یہ منظر نہیں دیکھا جاتا
خشک آنکھوں سے سمندر نہیں دیکھا جاتا (عرفان صادق)

میں ہی مجرم سہی دنیا کا مگر اے آسی
یہ زمانہ بھی ذرا اپنے ستم یاد کرے (سعید آسی)

کشفِ گریہ میں کہیں ایسا اثر بھی آئے
میں اسے چھو بھی سکوں مجھ کو نظر بھی آئے (محمود الحسن گیلانی)

آنکھ کہتی ہے برسنے کو ہے غم کا بادل
بھیگنے والی ہر اِک چیز کو اندر رکھو (بابر بلوچ)

اپنی مرضی سے یہاں کون جیا کرتا ہے
ایک پتا ہوں ہوا چاہے جہاں لے جائے (منصور فائز)

میرے مولا ہے ترے فضل و کرم کا پرتو
اپنی مخلوق میں انسان بنایا ہم کو (سلامت علی مغل)

تو نے جو آگ مرے دل میں فروزاں کی ہے
صورت شمع اسی آگ میں جل جاؤں گی (شہناز مزمل)

موجۂ گل میں بھی شامل ہے لہو کی خوشبو
اپنے آنگن میں کوئی قتل ہوا ہے دیکھو (سعد اللہ شاہ)

دیکھ لے کیسے سنبھالی ہے نشانی تیری
زخم جیسا دیا تو نے اسے ویسا رکھا (احسان اللہ ثاقب)

آج دل میں تری یادوں کے دیے جلتے ہیں
کل یہی راستہ سنسان بھی ہو سکتا ہے (وصی شاہ)

موم ۔ میں ڈھل جاؤ گے معلوم نہ تھا
اس قدر جلد بدل جاؤ معلوم نہ تھا (حکیم سلیم اختر)

دیکھ کر وہ مجھے حیران بھی ہو سکتا ہے
اب کے اس بات کا امکان بھی ہو سکتا ہے (اقبال راہی)

روح صندل ہوئی اقرار کی سرگوشی سے
تم مرے دل میں اُتر آئے ہو خاموشی سے (عرفان احمد خان)

یہ بھی کیا کم ہے کہ میں جان بچا لایا ہوں
آشیاں جلتا ہوا چھوڑ دیا ہے میں نے (کامران ندیم)

اپنی تخلیق سے خوفزدہ رہتا ہے
کتنا کمزور مرے دور کا انساں نکلا (عبدالحکیم ولا)

آگ بستی کے مکانوں کو لگاتے کیوں ہو
گھر جلے اپنا تو پھر شور مچاتے کیوں ہو (صغیر احمد جعفری)

زندگی اور طرح اب کے گزاری جائے
عشق کی جیت کے بازی کوئی ہاری جائے (سعید الظفر صدیقی)

میں نے روٹھے ہوئے یاروں سے تعلق رکھا
میں نے اُجڑے ہوئے باغوں کی نگہبانی کی (شہزاد نیّر)

4۔ فعلات فاعلاتن فعلات فاعلاتن

یہ نہ تھی ہماری قسمت کہ وصالِ یار ہوتا
اگر اور جیتے رہتے یہی انتظار ہوتا (غالب)

یہ اُڑی اُڑی سی رنگت یہ کھلے کھلے سے گیسو
تری صبح کہہ رہی ہے تری رات کا فسانہ (احسان دانش)

انہی راستوں نے جن پر کبھی تم تھے ساتھ میرے
مجھے روک روک کر پوچھا ترا ہم سفر کہاں ہے (بشیر بدر)

مرے سامنے ہے جنگل مِرے پیچھے ایک دریا
مجھے عشق پوچھتا ہے ترا انتخاب کیا ہے (اعجاز فیروز اعجاز)

کبھی تھم سکا نہ ثاقب شب و روز کا یہ دریا
رہا سیل جاں سفر میں کبھی کم کبھی زیادہ (احسان اللہ ثاقب)

بحرِ ہزج

مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

نکلنا خلد سے آدم کا سنتے آئے ہیں لیکن
بڑے بے آبرو ہو کر ترے کوچے سے ہم نکلے (غالب)

ترے آزاد بندوں کی نہ یہ دنیا نہ وہ دنیا
یہاں مرنے کی پابندی وہاں جینے کی پابندی (اقبال)

محبت ترک کی میں نے گریباں سی لیا میں نے
زمانے اب تو خوش ہو زہر یہ بھی پی لیا میں نے (ساحر لدھیانوی)

جہاں تک ہو سکے تعمیر کو پیش نظر رکھنا
کسی کے حق میں اختر بد دُعا اچھی نہیں لگتی (حکیم سلیم اختر)

نمی دانم چہ منزل بود شب جای کہ من بودم
بہر سو رقصِ بسمل بود شب جای کہ من بودم (امیر خسرو)

کہیں چشم کرم دست طلب مجھ کو نہ بکھرا دیں
میں نقش پا ہوں رستے سے اٹھا آہستہ آہستہ (اشرف جاوید)

نکل آیا ہے سورج اور مری آنکھیں نہیں کھلتیں
میں ڈرتا ہوں نہ جانے آج کا اخبار کیا ہو گا (شہزاد احمد)

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا (اقبال)

رُخِ روشن کے آگے شمع رکھ کر وہ یہ کہتے ہیں
اُدھر جاتا ہے دیکھیں یا اِدھر آتا ہے پروانہ (داغ)

نئی شاخیں نئے پتے نئی برکھا نئے بادل
پہنتے ہیں نئی خوشبو نئے کپڑے نئے موسم (احسان اللہ ثاقب)

کسی معصوم کے سر پر نہ ہو جب سائباں کوئی
کھلونے ٹوٹ جاتے ہیں غبارے روٹھ جاتے ہیں (اعجاز فیروز اعجاز)

محبت سے تہی دامن بشر اچھا نہیں لگتا
مجھے سوکھا ہوا کوئی شجر اچھا نہیں لگتا (طاہر نظامی)

2. مفاعیلن مفاعیلن فعولن

خدائی اہتمام خشک و تر ہے
خداوند خدائی درِ سر ہے (اقبال)

وہ آئے ہیں پشیماں لاش پر اب
تجھے اے زندگی لاؤں کہاں سے (مومن)

بھلا بیٹھے ہیں اپنے آپ کو بھی
کچھ ایسے کام میں اُلجھے ہوئے ہیں (عطاالحق قاسمی)

تڑپتی دیکھتا ہوں جب کوئی شے
اٹھا لیتا ہوں اپنا دِل سمجھ کر (تسلیم)

کبھی پیاسے سمندر میں رہے ہیں
کبھی قطرے کو دریا کر لیا ہے (شہناز مزمل)

کھلا مجھ پر در امکان رکھنا
مرے مولا مجھے حیران رکھنا (خالد احمد)

دریچہ بے صدا کوئی نہیں ہے
اگرچہ دیکھتا کوئی نہیں ہے (صابر ظفر)

کہانی رُک گئی ہے چلتے چلتے
کئی کردار چوری ہو گئے ہیں (احسان اللہ ثاقب)

محبت میں کہاں کچھ سوجھتا ہے
بچا لوں دل تو پھر گھر ٹوٹتا ہے (صوفیہ بیدار)

چھتیں گھر کی معلق ہیں ہوا میں
در و دیوار چوری ہو گئے ہیں (احسان اللہ ثاقب)

وہ مرنے سے بہت ڈرنے لگا ہے
اسے اتنی محبت دے رہا ہوں (حسن عباسی)

دُر ابلق کسے کم دیدہ موجود
مگر اشکِ بتانِ سرمہ آلود (زیب النساء مخفی)

ضرورت کی بہت چیزیں ہیں گھر میں
میں ان کے ساتھ میں رکھی ہوئی ہوں (صوفیہ بیدار)

سمندر ہوں یہ سب سیلاب میرے
مرے چاروں طرف گرداب میرے (کرامت بخاری)

کہاں تک سر کو اپنے خم کرو گے
کہاں تک اپنی قیمت کم کرو گے (سید الظفر صدیقی)

تجھے پہچان کر ہم کیا کریں گے
حقیقت جان کر ہم کیا کریں گے (احسان اللہ ثاقب)

اسے کہنا پلٹ آئے کہ اب تو
جدائی درد بنتی جا رہی ہے (فرحت عباس شاہ)

مرے کاسے میں ہیں پانی کے سکے
سخی تو نے یہ کیا خیرات دی ہے (صادق جمیل)

کسی کی آنکھ جو پرنم نہیں ہے
نہ سمجھو یہ کہ اس کو غم نہیں ہے (امجد اسلام امجد)

کہیں جان جہاں ایسا نہیں ہے
یہ بندھن ٹوٹنے والا نہیں ہے (خالد شریف)

کہاں ٹھہری ہے خواہش کوئی دل میں
مرے دل سے نکل جائے گا تو بھی (یعقوب پرواز)

فصیل جسم شاید گروہی ہے
یہ دل پہلو میں اب رکنے لگا ہے (شہناز مزمل)

ادا کرنی تھی اک سائے کی قیمت
میں برسوں دھوپ میں جلتا رہا ہوں (شاعر صدیقی)

تمہارے ذہن میں ہی جاگزیں ہوں
جہاں رکھا تھا تم نے میں وہیں ہوں (آصف نظیر)

تمہارا نام کیا لکھا ورق پر
قلم کو چومنے آئے ستارے (اشرف جاوید)

کہیں پر رک گیا ہے قافلہ کیا
یہ منظر دیرپا ہونے لگا ہے (اعجاز کنور راجہ)

جسے ہم قید کرنا چاہتے ہیں
وہی اک لمحہ لمحوں میں نہیں ہے (باقی احمد پوری)

کہاں میری نظر ٹھہری ہوئی ہے
کہ ہے سب کی نظر میری نظر میں (بشیر رزمی)

اسے خود نیند سے فرصت نہیں ہے
مجھے بیدار کرنا چاہتا ہے (حکیم سلیم اختر)

بلندی کا تصوّر مٹ نہ جائے
کسی کم ظرف کو اونچا نہ کرنا (محمد ممتاز راشد)

بہت بھاری ہے میت زندگی کی
زمیں کاندھا بدلنا چاہتی ہے (حسین مجروح)

مسلسل مفلسی میں پلتے پلتے
مرے بچوں کو جینا آگیا ہے (خلش بجنوری)

ستارے ٹوٹ کر گرتے رہے ہیں
مگر اب آسماں گرنے لگا ہے (جی ایم لالی)

مبارک ان کا آنا ہو گیا ہے
مریض عشق اچھا ہو گیا ہے (سید ضمیر جعفری)

کوئی سنتا نہیں باتیں کسی کی
یہ اب کیسے زمانے آگئے ہیں (احسان اللہ ثاقب)

صدائے وقت کے سب منتظر ہیں
نجانے کس کے حق میں فیصلہ ہو (آصف شفیع)

میں اس کی خامشی کو سن رہی تھی
وہ اظہارِ محبت کر رہا تھا (رخشندہ نوید)

کسی دیوار پہ لکھا ہوا تھا
کہ اس دیوار پر لکھا نہ جائے (رضا عباس رضا)

کسی انسان کو لا کہیں سے
کہ سارا شہر جنگل ہو رہا ہے (مقصود عامر)

مری مرضی کہاں پوچھی گئی تھی
مجھے بس حکم فرمایا گیا تھا (احمد سبحانی آکاش)

وہی یہ شہر ہے تو شہر والو!
کہاں ہیں کوچہ و بازار میرے (محشر بدایونی)

سنے جائیں گے جب تک دم میں دم ہے
کہو تم میں جہاں تک حوصلہ ہے (سعید مقصود)

شب غم بھی سحر بھی ہے قیامت
نظارے بھی نظر بھی ہے قیامت (نوید مرزا)

دکھائی کیوں نہیں دیتا میں خود کو
مجھے آخر کہاں رکھا ہوا ہے (منیر سیفی)

نہ میں اس کا نہ وہ میرا ہوا ہے
چلو جو بھی ہوا اچھا ہوا ہے (حسن عباسی)

نہیں سمجھے گا تو باتیں ہماری
تری خواہش ابھی آغاز میں ہے (ارشد شاہین)

مجھے اچھی لگیں ہیں خشک جھیلیں
کہ ڈر لگتا ہے چشمِ تر سے مجھ کو (منصور فائز)

مجھے اک سنگ دل کی آرزو ہے
میں پتھر کا زمانہ چاہتا ہوں (اطہر عظیم)

ترے بھی نقش دھندلے پڑ گئے ہیں
مجھے بھی وقت نے دھوکا دیا ہے (بابر بلوچ)

تری قربت میں جو بیتے ہیں لمحے
مری ہستی کا حاصل ہو گئے ہیں (محمد طفیل اعظمی)

جسے میں دیکھ کو خوش ہو رہا تھا
وہ بادل شام تک برسا نہیں ہے (مرزا انور بیگ)

محبت کے سمندر میں نہ اترو
یہاں پانی ابھی گہرا بہت ہے (حکیم سلیم اختر)

نئے لہجے میں کیسے بات ہو گی
سبھی الفاظ پتھرائے ہوئے ہیں (نوید مرزا)

پڑے ہو کس بلائے جاں میں عاجز
ملے گا کیا تمہیں اس شاعری سے (افضال عاجز)

فاعلن مفاعیلن فاعلن مفاعیلن

انتظار رہتا ہے جن کا وہ نہیں آتے
راستے سجانے میں عمر بیت جاتی ہے (احسان اللہ ثاقب)

ذکر اس پری وش کا اور پھر بیاں اپنا
بن گیا رقیب آخر جو تھا رازداں اپنا (غالب)

اک چراغ جلتا ہے اک چراغ بجھتا ہے
لمحہ لمحہ اب ایسے رات کٹتی جاتی ہے (احسان اللہ ثاقب)

یہ زمین تو شہزاد تیرگی کا دریا ہے
کچھ پتہ نہیں چلتا اِک چراغ کا اس میں (شہزاد احمد)

اپنی رہنمائی میں کی ہے زندگی میں نے
ساتھ کون تھا پہلے ہو گئے جو تنہا ہم (حبیب جالب)

اب اُداس پھرتے ہو سردیوں کی شاموں میں
اس طرح تو ہوتا ہے اس طرح کے کاموں میں (شعیب بن عزیز)

اب جہاں کہے گا دل زندگی گزاریں گے
یہ زمین اپنی ہے آسمان اپنا ہے (احسان اللہ ثاقب)

حادثوں نے ہر صورت اپنی زد میں رکھنا ہے
ہم نے چل کے دیکھا ہے راستے سے ہٹ کر بھی (سرور ارمان)

مفعول مفاعیلن مفعول مفاعیلن

فارغ تو نہ بیٹھے گا محشر میں جنوں میرا
یا اپنا گریباں چاک یا دامنِ یزداں چاک (اقبال)

تیرے بھی صنم خانے میرے بھی صنم خانے
دونوں کے صنم خاکی دونوں کے صنم فانی (اقبال)

غیروں سے کہا تو نے غیروں سے سنا تو نے
کچھ ہم سے کہا ہوتا کچھ ہم سے سنا ہوتا (چراغ حسرت)

دیکھے ہیں بہت ہم نے ہنگامے محبت کے
آغاز بھی رسوائی انجام بھی رسوائی (صوفی تبسم)

ہم سے نہ کوئی اُلجھے ہم لوگ ہیں دیوانے
آندھی سے ہمیں ضد ہے اک دیپ جلانا ہے (سعد اللہ شاہ)

دو حرف تسلی کے جس نے بھی کہے اس کو
افسانہ سنا ڈالا تصویر دکھا ڈالی (خورشید رضوی)

یہ برف سی راتیں ہیں شعروں کے لیے موزوں
کرنا ہے مکمل اب دیوان دسمبر میں (احسان اللہ ثاقب)

مفعول مفاعیل مفاعیل فعولن

جینے نہیں دیتے کبھی مرنے نہیں دیتے
یہ لوگ کوئی کام بھی کرنے نہیں دیتے (احسان اللہ ثاقب)

ہیں اور بھی دنیا میں سخن ور بہت اچھے
کہتے ہیں کہ غالب کا ہے اندازِ بیاں اور (غالب)

کس کس کو بتائیں گے جدائی کا سبب ہم
تو مجھ سے خفا ہے تو زمانے کے لیے آ (احمد فراز)

اب سوچ رہے ہیں کہ یہ ممکن ہی نہیں ہے
پھر ان سے نہ ملنے کی قسم کھا تو گئے ہم (حبیب جالب)

اس غیرتِ ناہید کی ہر تان ہے دیپک
شعلہ سا لپک جائے ہے آواز تو دیکھو (مومن)

کیفیت چشم اسکی مجھے یاد ہے سودا
ساغر کو مرے ہاتھ سے لینا کہ چلا میں (سودا)

بے نام دیاروں کا سفر کیسا لگا ہے
اب لوٹ کے آئے ہو تو گھر کیسا لگا ہے (شفیق سلیمی)

جس سمت بہاؤ ہے اسی سمت بہے گا
وہ سیل بلا خیز کہاں میری سنے گا (سعید مقصود)

برپا نہیں محشر نہ قیامت کی گھڑی ہے
پھر بھی میں جسے دیکھوں اسے اپنی پڑی ہے (شاعر علی شاعر)

ہم لوگ بھی کیا لوگ ہیں صحرا میں ٹھہر کے
بادل سے یہ کہتے ہیں سمندر کی طرف جائے (حسین مجروح)

ہیں نے اسے سوچا ہے ذرا اور طرح سے
ہیں نے مجھے دیکھا ہے ذرا اور طرح سے (صغرا صدف)

کس نے تری آنکھیں مرے چہرے پہ سجا دیں
کس نے مرے آنسو تری پلکوں پہ جڑے ہیں (خالد احمد)

اب بھی ہے سوالات کا معیار سلامت
اب بھی ہیں ترے شہر میں خوددار سلامت (ممتاز راشد)

زرخیز زمینیں کبھی بنجر نہیں ہوتیں
دریا ہی بدل لیتے ہیں رستہ اسے کہنا (سرور مجاز)

پہلو میں بلایا تو وہ ہنستے ہوئے بولے
گو بات ذرا سی ہے ذرا سی ہے زیادہ (باقی احمد پوری)

پابندِ وفا ہے تو مرے سامنے آئے
اب بھی وہ مرا ہے تو مرے سامنے آئے (عبدالحکیم وفا)

یہ کیسے تحیر کا کرشمہ ہے کہ عرفان
میں ریت کی دیوار میں در دیکھ رہا ہوں (عرفان احمد خان)

بحرِ خفیف

1۔ فاعلاتن مفاعلن فعلن

دیکھ تو دِل کہ جاں سے اٹھتا ہے
یہ دھواں سا کہاں سے اٹھتا ہے (میر تقی میر)

موت کا ایک دِن معین ہے
نیند کیوں رات بھر نہیں آتی (غالب)

ذکر جب چھڑ گیا قیامت کا
بات پہنچی تری جوانی تک (فانی)

کر رہا تھا غم جہاں کا حساب
آج تم یاد بے حساب آئے (یاس یگانہ)

کیسے کیسے خدا بنا ڈالے
کھیل بندے کا ہے خدا کیا ہے (یاس یگانہ)

جھوٹ بولا تو عمر بھر بولا
تم نے اس میں بھی ضابطہ رکھا (سعد اللہ شاہ)

تم کو آتا ہے پیار پر غصہ
ہم کو غصے پہ پیار آتا ہے (امیر مینائی)

بات کہنے لگیں تو ختم نہ ہو
بات کہنے کو مختصر سی ہے (حفیظ ہوشیار پوری)

اشک برسے تو کچھ قرار آیا
کھل کے روئے تو کچھ قرار آیا (ممتاز راشد)

برف پگھلی نہیں پہاڑوں پر
پھر یہ دریا کہاں سے آیا ہے (احسان اللہ ثاقب)

میرے آنگن میں جو گئی ہو گی
چاندنی کانپ تو گئی ہو گی (اسلم کولسری)

اک نظر ڈال کر زمانے پر
خاک پھر آ گئی ٹھکانے پر (واجد امیر)

کتنے محفوظ تھے گلی کوچے
جب فصیلوں پہ چوب دار نہ تھے (نجیب احمد)

ہم زمانے کو لے کے کیا کرتے
اس کے قدموں کی دھول جیسا تھا (صوفیہ بیدار)

جانے والے کو روکنے والو
جانے والے رُکا نہیں کرتے (نصرت بخاری)

اک جہاں کہکشاں سے آگے ہے
میری منزل وہاں سے آگے ہے (محمد ممتاز راشد)

چاند چہرہ لیے میرے گھر میں
آ بھی جاؤ کہ روشنی آئے (ولی محمد عظمی)

ہو گئے اتنے بے یقیں ہم لوگ
خواب تک دیکھتے نہیں ہم لوگ (واجد امیر)

میں نے کاغذ بہت سنبھالے تھے
اب بکھرنے لگا ہے شیرازہ (آصف ثاقب)

میں ستارے تلاش کرتا تھا
آ گیا آفتاب مٹھی میں (آفتاب خان)

تیرے جانے سے کچھ نہ بدلے گا
روز نکلیں گے چاند اور سورج (احسان اللہ ثاقب)

ساتھ ماں کی دعائیں لے جاؤ
راہ میں حادثہ بھی ممکن ہے (اعجاز فیروز اعجاز)

تیری یادوں کو اوڑھ لیتا ہوں
اب دسمبر کی سرد راتوں میں (افضال عاطر)

چار سُو سو رہا ہے سناٹا
میری آنکھوں میں جاگتا ہے چراغ (بشیر رزمی)

اپنے وعدوں کو توڑنے والا
رسمِ دنیا بھی کیا نبھائے گا (جی ایم لالی)

آسماں ہوں میں اور لوگوں کا
تیری قدموں کی دھول جیسی ہوں (حسن بانو)

دیکھنا ہم ہیں شام کا سورج
اب سمندر میں گرنے والے ہیں (خلش بجنوری)

میری جھولی میں اب بھی سب کچھ ہے
اپنی ہر چیز کو لٹا کر بھی (محمود الحسن گیلانی)

میں تو حالات کا شکار رہا
تو نے کیوں رابطہ نہیں رکھا (سعید پسروری)

چاند بھی تو سراب جیسا ہے
کس کا پیچھا کرو گے راتوں کو (سعد اللہ شاہ)

چند لمحوں کی مختصر قربت
اور یادیں شمار سے باہر (رخشندہ نوید)

سانپ لپٹے ہوئے ہیں شاخوں سے
کیسے چڑیا کا گھر مکمل ہو (مقصود عامر)

کتنا آساں ہے سر کٹا دینا
کتنا دشوار سر جھکانا ہے (ریاض رومانی)

آنکھ کیوں کھولتے نہیں آکاش
اب نشے میں نہیں خمار میں ہو (احمد سبحانی آکاش)

صبح آتا ہے شام آتا ہے
لب پہ اُن کا ہی نام آتا ہے (سعید مقصود)

اوڑھ کر خود کو سو گیا کوئی
خواب گاہوں میں کھو گیا کوئی (نوید مرزا)

سوچ کا بھی سفر نہیں رکتا
آنکھ سے بھی نمی نہیں جاتی (کرامت بخاری)

دل کی بستی اُجاڑ سی کیوں ہے
زندگانی پہاڑ سی کیوں ہے (شفیق سلیمی)

ہر کوئی اس کے ساتھ لگتا ہے
کوئی میری صفائی دیتا نہیں (سعید آسی)

کمرے جیسی اداسی باہر تھی
جب بھی کھڑکی سے جھانک کر دیکھا (حسن عباسی)

منتظر ہم تھے اپنی باری کے
اور کھڑے تھے قطار سے باہر (منیر سیفی)

تو نے مرنے کا حوصلہ دے کر
میرے جینے کی ابتدا کر دی (عزیز کامل)

میں ہوں جگنو اے کم نظر لوگو
دیکھتے کیوں ہو روشنی میں مجھے (شاعر علی شاعر)

چیختی تھی ہوا درختوں پر
شاید آسیب تھا درختوں پر (بشیر رحمانی)

جنگ صوفی تمہارے اندر تھی
اور لڑتے رہے لڑائی کہاں (نیاز اے صوفی)

اپنی آنکھوں میں دیکھتے ہیں فلک
پھر بھی کہتے ہیں آسمان نہیں (اشفاق فلک)

دل کی دھڑکن سے کب جدا ہو تم
میری چاہت کی انتہا ہو تم (محمد سلطان کلیم)

داغ سینے کے اپنے کیسے ہیں
پھول گلزار میں مہکتے ہیں (نعیم خاں زاہد)

اس کو آباد کر دیا ہم نے
اپنی برباد زندگی کر لی (ایوب زخمی)

چھپ کے آئینہ دیکھنے والے
خود پہ حیران بھی تو ہوتے ہیں (عطاالحق فاروقی انجم)

جس کی اس کو سمجھ نہیں آتی
ہاں اسی بات کا تو رونا ہے (سعید آسی)

تجھ سے دنیا نے کردیا غافل
دل کو اب تیری جستجو نہ رہی (کفایت حسین اعوان)

ہم کہاں ہیں شمار کے اندر
لگ گئے ہیں قطار کے اندر (سعید اقبال سعدی)

تیرے ماتھے کا بل نہ ہو جاؤں
میں سمندر سے تھل نہ ہو جاؤں (عارفہ صبح خان)

لاج رکھ لی مرے خدا نے مری
غم دیا اور حسبِ حال دیا (ارشد شاہین)

ہم جو اِک دوسرے کے خواب میں تھے
جاگ اٹھے تو اک عذاب میں تھے (ڈاکٹر اخلاق گیلانی)

بحر مجتث

مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلن

بلا کا شور ہے خالی مکاں کے اندر بھی
کوئی تو رہتا ہے اس آسماں کے اندر بھی (شہزاد احمد)

نشہ پلا کے گرانا تو سب کو آتا ہے
مزا تو جب ہے کہ گرتوں کو تھام لے ساقی (اقبال)

کریگا خاک پریشاں کوئی عذاب مجھے
دکھائی دیتے ہیں اب زخم بھی گلاب مجھے (عارف جلیل)

کوئی تو روئے لپٹ کر جوان لاشوں سے
اسی لیے وہ بیٹوں کو مائیں دیتا ہے (خالد احمد)

تمام رنگ اڑے جا رہے تھے اس کی طرف
عجب طرح کی کشش آفتاب شام میں تھی (امجد اسلام امجد)

مرے وجود سے کانٹے نکالنے والو!
مِرا وجود بکھرنے لگا تو کیا ہو گیا (اسلم کولسری)

گزر چکا ہے جو لمحہ وہ ارتقا میں ہے
مِری بقا کا سبب تو مِری فنا میں ہے (صباحت عاصم واسطی)

تمام عمر اڑانوں میں کاٹ دی ہم نے
تمام رنگ پروں کا پروں سے جاتا رہا (شفیق سلیمی)

ابھی تو رات کا پہلا پہر نہیں گزرا
ابھی سے صبح کا کیوں انتظار ہے تم کو (ابرار حامد)

ترے وجود کا اقرار میں کروں نہ کروں
ترے وجود سے انکار ہو نہیں سکتا (احمد سبحانی آکاش)

شجر گرا تھا کہ انساں پھلوں پہ ٹوٹ پڑے
کسے یہ ہوش کہ اس پر تھے گھونسلے کتنے (اعجاز کنور راجہ)

اگر خوشی کی کرن تک نہیں میسر تو
ہمارے غم کو بڑھاؤ کہ شب نہیں کٹتی (جاوید شیدا)

سمندروں کے مسافر تھے در بدر رہتے
تمہاری آنکھ نہ ہوتی تو ہم کدھر رہتے (حسن عباسی)

جمال کھیل نہیں ہے کوئی غزل کہنا
کہ ایک بات چھپانی ہے اک بتانی ہے (جمال احسانی)

یہ ایک کام ہے کرنے کا کر کے دیکھتے ہیں
وہ آنکھ جھیل ہے اس میں اتر کے دیکھتے ہیں (سعید پسروری)

ذرا سی دیر دسمبر کی دھوپ میں بیٹھیں
یہ فرصتیں ہمیں شاید نہ اگلے سال ملیں (خالد شریف)

زمیں کی پیاس بجھی ہے نہ تشنگی دل کی
یہ اب کے سال عجب بادلوں کا موسم ہے (ممتاز راشد)

کتاب زیست کا میں انتساب لکھتا ہوں
تمہارے نام یہ اپنی کتاب لکھتا ہوں (شاعر صدیقی)

غضب کیا ترے وعدے پہ اعتبار کیا
تمام رات قیامت کا انتظار کیا (داغ)

بکھیر دے جو مِری خاک کو ہر اک جانب
ہوائے روح اک ایسا سرور ڈھونڈتی ہے (سعد اللہ شاہ)

رہا مِرا ہی سفر اک مقام تک محدود
زمیں بھی گھوم رہی تھی ہوا بھی چلتی تھی (شہزاد احمد)

کڑکتی دھوپ تمازت سے جل اٹھا ہے بدن
ہمیں تو زعم بہت سر کے سائبان پہ تھا (عرفان احمد خان)

بساط کیا ہے سمندر میں ایک قطرے کی
میں کائنات کے حسن و جمال میں گم ہوں (احسان اللہ ثاقب)

دکھائے مجھ کو جو تصویر میرے اندر کی
میں اپنے ساتھ ہمیشہ وہ آئنہ رکھوں (خالد یزدانی)

ہمیں عزیز ہیں جیسے بھی ہیں حریف اپنے
وہ حوصلے تو ہمارے بحال رکھتے ہیں (ممتاز راشد)

یہاں کسی کو بھی کچھ حسبِ آرزو نہ ملا
کسی کو ہم نہ ملے اور ہم کو تو نہ ملا (ظفر اقبال)

یہ دور وہ ہے کہ بیٹھے رہو چراغ تلے
سبھی کو بزم میں دیکھو مگر دکھائی نہ دو (خورشید رضوی)

ہمارے خون کے چھینٹے تھے جن کے دامن پر
وہ لوگ تیری نگاہوں میں معتبر نکلے (سرور ارمان)

طویل اتنا ہوا انتظار کا موسم
کہ یاد ہی نہ رہا انتظار کس کا تھا (نیاز اے صوفی)

ادھورا نقش مٹانا بہت ضروری تھا
فریب کھا کے بھلانا بہت ضروری تھا (شہناز مزمل)

چلوں تو پیچھے سے جیسے کوئی بلائے مجھے
جو مڑ کے دیکھوں تو کچھ بھی نظر نہ آئے مجھے (طاہر نظامی)

کبھی کبھی تو وہ اتنا خیال رکھتا ہے
ذرا ذرا سی تمنا سنبھال رکھتا ہے (فرحت عباس شاہ)

مِرا سفر بھی عجب مرحلے سے گزرا ہے
میں آفتاب ہوا بعد میں ستارہ ہوا (صادق جمیل)

زمیں کو میں نے کبھی آسماں نہیں لکھا
اسی لیے تو مِرا اعتبار قائم ہے (مقصود عامر)

بنا کے دیکھ رہا ہوں کہ کیسے بنتے ہیں
کبھی زمین کبھی آسمان کاغذ پر (ریاض رومانی)

ترے بغیر بھلا کس طرح جیا کرتے
نہ کرتے تم سے محبت تو اور کیا کرتے (صوفیہ بیدار)

تمام رات مِری ماں کے ساتھ ساتھ کنور
کھلے کواڑ مِرا انتظار کرتے رہے (اعجاز کنور راجہ)

مجھے خبر ہے محبت نہیں تجھے مجھ سے
یہ کھیل تو نے کسی اور کے لیے کھیلا (ابرار حامد)

خیال اپنا کہیں تھا قدم پڑے کہیں اور
چلے تمہاری طرف تھے پہنچ گئے کہیں اور (اختر رومانی)

اگر نہ یار ہی پوچھے کہ یار کیسے ہو
کوئی کسی سے شکایت گزار کیسے ہو (بشیر رزمی)

بجھی ہے آگ مگر اس قدر زیادہ نہیں
دوبارہ ملنے کا امکان ہے ارادہ نہیں (ناصر زیدی)

میں دشمنوں سے بھی ملتا ہوں دوستوں کی طرح
جسے یقیں نہیں آتا وہ آزمائے مجھے (طاہر نظامی)

بنا رہا ہوں ترے بت کو سنگِ مر مر سے
میں چاہتا ہوں کہ اب گفتگو ہو پتھر سے (یوسف مثالی)

ہوا کے دوش پہ رکھے ہوئے دیے کی طرح
حیات اپنی بھی گزری ہے سانحے کی طرح (کامران نذیر)

کبھی چراغ کبھی بارشوں میں آئے گا
مجھے خبر ہے وہ جن صورتوں میں آئے گا (حسن عباسی)

یہ کس مقام پہ لائی ہے زندگی محمود
زمانے بھر سے مجھے اختلاف کرنا پڑا (محمود الحسن گیلانی)

ترے خیال سے نکلے ہیں سلسلے کتنے
بس ایک دیپ سے جلتے گئے دیے کتنے (ساحل ہاشمی)

یہ کیا مزاج ہے آسی کہ بے وفا کے لیے
کبھی کبھی تو سراپا وفا ہوئے ہیں ہم (سعید آسی)

وہ ہم سے خوفزدہ اور ہی حوالے سے
ہم ان سے اور کوئی بات کرنا چاہتے ہیں (عباس تابش)

ہمارے دل کا کھلونا تمہی نے توڑا تھا
اب اس کھلونے کی خاطر مچل رہی ہو تم (وصی شاہ)

ہوا ہے جب سے ترے گھر کا راستہ معلوم
پھر اس کے بعد مجھے کچھ نہیں رہا معلوم (طاہر نظامی)

بحر مضارع

مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن

پتھر نہ پھینک دیکھ ذرا احتیاط کر
ہے سطحِ آب پر کوئی چہرہ بنا ہوا (شہزاد احمد)

کیوں گردشِ مدام سے گھبرا نہ جائے دل
انسان ہوں پیالہ و ساغر نہیں ہوں میں (غالب)

اچھا ہے دل کے پاس رہے پاسبانِ عقل
لیکن کبھی کبھی اسے تنہا بھی چھوڑ دے (اقبال)

آنکھوں میں تیرے خواب لیے پھر رہا ہوں میں
کتنے حسیں گلاب لیے پھر رہا ہوں میں (احسان اللہ ثاقب)

اک یاد ہے کہ دامنِ دل چھوڑتی نہیں
اک بیل ہے کہ لپٹی ہوئی ہے شجر کے ساتھ (شکیب جلالی)

آواز دے کے دیکھ لو شاید وہ مل ہی جائے
ورنہ یہ عمر بھر کا سفر رائیگاں تو ہے (منیر نیازی)

بچھڑا کچھ اِس ادا سے کہ رُت ہی بدل گئی
اک شخص سارے شہر کو ویران کر گیا (خالد شریف)

ہر چارہ گر کو چارہ گری سے گریز تھا
ورنہ ہمیں جو دکھ تھے بہت لا دوا نہ تھے (فیض)

مدت ہوئی ہے یار کو مہماں کیے ہوئے
جوشِ قدح سے بزم چراغاں کیے ہوئے (غالب)

ترکِ تعلقات پہ رویا نہ تو نہ میں
لیکن یہ کیا کہ چین سے سویا نہ تو نہ میں (خالد احمد)

یہ سوچ تھی کہ اس کا ذرا حوصلہ بڑھے
میں اس سے جان بوجھ کر ہارا تھا اس لیے (ریاض رومانی)

اس شہرِ بے ثبات میں جینے کے واسطے
بہتر یہی ہے لب پہ کسی کے فغاں نہ ہو (خالد یزدانی)

مجھ سا جہان میں کوئی نادان بھی نہ ہو
کر کے جو عشق کہتا ہے نقصان بھی نہ ہو (سعد اللہ شاہ)

اس شہرِ بے مثال میں سب بے مثال ہیں
تجھ سا ہے کوئی اور نہ ہم سا ہے کوئی اور (نجیب احمد)

مدت کے بعد آئے تو روٹھی ہوئی سی تھی
تختی ہمارے نام کی دَر پر لگی ہوئی (شفیق سلیمی)

مانوس یوں ہوئے نہ کبھی زندگی سے ہم
کچھ اجنبی سے وہ رہے کچھ اجنبی سے ہم (شاعر علی شاعر)

ہو گا یہیں کہیں پہ پرندہ پڑا ہوا
پتوں کے ساتھ پر ہے اسی کا پڑا ہوا (اشرف جاوید)

غم کی طویل رات ہے کیا مختصر کریں
آدھی صدی کی بات ہے کیا مختصر کریں (جان کاشمیری)

ہونٹوں کو پھول آنکھ کو بادہ نہیں کیا
تجھ کو تری ادا سے زیادہ نہیں کیا (صباحت عاصم واسطی)

کچھ میں بھی خود پسند تھا کچھ وہ بھی بے نیاز
ٹوٹا تو پھر وہ سلسلہ جوڑا نہیں گیا (عطاالحق قاسمی)

بس میں نہیں ہے جن کے ہمارا کوئی علاج
اب انکو اپنا زخم دکھانے چلے ہیں ہم (صغیر احمد جعفری)

گھر لے گیا میرا وہ معصوم لوٹ کر
مجرم جسے یہاں کوئی گردانتا نہیں (ڈاکٹر اجمل نیازی)

دکھ ہے تو یہ کہ اک بھی گواہی نہ مل سکی
حالانکہ اک ہجوم میں مارا گیا مجھے (ارشد شاہین)

تنہا تو میں نہیں ہوں اُجالوں کا منتظر
سورج بھی میرے ساتھ کھڑا ہے قطار میں (جاوید قاسم)

میں کل کا آدمی ہوں مجھے کل پہ ڈال دے
اے دِن مجھے زوال کی حد سے نکال دے (خالد احمد)

کاٹا شجر تو دھوپ نے بھی آ لیا ہمیں
ہم ایک پل میں اپنے کیے تک پہنچ گئے (بشیر رزمی)

میں نے تعلقات نبھائے تمام عمر
لیکن وہ میرے کام نہ آئے عمر بھر (جاوید شیدا)

دریا کی خامشی کا نظارہ بھی خواب ہے
اس پار روشنی کا اشارہ بھی خواب ہے (فیصل حنیف)

وہ کر نہیں رہا تھا مری بات کا یقیں
پھر یوں ہوا کہ مر کے دکھانا پڑا مجھے (حسن عباسی)

کرتا ہے پہلے پھول کے لہجے میں بات وہ
پھر کاٹتا ہے بات کو تلوار کی طرح (نیاز اے صوفی)

اس نے کہا کہ دہر میں کب روشنی ہوئی
میں نے کہا کہ غار میں جب روشنی ہوئی (رضا عباس رضا)

صدیوں سے ساتھ ساتھ ہیں صدمات اور ہم
یعنی وہی وراثتِ سادات اور ہم (کرامت بخاری)

وعدے کے چار حرف اسے یاد بھی نہ تھے
لیکن میں آبروئے معانی پہ مر گیا (آصف نظیر)

دیکھو تو ایک عمر کی ہمراہیاں بھی کم
سوچو تو مختصر سی ملاقات ہی بہت (سعید الظفر صدیقی)

یہ میرا مسئلہ ہے کہ کیسے کروں قیام
پہلے وہ اپنے دل میں اترنے تو دے مجھے (صغرا صدف)

رہنے دے میرے دکھ سے ذرا بے خبر مجھے
جا زندگی تو اور پریشاں نہ کر مجھے (یوسف مثالی)

اس بحرِ حادثات کا پانی تو دیکھ لیں
لیں گے خراج موجۂ طوفاں اثر سے ہم (ذوقی مظفر نگری)

محفل بھی اشک بار دیا بھی اداس ہے
یہ کون اپنا قصہ سنا کر چلا گیا (منصور فائز)

رکتا ہوں گام گام یہی سوچتا ہوا
اس راستے سے کتنے مسافر گزر گئے (اشفاق ملک)

پانی قبول ہی نہیں کرتا تھا میری لاش
دریا کو اپنا نام بتانا پڑا مجھے (منیر سیفی)

بزمِ وفا سجی تو عجب سلسلے ہوئے
شکوے ہوئے نہ ان سے نہ ہم سے گلے ہوئے (یزدانی جالندھری)

اس شہر سے نکلنے کے آثار بھی نہیں
اور یہ بھی ہے کہ راہ میں دیوار بھی نہیں (کامران نذیر)

ساحل کی ریت پر جہاں لکھا تھا اس کا نام
موجوں کو آج تک ادھر آنے نہیں دیا (طاہر نظامی)

2۔ مفعول فاعلاتن مفعول فاعلاتن

آتا ہے یاد مجھ کو گزرا ہوا زمانہ

وہ باغ کی بہاریں وہ سب کا چہچہانا (اقبال)

زلفیں لباس ابرو آنکھیں کمر کلائی
دل میں اُتر گیا ہے پورا نگار خانہ (عدم)

اپنی خرابیوں کا ہے مختصر فسانہ
اقوال عارفانہ اقدام احمقانہ (ضمیر جعفری)

یہ کیسی گفتگو ہے کیسا مکالمہ ہے
انکار بھی تمہارا اقرار بن گیا ہے (صغرا صدف)

بحرِ رجز

1۔ مستفعلن مستفعلن مستفعلن مستفعلن

کل چودھویں کی رات تھی شب بھر رہا چرچا ترا
کچھ نے کہا کہ چاند ہے کچھ نے کہا چہرہ ترا (انشاء)

دنیا عجب بازار ہے کچھ جنس یاں کی ساتھ لے
نیکی کا بدلہ نیک ہے بد سے بدی کی بات لے (نظیر اکبر آبادی)

اے سعد یا شیراز یا پندے مدہ کم ذات را
کم ذات چوں عاقل شود رسوا کند استاد را (سعدی شیرازی)
آمد خیالے در دلم ایں خرقہ را برہم زنم
تسبیح را ویراں کنم سجادہ را برہم زنم (سلطان باہو)

2. مفتعلن مفاعلن مفتعلن مفاعلن

باغ بہشت سے مجھے حکم سفر دیا تھا کیوں
کارِ جہاں دراز ہے اب میرا انتظار کر (اقبال)
دل ہی تو ہے نہ سنگ و خشت درد سے بھر نہ آئے
کیوں
روئیں گے ہم ہزار بار کوئی ہمیں ستائے کیوں (غالب)
تیری نگاہِ مست سے مجھ پر یہ راز کھل گیا
اور بھی گردشیں ہیں کچھ گردشِ جام کے سوا (حفیظ ہوشیار پوری)
تو نے یہ کیا غضب کیا مجھ کو بھی فاش کر دیا
میں ہی تو ایک راز تھا سینۂ کائنات میں (اقبال)

بحرِ کامل

متفاعلن متفاعلن متفاعلن متفاعلن

نہ کسی کی آنکھ کا نور ہوں نہ کسی کے دل کا قرار ہوں
جو کسی کے کام نہ آسکے میں وہ ایک مشتِ غبار ہوں (مضطر خیر آبادی)
کبھی اے حقیقتِ منتظر نظر آ لباس مجاز میں
کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں مری جبینِ نیاز میں (اقبال)
شہ بیخودی نے عطا کیا مجھے اب لباس برہنگی
نہ خرد کی بخیہ گری رہی نہ جنوں کی جامہ دری رہی (سراج اورنگ آبادی)
نہ سلیقہ مجھ میں کلیم کا نہ قرینہ تجھ میں خلیل کا
میں ہلاک جادوئے سامری تو قتیلِ شیوۂ آذری (اقبال)

یہ خدا کی دین عجیب ہے کہ اسی کا نام نصیب ہے
جسے تو نے چاہا وہ مل گیا جسے میں نے چاہا ملا نہیں (وصی شاہ)
کئی اجنبی کئی آشنا ترے سامنے مرے سامنے
شب و روز کا یہی آئنہ ترے سامنے مرے سامنے (احسان اللہ ثاقب)
میں خیال ہوں کسی اور کا مجھے سوچتا کوئی اور ہے
سرِ آئنہ مرا عکس ہے پسِ آئنہ کوئی اور ہے (سلیم کوثر)
یہ کہانیاں یہ نشانیاں یہ تمہاری اشک فشانیاں
مرے سعد تم کو یہ کیا ہوا ترا چین کس نے گنوا دیا (سعد اللہ شاہ)
تھے عجیب میرے بھی فیصلے میں کڑی کماں سے گزر گئی
رہے فاصلے مرے منتظر میں تو جسم و جاں سے گزر گئی (شہناز مزمل)
مجھے موسموں کا پتہ نہیں مری روز و شب پہ نظر نہیں
میں تحیرات کی زد میں ہوں مجھے کون و کب کی خبر نہیں (احسان اللہ ثاقب)

متفاعلن متفاعلن متفاعلن

یہ جو ننگ تھے یہ جو نام تھے مجھے کھا گئے
یہ خیال پختہ جو خام تھے مجھے کھا گئے (خورشید رضوی)
ترے حسن میں جو کمال ہے مرا عکس ہے
یہ شباب میں جو جمال ہے مرا عکس ہے (احسان اللہ ثاقب)
مرا خوش خرام بلا کا تیز خرام تھا
مری زندگی سے چلا گیا تو خبر ہوئی (افتخار عارف)

بحرِ منسرح

مفتعلن فاعلن مفتعلن فاعلن

سلسلۂ روز و شب نقش گر حادثات
سلسلۂ روز و شب اصل حیات و ممات (اقبال)
رقص میں ہے زندگی ایک ترے واسطے
وجد میں ہے کائنات اہلِ نظر کے لیے (جگر)

رقص میں ہے آسماں رقص میں ہے شہر بھی
موج میں ہے سب جہاں رقص میں ہے شہر بھی (احسان اللہ ثاقب)

بحر متقارب

فعولن فعولن فعولن فعولن

زمانے میں چرچے ہیں دیر و حرم کے
بڑی رونقوں پر ہیں دونوں دکانیں (حفیظ جالندھری)

ثنا خوانِ تقدیس مشرق کو لاؤ
ثنا خوانِ تقدیس مشرق کہاں ہیں (ساحر لدھیانوی)

ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں
ابھی عشق کے امتحاں اور بھی ہیں (اقبال)

ازل سے ابد تک مری داستاں ہے
سنو گے کہاں سے سنائیں کہاں تک (احسان اللہ ثاقب)

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا
مرادیں غریبوں کی بر لانے والا (حالی)

مجھے مسکراتے ہوئے اس نے دیکھا
اسی دن سے زیر و زبر دھڑکنیں ہیں (آفتاب خان)

فعول فعلن فعول فعلن فعول فعلن

زمیں پہ ایڑی رگڑ کے پانی نکالتا ہوں
میں تشنگی کے نئے معانی نکالتا ہوں (ظفر اقبال)

اک اور دریا کا سامنا تھا منیر مجھ کو
میں ایک دریا کے پار اترا تو میں نے دیکھا (منیر نیازی)

مری کہانی مرا فسانہ ہے قریہ قریہ
زباں زباں پر جو گونجتی ہے مری صدا ہے (احسان اللہ ثاقب)

نکل کے دیکھا زمیں کی سرحد کے دائرے سے
وہی مسافت کی بے یقینی وہی خلا ہے (احسان اللہ ثاقب)

اداس لوگوں سے پیار کرنا کوئی تو سیکھے
سفید لمحوں میں رنگ بھرنا کوئی تو سیکھے (نیلما درانی)

فعول فعلن فعول فعلن فعول فعلن فعول فعلن

مری صراحی سے قطرہ قطرہ نئے حوادث ٹپک رہے ہیں
میں اپنی تسبیح روز شب کا شمار کرتا ہوں دانہ دانہ (علامہ اقبال)

اداس شامیں اجاڑ رستے کبھی بلائیں تو لوٹ آنا
کسی کی آنکھوں میں رتجگوں کے عذاب آئیں تو لوٹ آنا (فرحت عباس شاہ)

سفر سے آ کر خبر ہوئی ہے کہ میرا دامن تہی نہیں ہے
سمیٹ لایا ہوں راستوں سے میں خار کتنے گلاب کتنے (احسان اللہ ثاقب)

نہ اب وہ یادوں کا چڑھتا دریا نہ فرصتوں کی اداس برکھا
یونہی ذرا سی کسک ہے دل میں جو زخم گہرا تھا بھر گیا وہ (ناصر کاظمی)

10 بحرِ متدارک

فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن فع

اندر سے حیوان ہیں اندر جھانکیں تو
باہر سے انسان فرشتوں جیسے ہیں (سعید پسروی)

میں نے ان سب چڑیوں کے پر کاٹ دیے
جن کو اپنے اندر اُڑتے دیکھا تھا (شاہدہ حسن)

بھوکے بچے چھینا جھپٹی کرتے ہیں
مفلس کے گھر روز تماشا ہوتا ہے (ولی محمد عظمی)

شہر میں آکر پڑھنے والے بھول گئے
کس کی ماں نے کتنا زیور بیچا تھا (اسلم کولسری)

فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن فع

چاند ستاروں سے کیا پوچھوں کب دن میرے پھرتے ہیں
وہ تو بچارے خود ہیں بھکاری ڈیرے ڈیرے پھرتے ہیں (عابد علی عابد)

دنیا والوں نے چاہت کا مجھ کو صلہ انمول دیا
پیروں میں زنجیریں ڈالیں ہاتھوں میں کشکول دیا (شکیب جلالی)

جلتے زخموں کی مالا ہو یا مرہم ہو سپنوں کی
تیرے ہاتھوں کا ہر تحفہ کتنا اچھا لگتا ہے (احسان اللہ ثاقب)

فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن

سب کا تو مداوا کر ڈالا اپنا ہی مداوا کر نہ سکے
سب کے تو گریباں سی ڈالے اپنا ہی گریباں بھول گئے (اسرار الحق مجاز)

پابند نہ ہوتے گر تارے تو آپس میں ٹکرا جاتے
سارا یہ طلسم ارض و سما اک پل میں ٹوٹ گیا ہوتا (جمیل مظہری)

مسجد تو بنا دی شب بھر میں ایماں کی حرارت والوں نے
من اپنا پرانا پاپی تھا برسوں میں نمازی بن نہ سکا (علامہ اقبال)

اے جذبۂ دِل گر میں چاہوں ہر چیز مقابل آ جائے
منزل کی طرف دو گام چلوں اور سامنے منزل آ جائے (بہزاد لکھنوی)

فاعلن فاعلن فاعلن فاعلن

لب پہ آئے اگر تو دھواں ہی دھواں
عشق شعلہ ہے گر من ہی من میں جلے (احمد فراز)

اور کیا ہے سیاست کے بازار
کچھ کھلونے سجے ہیں دکانوں کے بیچ (جانثار اختر)

جانے کتنے فسانے رقم ہو گئے
ایک ہی داستاں سوچتے سوچتے (احسان اللہ ثاقب)

حادثے سے بڑا حادثہ یہ ہوا
حادثہ دیکھ کر لوگ ٹھہرے نہیں (عنایت علی)

دیپ جس کا محلات ہی میں جلے
چند لوگوں کی خوشیوں کو لے کر چلے (حبیب جالب)

باب نمبر 13

اشعار کے اوزان بتائیے

بحر رمل: بحر ہزج

1 آ گیا ہوں پھر تمہارے شہر میں
ڈھونڈنے قسمت کے تارے شہر میں (احسان اللہ ثاقب)

2 عشق نے غالب نکمّا کر دیا
ورنہ ہم بھی آدمی تھے کام کے (غالب)

3 تم نے بدلے ہم سے گِن گِن کے لیے
ہم نے کیا چاہا تھا اس دن کے لیے (مومن)

4 زندگی ہے یا کوئی طوفان ہے
ہم تو اس جینے کے ہاتھوں مر چلے (میر درد)

5 یہ نہ تھی ہماری قسمت کہ وصالِ یار ہوتا
اگر اور جیتے رہتے یہی انتظار ہوتا (غالب)

6 یہ اُڑی اُڑی سی رنگت یہ کھلے کھلے سے گیسو
تری صبح کہہ رہی ہے تری رات کا فسانہ (احسان دانش)

7 انہی راستوں نے جن پر کبھی تم تھے ساتھ میرے
مجھے روک روک کر پوچھا ترا ہم سفر کہاں ہے (بشیر بدر)

8 مرے سامنے ہے جنگل مرے پیچھے ایک دریا
مجھے عشق پوچھتا ہے ترا انتخاب کیا ہے (اعجاز فیروز اعجاز)

9 کبھی تھم سکا نہ ثاقب شب و روز کا یہ دریا
رہا سیل جاں سفر میں کبھی کم کبھی زیادہ (احسان اللہ ثاقب)

10 خدائی اہتمام خشک و تر ہے
خداوند خدائی درِ سر ہے (اقبال)

11 وہ آئے ہیں پشیماں لاش پر اب
تجھے اے زندگی لاؤں کہاں سے (مومن)

12 تمہارا نام کیا لکھا ورق پر
قلم کو چومنے آئے ستارے (اشرف جاوید)

13 کہیں پر رک گیا ہے قافلہ کیا
یہ منظر دیرپا ہونے لگا ہے (اعجاز کنور راجہ)

14 جسے ہم قید کرنا چاہتے ہیں
وہی اک لمحہ لمحوں میں نہیں ہے (باقی احمد پوری)

15 کہاں میری نظر ٹھہری ہوئی ہے
کہ ہے سب کی نظر میری نظر میں (بشیر رزمی)

16 میں نے کانوں سے سنی ہیں یہ ہوا کی باتیں
آج کی رات چراغوں پہ بہت بھاری ہے (صادق جمیل)

17 بس ہواؤں نے ذرا پیار سے دیکھا تھا انہیں
کس طرح ہونے لگے رقص پہ آمادہ چراغ (ریاض رومانی)

18 ہم چراغوں کی طرح جلتے رہے ہیں ثاقب
آزمائیں گی ہمیں اور ہوائیں کب تک (احسان اللہ ثاقب)

19 چشم گریہ ہی ڈبو دے نہ کسی روز مجھے
دل بیمار یہ آزار کہاں تک دیکھوں (اشرف جاوید)

20 مشغلہ اپنے لہو سے کیا گل بانی کا
ہم سے احسان اٹھایا نہ گیا پانی کا (اعجاز کنور راجہ)

21 دم بدم گھٹتی ہوئی مہلت فانی کی قسم
تشنگی بڑھتی چلی جاتی ہے پانی کی قسم (امجد اسلام امجد)

22 بھول بیٹھا تھا مگر یاد بھی خود میں نے کیا
وہ محبت جسے برباد بھی خود میں نے کیا (ظفر اقبال)

23 کو بہ کو پھیل گئی بات شناسائی کی
اس نے خوشبو کی طرح میری پذیرائی کی (پروین شاکر)

24 تھم کے رہ جائے گی اک روز لہو کی گردش
ختم ہو جائے گا اندر کا سفر آخر کار (سعود عثمانی)

25 پھول خوشبو کے نشے میں ہی بکھر جاتے ہیں
لوگ پہچان بناتے ہوئے مر جاتے ہیں (سعد اللہ شاہ)

26 یوں کوئی چھوڑ دیا کرتا ہے اپنا کر کے
تو نے تو مار دیا ہے مجھے تنہا کر کے (اختر شمار)

27 مجھ سے ہر بار یہ منظر نہیں دیکھا جاتا
خشک آنکھوں سے سمندر نہیں دیکھا جاتا (عرفان صادق)

28 میں ہی مجرم سہی دنیا کا مگر اے آسی
یہ زمانہ بھی ذرا اپنے ستم یاد کرے (سعید آسی)

29 کشفِ گریہ میں کہیں ایسا اثر بھی آئے
میں اسے چھو بھی سکوں مجھ کو نظر بھی آئے (محمود الحسن گیلانی)

30 نکلنا خلد سے آدم کا سنتے آئے ہیں لیکن
بڑے بے آبرو ہو کر ترے کوچے سے ہم نکلے (غالب)

31 ترے آزاد بندوں کی نہ یہ دنیا نہ وہ دنیا
یہاں مرنے کی پابندی وہاں جینے کی پابندی (اقبال)

32 محبت ترک کی میں نے گریباں سی لیا میں نے
زمانے اب تو خوش ہو زہر یہ بھی پی لیا میں نے (ساحر لدھیانوی)

33 جہاں تک ہو سکے تعمیر کو پیش نظر رکھنا
کسی کے حق میں اختر بد دُعا اچھی نہیں لگتی (حکیم سلیم اختر)

34 نمی دانم چہ منزل بود شب جای کہ من بودم
بہر سو رقصِ بسمل بود شب جای کہ من بودم (امیر خسرو)

35 کہیں چشم کرم دست طلب مجھ کو نہ بکھرا دیں
میں نقش پا ہوں رستے سے اٹھا آہستہ آہستہ (اشرف جاوید)

36 نکل آیا ہے سورج اور مری آنکھیں نہیں کھلتیں
میں ڈرتا ہوں نہ جانے آج کا اخبار کیا ہو گا (شہزاد احمد)

37 ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا (اقبال)

38 رُخِ روشن کے آگے شمع رکھ کر وہ یہ کہتے ہیں
اُدھر جاتا ہے دیکھیں یا اِدھر آتا ہے پروانہ (داغ)

39 نئی شاخیں نئے پتے نئی برکھا نئے بادل
پہنتے ہیں نئی خوشبو نئے کپڑے نئے موسم (احسان اللہ ثاقب)

40 کسی معصوم کے سر پر نہ ہو جب سائباں کوئی
کھلونے ٹوٹ جاتے ہیں غبارے روٹھ جاتے ہیں (اعجاز فیروز اعجاز)

41 سب کہاں کچھ لالہ و گل میں نمایاں ہو گئیں
خاک میں کیا صورتیں ہونگی جو پنہاں ہو گئیں (غالب)

42 گو ذرا سی بات پر برسوں کے یارانے گئے
لیکن اتنا تو ہوا کچھ لوگ پہچانے گئے (خاطر غزنوی)

43 چپکے چپکے رات دن آنسو بہانا یاد ہے
ہم کو اب تک عاشقی کا وہ زمانہ یاد ہے (حسرت موہانی)

44 رنگ پیراہن کا خوشبو زلف لہرانے کا نام
موسمِ گل ہے تمہارے بام پر آنے کا نام (فیض)

45 ہم نے آنکھوں میں سمندر کبھی صحرا رکھا
دل کو اک بزم بنایا کبھی تنہا رکھا (احسان اللہ ثاقب)

46 جینے نہیں دیتے کبھی مرنے نہیں دیتے
یہ لوگ کوئی کام بھی کرنے نہیں دیتے (احسان اللہ ثاقب)

47 ہیں اور بھی دنیا میں سخن ور بہت اچھے
کہتے ہیں کہ غالب کا ہے اندازِ بیاں اور (غالب)

48 کس کس کو بتائیں گے جدائی کا سبب ہم
تو مجھ سے خفا ہے تو زمانے کے لیے آ (احمد فراز)

49 اب سوچ رہے ہیں کہ یہ ممکن ہی نہیں ہے
پھر ان سے نہ ملنے کی قسم کھا تو گئے ہم (حبیب جالب)

50 اس غیرتِ ناہید کی ہر تان ہے دیپک
شعلہ سا لپک جائے ہے آواز تو دیکھو (مومن)

51 کیفیت چشم اسکی مجھے یاد ہے سودا
ساغر کو مرے ہاتھ سے لینا کہ چلا میں (سودا)

52 بے نام دیاروں کا سفر کیسا لگا ہے
اب لوٹ کے آئے ہو تو گھر کیسا لگا ہے (شفیق سلیمی)

53 جس سمت بہاؤ ہے اسی سمت بہے گا
وہ سیل بلا خیز کہاں میری سنے گا (سعید مقصود)

54 گل سے ملتے ہی مہکنے کا اثر لے آئے
جیسی صحبت میں رہے ویسا اثر لے آئے

55 اے عشق تری گرم کہانی نہیں ہوتی
تو برف کی وہ سِل ہے جو پانی نہیں ہوتی

56 رہتا تھا مرے ہاتھ میں جو دستِ حنائی
اس ہاتھ کی خوشبوئے حنا یاد ہے اب تک

57 مانا کہ ترے قرب میں بھی جاں کا زیاں ہے
پر اس کے بنا بھی تو گزارہ نہیں ہوتا

58 کیا ضروری ہے کہ دیوار میں دَر بھی رکھیں
اور پھر سارے زمانے کی خبر بھی رکھیں

59 آگ کی پوجا کا دروازہ نہ کھول
سُرخ ملبوسات میں نکلا نہ کر (بیدل حیدری)

60 راہ میں اپنی کھڑی دیوار بھی ہے
اور جانا ہم نے اس کے پار بھی ہے (سعید آسی)

61 وقتِ رخصت دیدنی تھا میرا حال
ان کی آنکھوں میں بھی آنسو آ گئے (سعید پسروری)

62 اے مرے شب خیز کوئی بات کر
خواب کم آمیز کوئی بات کر (فیصل حنیف)

63 اب مری بیدار آنکھوں کے قریب
اک سمندر بہہ رہا ہے رات کا (بشیر رحمانی)

64 آنکھ کہتی ہے برسنے کو ہے غم کا بادل
بھیگنے والی ہر اِک چیز کو اندر رکھو (بابر بلوچ)

65 اپنی مرضی سے یہاں کون جیا کرتا ہے
ایک پتا ہوں ہوا چاہے جہاں لے جائے (منصور فائز)

66 میرے مولا ہے ترے فضل و کرم کا پرتو
اپنی مخلوق میں انسان بنایا ہم کو (سلامت علی مغل)

67 تو نے جو آگ مرے دل میں فروزاں کی ہے
صورت شمع اسی آگ میں جل جاؤں گی (شہناز مزمل)

68 موجۂ گل میں بھی شامل ہے لہو کی خوشبو
اپنے آنگن میں کوئی قتل ہوا ہے دیکھو (سعداللہ شاہ)

69 دیکھ لے کیسے سنبھالی ہے نشانی تیری
زخم جیسا دیا تو نے اسے ویسا رکھا (احسان اللہ ثاقب)

70 آج دل میں تری یادوں کے دیے جلتے ہیں
کل یہی راستہ سنسان بھی ہو سکتا ہے (وصی شاہ)

71 موم سے سنگ میں ڈھل جاؤ گے معلوم نہ تھا
اس قدر جلد بدل جاؤ معلوم نہ تھا (حکیم سلیم اختر)

72 دیکھ کر وہ مجھے حیران بھی ہو سکتا ہے
اب کے اس بات کا امکان بھی ہو سکتا ہے (اقبال راہی)

73 روح صندل ہوئی اقرار کی سرگوشی سے
تم مرے دل میں اُتر آئے ہو خاموشی سے (عرفان احمد خان)

74 یہ بھی کیا کم ہے کہ میں جان بچا لایا ہوں
آشیاں جلتا ہوا چھوڑ دیا ہے میں نے (کامران نذیر)

75 اپنی تخلیق سے خوفزدہ رہتا ہے
کتنا کمزور مرے دور کا انساں نکلا (عبدالحکیم وفا)

76 نئے لفظوں سے دستک دے رہا ہوں
مگر یادوں کا دروازہ وہی ہے (کرامت بخاری)

77 مری آنکھیں سمندر ہو گئیں ہیں
میں سورج بن کے جلنا چاہتی ہوں (شہناز مزمل)

78 وقت نے کیسی فصیلیں کھینچ دی ہیں درمیاں
لوگ تنہا ہیں مگر احساسِ تنہائی نہیں (سعیدالظفر صدیقی)

79 تجھے چھو کر نہ گزرے جو ہوا اچھی نہیں لگتی
جو پھولوں کو نہ چومے وہ صبا اچھی نہیں لگتی (حکیم سلیم اختر)

80 آگ بستی کے مکانوں کو لگاتے کیوں ہو
گھر جلے اپنا تو پھر شور مچاتے کیوں ہو (صغیر احمد جعفری)

81 زندگی اور طرح اب کے گزاری جائے
عشق کی جیت کے بازی کوئی ہاری جائے (سعیدالظفر صدیقی)

82 میں نے روٹھے ہوئے یاروں سے تعلق رکھا
میں نے اُجڑے ہوئے باغوں کی نگہبانی کی (شہزاد نیّر)

83 خواب میں آنا ادا ہے کیا ہے
یہ جفا ہے کہ وفا ہے کیا ہے (ضمیر احمد جعفری)

84 بھلا بیٹھے ہیں اپنے آپ کو بھی
کچھ ایسے کام میں اُلجھے ہوئے ہیں (عطاالحق قاسمی)

85 تڑپتی دیکھتا ہوں جب کوئی شے
اٹھا لیتا ہوں اپنا دِل سمجھ کر (تسلیم)

86 کبھی پیاسے سمندر میں رہے ہیں
کبھی قطرے کو دریا کر لیا ہے (شہناز مزمل)

87 کھلا مجھ پر در امکان رکھنا
مرے مولا مجھے حیران رکھنا (خالد احمد)

88 دریچہ بے صدا کوئی نہیں ہے
اگرچہ دیکھتا کوئی نہیں ہے (صابر ظفر)

89 کہانی رُک گئی ہے چلتے چلتے
کئی کردار چوری ہو گئے ہیں (احسان اللہ ثاقب)

90 محبت میں کہاں کچھ سوجھتا ہے
بچا لوں دل تو پھر گھر ٹوٹتا ہے (صوفیہ بیدار)

91 چھتیں گھر کی معلق ہیں ہوا میں
در و دیوار چوری ہو گئے ہیں (احسان اللہ ثاقب)

92 وہ مرنے سے بہت ڈرنے لگا ہے
اسے اتنی محبت دے رہا ہوں (حسن عباسی)

93 دُر ابلق کسے کم دیدہ موجود
مگر اشکِ بتانِ سرمہ آلود (زیب النساء مخفی)

94 ضرورت کی بہت چیزیں ہیں گھر میں
میں ان کے ساتھ میں رکھی ہوئی ہوں (صوفیہ بیدار)

95 سمندر ہوں یہ سب سیلاب میرے
مرے چاروں طرف گرداب میرے (کرامت بخاری)

96 نئے پیکر میں ڈھلنا چاہتی ہوں
میں اب منظر بدلنا چاہتی ہوں (رخشندہ حبیب جالب)

97 دمِ آخر بھی بچے کی زبان پر بس یہ جملہ تھا
مرے ابو ابھی تک کیوں دوا لے کر نہیں آئے (شاعر علی شاعر)

98 برپا نہیں محشر نہ قیامت کی گھڑی ہے
پھر بھی میں جسے دیکھوں اسے اپنی پڑی ہے (شاعر علی شاعر)

99 ذکر اس پری وش کا اور پھر بیاں اپنا
بن گیا رقیب آخر جو تھا رازداں اپنا (غالب)

100 اک چراغ جلتا ہے اک چراغ بجھتا ہے
لمحہ لمحہ اب ایسے رات کٹتی جاتی ہے (احسان اللہ ثاقب)

101 یہ زمین تو شہزاد تیرگی کا دریا ہے
کچھ پتہ نہیں چلتا اِک چراغ کا اس میں (شہزاد احمد)

102 اپنی رہنمائی میں کی ہے زندگی میں نے
ساتھ کون تھا پہلے ہو گئے جو تنہا ہم (حبیب جالب)

103 اب اُداس پھرتے ہو سردیوں کی شاموں میں
اس طرح تو ہوتا ہے اس طرح کے کاموں میں (شعیب بن عزیز)

104 اب جہاں کہے گا دل زندگی گزاریں گے
یہ زمین اپنی ہے آسمان اپنا ہے (احسان اللہ ثاقب)

105 حادثوں نے ہر صورت اپنی زد میں رکھنا ہے
ہم نے چل کے دیکھا ہے راستے سے ہٹ کر بھی (سرور ارمان)

106 انتظار رہتا ہے جن کا وہ نہیں آتے
راستے سجانے میں عمر بیت جاتی ہے (احسان اللہ ثاقب)

107 گستاخ بہت شمع سے پروانہ ہوا ہے
موت آئی ہے سر چڑھتا ہے دیوانہ ہوا ہے (آتش)

108 فارغ تو نہ بیٹھے گا محشر میں جنوں میرا
یا اپنا گریباں چاک یا دامنِ یزداں چاک (اقبال)

109 تیرے بھی صنم خانے میرے بھی صنم خانے
دونوں کے صنم خاکی دونوں کے صنم فانی (اقبال)

110 غیروں سے کہا تو نے غیروں سے سنا تو نے
کچھ ہم سے کہا ہوتا کچھ ہم سے سنا ہوتا (چراغ حسرت)

111 دیکھے ہیں بہت ہم نے ہنگامے محبت کے
آغاز بھی رسوائی انجام بھی رسوائی (صوفی تبسم)

112 ہم سے نہ کوئی اُلجھے ہم لوگ ہیں دیوانے
آندھی سے ہمیں ضد ہے اک دیپ جلانا ہے (سعد اللہ شاہ)

113 دو حرف تسلی کے جس نے بھی کہے اس کو
افسانہ سنا ڈالا تصویر دکھا ڈالی (خورشید رضوی)

114 یہ برف سی راتیں ہیں شعروں کے لیے موزوں
کرنا ہے مکمل اب دیوان دسمبر میں (احسان اللہ ثاقب)

115 تجھے پہچان کر ہم کیا کریں گے
حقیقت جان کر ہم کیا کریں گے (احسان اللہ ثاقب)

116 اسے کہنا پلٹ آئے کہ اب تو
جدائی درد بنتی جا رہی ہے (فرحت عباس شاہ)

117 مرے کاسے میں ہیں پانی کے سکے
سخی تو نے یہ کیا خیرات دی ہے (صادق جمیل)

118 کسی کی آنکھ جو پرنم نہیں ہے
نہ سمجھو یہ کہ اس کو غم نہیں ہے (امجد اسلام امجد)

119 کہیں جان جہاں ایسا نہیں ہے
یہ بندھن ٹوٹنے والا نہیں ہے (خالد شریف)

120 کہاں ٹھہری ہے خواہش کوئی دل میں
مرے دل سے نکل جائے گا تو بھی (یعقوب پرواز)

121 فصیل جسم شاید گر رہی ہے
یہ دل پہلو میں اب رکنے لگا ہے (شہناز مزمل)

122 ادا کرنی تھی اک سائے کی قیمت
میں برسوں دھوپ میں جلتا رہا ہوں (شاعر صدیقی)

123 میری آنکھیں مرے اشکوں کی طرح بہہ نکلیں
وہ تلاطم ہے کہ اب مجھ سے نہ روکا جائے (یوسف مثالی)

124 دشت و دریا کے یہ اس پار کہاں تک جاتی
گھر کی دیوار تھی دیوار کہاں تک جاتی (باقی احمد پوری)

125 رات اس خوف سے آنکھوں میں گزر جاتی ہے
کوئی اس شہر کے جگنو نہ چرا لے جائے (جاوید قاسم)

126 عید کے روز بھی ویراں یہ حویلی کیوں ہے
سات بیٹوں کی وہ ماں ہے تو اکیلی کیوں ہے (جواز جعفری)

127 اے جنوں آج یہ کیا بن گئی دیوانوں پر
ہاتھ رکھے ہوئے بیٹھے ہیں گریبانوں پر (ذوقی مظفر نگری)

128 ہم سے تنہائی کے مارے نہیں دیکھے جاتے
بن ترے چاند ستارے نہیں دیکھے جاتے (کفایت اعوان)

129 چھوڑ کر سارا زمانہ تجھے اپنایا ہے
بات کرنا نہ کبھی دل کو دکھانے والی (حسن بانو)

130 شرط اتنی ہے کہ بارش کی طرح آنا تم
دیکھنا کیسے میں شاخوں سے نکل آؤں گا (حسن عباسی)

131 دستکیں دیتے رہے سب آشنا نا آشنا
اور میں دیوار کی صورت کھڑا سنتا رہا (عارف جلیل)

132 تتلیاں آئیں گی کیا اب کانچ کے گلدان پر
پھول جتنے تھے وہ بالوں میں لگا کر لے گیا (شہزاد احمد)

133 اس کے دل میں چور تھا شاید چھپا بیٹھا کہیں
راہ چلتے اپنے سائے سے جو گھبراتا رہا (خالد یزدانی)

134 کچھ برے تھے کچھ بھلے تھے خار کچھ گلزار کچھ
ہر کوئی انسان تھا آخر فرشتہ کون تھا (خالد احمد)

135 میں اکیلا ہی چلا تھا جانبِ منزل مگر
لوگ ساتھ آتے گئے اور قافلہ بنتا گیا (مجروح سلطانپوری)

136 میری ساری زندگی کو بے ثمر اس نے کیا
عمر میری تھی مگر اس کو بسر اس نے کیا (منیر نیازی)

137 پوچھتے ہیں لوگ میرے گھر میں اکثر رات کو
کون محوِ گفتگو ہوتا ہے دیواروں کے ساتھ (سرور ارمان)

138 تیری یادوں سے اُلجھ کر کس طرح گزرے گا دن
صورتِ زلفِ پریشاں ہے کہاں سنورے گا دن (احسان اللہ ثاقب)

139 تم سمجھتے ہو بچھڑ جانے سے مٹ جاتا ہے عشق
تم کو اس دریا کی گہرائی کا اندازہ نہیں (خورشید رضوی)

140 میں کہ خوش ہوتا تھا دریا کی روانی دیکھ کر
کانپ اٹھا ہوں گلی کوچوں میں پانی دیکھ کر (شہزاد احمد)

141 ساری بستی میں فقط میرا ہی گھر ہے بے چراغ
تیرگی سے آپ کو میرا پتہ مل جائے گا (باقی احمد پوری)

142 آج کے محبوب بھی کتنے زمانہ ساز ہیں
دل تو دیتے ہیں مگر گھر کا پتہ نہیں دیتے (جان کاشمیری)

143 آ بھی جاؤ رات کا پچھلا پہر ہونے کو ہے
بجھ نہ جائیں یہ دیے دہلیز پر رکھے ہوئے (عرفان صادق)

144 کاش ایسا ہو کہ اب کے بے وفائی میں کروں
تو پھرے قریہ بہ قریہ کو بہ کو میرے لیے (خالد شریف)

145 کیا کہوں گزرا ہے راشد دل پہ کیسا سانحہ
دشمنی کرنے چلے تھے دوستی ہونے لگی (ممتاز راشد)

146 وہ مرا ہمراز تو بنتا نہیں پھر کیوں اسے
غم کے سب رستوں پہ میرا ہم سفر بھیجا گیا (ڈاکٹر اجمل نیازی)

147 ہم لوگ بھی کیا لوگ ہیں صحرا میں ٹھہر کے
بادل سے یہ کہتے ہیں سمندر کی طرف جائے (حسین مجروح)

148 میں نے اسے سوچا ہے ذرا اور طرح سے
جس نے مجھے دیکھا ہے ذرا اور طرح سے (صغرا صدف)

149 کس نے تری آنکھیں مرے چہرے پہ سجا دیں
کس نے مرے آنسو تری پلکوں پہ جڑے ہیں (خالد احمد)

150 اب بھی ہے سوالات کا معیار سلامت
اب بھی ہیں ترے شہر میں خوددار سلامت (ممتاز راشد)

151 زرخیز زمینیں کبھی بنجر نہیں ہوتیں
دریا ہی بدل لیتے ہیں رستہ اسے کہنا (سرور مجاز)

152 پہلو میں بلایا تو وہ ہنستے ہوئے بولے
گو بات ذرا سی ہے ذرا سی ہے زیادہ (باقی احمد پوری)

153 پابندِ وفا ہے تو مرے سامنے آئے
اب بھی وہ مرا ہے تو مرے سامنے آئے (عبدالحکیم وفا)

154 یہ کیسے تحیر کا کرشمہ ہے کہ عرفان
میں ریت کی دیوار میں در دیکھ رہا ہوں (عرفان احمد خان)

155 میں فلک پر ڈھونڈنے نکلا تھا اپنا آفتاب
میرے ہاتھوں میں مگر ٹوٹا ستارہ آ گیا (آفتاب خان)

156 وہ بھی شاید رو پڑے ویران کاغذ دیکھ کر
میں نے اس کو آخری خط میں لکھا کچھ بھی نہیں (ظہور نظر)

157 وقت خوش خوش کاٹنے کا مشورہ دیتے ہوئے
رو پڑا وہ آپ مجھ کو حوصلہ دیتے ہوئے (ریاض مجید)

158 دھوپ کی شدت میں ننگے پاؤں چلنے کے لیے
پھر ملا اذن مسافت ہم کو جلنے کے لیے (محمود الحسن گیلانی)

159 گاؤں کے بچوں کو آخر کیسے سمجھائے کوئی
بارشیں وہ لوگ مانگیں جن کا گھر پتھر کا ہو (ساحل ہاشمی)

160 کانچ کے گلدان میں رکھے تھے کاغذ کے گلاب
ایک بچہ کاغذی پھولوں کو پانی دے گیا (عزیز کامل)

161 ریت کے ساحل پہ کچے گھر بنانا توڑنا
تتلیوں کے پر ہتھیلی پر سجانا دیکھنا (شہناز مزمل)

162 کیا خبر سورج کو ہوتی ہے اذیت کس قدر
پھول کی پتی کو شبنم سے جدا ہوتے ہوئے (اقبال راہی)

163 اک سمندر ہوں کہ قطرے کی پناہ گاہ میں ہوں
ایک صحرا ہوں کہ ذرّے نے چھپایا ہے مجھے (کرامت بخاری)

164 بے سبب آوارگی مصروف رکھتی ہے مجھے
رات دن بیکار پھرنا مشغلہ میرا بھی ہے (صباحت عاصم واسطی)

165 لوگ کیوں دل میں سماتے ہیں چلے جاتے ہیں
شمع یادوں کی جلاتے ہیں چلے جاتے ہیں (احسان اللہ ثاقب)

166 اسے خود نیند سے فرصت نہیں ہے
مجھے بیدار کرنا چاہتا ہے (حکیم سلیم اختر)

167 بہت بھاری ہے میت زندگی کی
زمیں کاندھا بدلنا چاہتی ہے (حسین مجروح)

168 مسلسل مفلسی میں پلتے پلتے
مرے بچوں کو جینا آگیا ہے (خلش بجنوری)

169 ستارے ٹوٹ کر گرتے رہے ہیں
مگر اب آسماں گرنے لگا ہے (جی ایم لالی)

170 مبارک ان کا آنا ہو گیا ہے
مریض عشق اچھا ہو گیا ہے (سید ضمیر جعفری)

171 کوئی سنتا نہیں باتیں کسی کی
یہ اب کیسے زمانے آگئے ہیں (احسان اللہ ثاقب)

172 صدائے وقت کے سب منتظر ہیں
نجانے کس کے حق میں فیصلہ ہو (آصف شفیع)

بحر خفیف۔ بحر مجتث۔ بحر مضارع

173 برف پگھلی نہیں پہاڑوں پر
پھر یہ دریا کہاں سے آیا ہے (احسان اللہ ثاقب)

174 میرے آنگن میں جو گئی ہو گی
چاندنی کانپ تو گئی ہو گی (اسلم کولسری)

175 اک نظر ڈال کر زمانے پر
خاک پھر آگئی ٹھکانے پر (واجد امیر)

176 کتنے محفوظ تھے گلی کوچے
جب فصیلوں پہ چوب دار نہ تھے (نجیب احمد)

177 ہم زمانے کو لے کے کیا کرتے
اس کے قدموں کی دھول جیسا تھا (صوفیہ بیدار)

178 جانے والے کو روکنے والو
جانے والے رُکا نہیں کرتے (نصرت بخاری)

179 پتھر نہ پھینک دیکھ ذرا احتیاط کر
ہے سطح آب پر کوئی چہرہ بنا ہوا (شہزاد احمد)

180 کیوں گردشِ مدام سے گھبرا نہ جائے دل
انسان ہوں پیالہ و ساغر نہیں ہوں میں (غالب)

181 اچھا ہے دل کے پاس رہے پاسبان عقل
لیکن کبھی کبھی اسے تنہا بھی چھوڑ دے (اقبال)

182 آنکھوں میں تیرے خواب لیے پھر رہا ہوں میں
کتنے حسیں گلاب لیے پھر رہا ہوں میں (احسان اللہ ثاقب)

183 اک یاد ہے کہ دامنِ دل چھوڑتی نہیں
اک بیل ہے کہ لپٹی ہوئی ہے شجر کے ساتھ (شکیب جلالی)

184 آواز دے کے دیکھ لو شاید وہ مل ہی جائے
ورنہ یہ عمر بھر کا سفر رائیگاں تو ہے (منیر نیازی)

185 بچھڑا کچھ اِس ادا سے کہ رُت ہی بدل گئی
اک شخص سارے شہر کو ویران کر گیا (خالد شریف)

186 ترے بغیر بھلا کس طرح جیا کرتے
نہ کرتے تم سے محبت تو اور کیا کرتے (صوفیہ بیدار)

187 تمام رات مری ماں کے ساتھ ساتھ کنور
کھلے کواڑ مرا انتظار کرتے رہے (اعجاز کنور راجہ)

188 چراغ شام تمنا جلا دیا میں نے
ترے خیال کو دل میں سجا دیا میں نے (رخشندہ حبیب جالب)

189 خیال اپنا کہیں تھا قدم پڑے کہیں اور
چلے تمہاری طرف تھے پہنچ گئے کہیں اور (اختر رومانی)

190 اگر نہ یار ہی پوچھے کہ یار کیسے ہو
کوئی کسی سے شکایت گزار کیسے ہو (بشیر رزمی)

191 بجھی ہے آگ مگر اس قدر زیادہ نہیں
دوبارہ ملنے کا امکان ہے ارادہ نہیں (ناصر زیدی)

192 آتا ہے یاد مجھ کو گزرا ہوا زمانہ
وہ باغ کی بہاریں وہ سب کا چہچہانا (اقبال)

193 زلفیں لباس ابرو آنکھیں کمر کلائی
دل میں اُتر گیا ہے پورا نگار خانہ (عدم)

194 اپنی خرابیوں کا ہے مختصر فسانہ
اقوال عارفانہ اقدام احمقانہ (ضمیر جعفری)

195 یہ کیسی گفتگو ہے کیسا مکالمہ ہے
انکار بھی تمہارا اقرار بن گیا ہے (صغرا صدف)

196 دیکھو تو ایک عمر کی ہمراہیاں بھی کم
سوچو تو مختصر سی ملاقات ہی بہت (سعید الظفر صدیقی)

197 یہ میرا مسئلہ ہے کہ کیسے کروں قیام
پہلے وہ اپنے دل میں اترنے تو دے مجھے (صغرا صدف)

198 رہنے دے میرے دکھ سے ذرا بے خبر مجھے
جا زندگی تو اور پریشاں نہ کر مجھے (یوسف مثالی)

199 اس بحرِ حادثات کا پانی تو دیکھ لیں
لیں گے خراج موجۂ طوفاں اثر سے ہم (ذوقی مظفر نگری)

200 محفل بھی اشک بار دیا بھی اداس ہے
یہ کون اپنا قصہ سنا کر چلا گیا (منصور فائز)

201 رکتا ہوں گام گام یہی سوچتا ہوا
اس راستے سے کتنے مسافر گزر گئے (اشفاق ملک)

202 حسرت ہے زندگی میں کوئی رازداں ملے
جو آشنائے درد ہو وہ مہرباں ملے (محمد رفیق خان رفیقم)

203 پانی قبول ہی نہیں کرتا تھا میری لاش
دریا کو اپنا نام بتانا پڑا مجھے (منیر سیفی)

204 بزمِ وفا سجی تو عجب سلسلے ہوئے
شکوے ہوئے نہ ان سے نہ ہم سے گلے ہوئے (یزدانی جالندھری)

205 اس شہر سے نکلنے کے آثار بھی نہیں
اور یہ بھی ہے کہ راہ میں دیوار بھی نہیں (کامران نذیر)

206 دیکھ تو دِل کہ جاں سے اٹھتا ہے
یہ دھواں سا کہاں سے اٹھتا ہے (میر تقی میر)

207 موت کا ایک دِن معین ہے
نیند کیوں رات بھر نہیں آتی (غالب)

208 ذکر جب چھڑ گیا قیامت کا
بات پہنچی تری جوانی تک (فانی)

209 کر رہا تھا غم جہاں کا حساب
آج تم یاد بے حساب آئے (یاس یگانہ)

210 کیسے کیسے خدا بنا ڈالے
کھیل بندے کا ہے خدا کیا ہے (یاس یگانہ)

211 جھوٹ بولا تو عمر بھر بولا
تم نے اس میں بھی ضابطہ رکھا (سعد اللہ شاہ)

212 تم کو آتا ہے پیار پر غصہ
ہم کو غصے پہ پیار آتا ہے (امیر مینائی)

213 بات کہنے لگیں تو ختم نہ ہو
بات کہنے کو مختصر سی ہے (حفیظ ہوشیار پوری)

214 اشک برسے تو کچھ قرار آیا
کھل کے روئے تو کچھ قرار آیا (ممتاز راشد)

215 نشہ پلا کے گرانا تو سب کو آتا ہے
مزا تو جب ہے کہ گرتوں کو تھام لے ساقی (اقبال)

216 تم آئے ہو نہ شبِ انتظار گزری ہے
تلاش میں ہے سحر بار بار گزری ہے (فیض)

217 غضب کیا ترے وعدے پہ انتظار کیا
تمام رات قیامت کا انتظار کیا (داغ)

218 وہاں وہاں بھی مجھے لے گیا ہے شوقِ سفر
کبھی جہاں سے کوئی قافلہ نہیں گزرا (شہزاد)

219 ابھی کچھ اور بھڑک اے چراغِ تنہائی
ترا وجود ستارہ شبِ سیاہ میں ہے (محسن نقوی)

220 کسی نے کب کہیں جینے کا اختیار دیا
تجھے اجل نے مجھے زندگی نے مار دیا (صابر ظفر)

221 تلاش منزلِ جاناں تو اک بہانہ تھا
تمام عمر میں اپنی طرف روانہ تھا (امجد اسلام امجد)

222 مرے وجود سے کانٹے نکالنے والو!
مرا وجود بکھرنے لگا تو کیا ہو گیا (اسلم کولسری)

223 گزر چکا ہے جو لمحہ وہ ارتقا میں ہے
مری بقا کا سبب تو مری فنا میں ہے (صباحت عاصم واسطی)

224 تمام عمر اڑانوں میں کاٹ دی ہم نے
تمام رنگ پروں کا پروں سے جاتا رہا (شفیق سلیمی)

بحر رجز۔ بحر منسرح۔ بحر کامل

225 کل چودھویں کی رات تھی شب بھر رہا چرچا ترا
کچھ نے کہا کہ چاند ہے کچھ نے کہا چہرہ ترا (انشا)

226 دنیا عجب بازار ہے کچھ جنس یاں کی ساتھ لے
نیکی کا بدلہ نیک ہے بد سے بدی کی بات لے (نظیر اکبر آبادی)

227 اے سعد یا شیراز یا پندے مدہ کم ذات را
کم ذات چوں عاقل شود رسوا کند استاد را (سعدی شیرازی)

228 آمد خیالے در دلم ایں خرقہ را برہم زنم
تسبیح را ویراں کنم سجادہ را برہم زنم (سلطان باہو)

229 تیری نگاہِ مست سے مجھ پر یہ راز کھل گیا
اور بھی گردشیں ہیں کچھ گردشِ جام کے سوا (حفیظ ہوشیار پوری)

230 تو نے یہ کیا غضب کیا مجھ کو بھی فاش کر دیا
میں ہی تو ایک راز تھا سینۂ کائنات میں (اقبال)

231 باغِ بہشت سے مجھے حکم سفر دیا تھا کیوں
کارِ جہاں دراز ہے اب میرا انتظار کر (اقبال)

232 نہ کسی کی آنکھ کا نور ہوں نہ کسی کے دل کا قرار ہوں
جو کسی کے کام نہ آسکے میں وہ ایک مشتِ غبار ہوں (مضطر خیر آبادی)

233 کبھی اے حقیقتِ منتظر نظر آ لباس مجاز میں
کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں مری جبینِ نیاز میں (اقبال)

234 شہ بیخودی نے عطا کیا مجھے اب لباس برہنگی
نہ خرد کی بخیہ گری رہی نہ جنوں کی جامہ دری رہی (سراج اورنگ آبادی)

235 نہ سلیقہ مجھ میں کلیم کا نہ قرینہ تجھ میں خلیل کا
میں ہلاک جادوئے سامری تو قتیلِ شیوۂ آذری (اقبال)

236 یہ خدا کی دین عجیب ہے کہ اسی کا نام نصیب ہے
جسے تو نے چاہا وہ مل گیا جسے میں نے چاہا ملا نہیں (وصی شاہ)

237 کئی اجنبی کئی آشنا ترے سامنے مرے سامنے
شب و روز کا یہی آئنہ ترے سامنے مرے سامنے (احسان اللہ ثاقب)

238 میں خیال ہوں کسی اور کا مجھے سوچتا کوئی اور ہے
سرِ آئنہ مرا عکس ہے پسِ آئنہ کوئی اور ہے (سلیم کوثر)

239 یہ کہانیاں یہ نشانیاں یہ تمہاری اشک فشانیاں
مرے سعد تم کو یہ کیا ہوا ترا چین کس نے گنوا دیا (سعد اللہ شاہ)

240 تھے عجیب میرے بھی فیصلے میں کڑی کماں سے گزر گئی
رہے فاصلے مرے منتظر میں تو جسم و جاں سے گزر گئی (شہناز مزمل)

241 سلسلۂ روز و شب نقش گر حادثات
سلسلۂ روز و شب اصل حیات و ممات (اقبال)

242 رقص میں ہے زندگی ایک ترے واسطے
وجد میں ہے کائنات اہلِ نظر کے لیے (جگر)

243 رقص میں ہے آسماں رقص میں ہے شہر بھی
رقص میں ہے سب جہاں رقص میں ہے شہر بھی (احسان اللہ ثاقب)

بحر متقارب۔ بحر متدارک

244 زمانے میں چرچے ہیں دیر و حرم کے
بڑی رونقوں پر ہیں دونوں دکانیں (حفیظ جالندھری)

245 ثنا خوانِ تقدیس مشرق کو لاؤ
ثنا خوانِ تقدیس مشرق کہاں ہیں (ساحر لدھیانوی)

246 ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں
ابھی عشق کے امتحاں اور بھی ہیں (اقبال)

247 ازل سے ابد تک مری داستاں ہے
سنو گے کہاں سے سنائیں کہاں تک (احسان اللہ ثاقب)

248 وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا
مرادیں غریبوں کی بر لانے والا (حالی)

249 مجھے مسکراتے ہوئے اس نے دیکھا
اسی دن سے زیر و زبر دھڑکنیں ہیں (آفتاب خان)

250 زمیں پہ ایڑی رگڑ کے پانی نکالتا ہوں
میں تشنگی کے نئے معانی نکالتا ہوں (ظفر اقبال)

251 اک اور دریا کا سامنا تھا منیر مجھ کو
میں ایک دریا کے پار اترا تو میں نے دیکھا (منیر نیازی)

252 مری کہانی مرا فسانہ ہے قریہ قریہ
زباں زباں پر جو گونجتی ہے مری صدا ہے (احسان اللہ ثاقب)

253 نکل کے دیکھا زمیں کی سرحد کے دائرے سے
وہی مسافت کی بے یقینی وہی خلا ہے (احسان اللہ ثاقب)

254 اداس لوگوں سے پیار کرنا کوئی تو سیکھے
سفید لمحوں میں رنگ بھرنا کوئی تو سیکھے (نیلما درانی)

255 اندر سے حیوان ہیں اندر جھانکیں تو
باہر سے انسان فرشتوں جیسے ہیں (سعید پسروی)

256 میں نے ان سب چڑیوں کے پر کاٹ دیے
جن کو اپنے اندر اُڑتے دیکھا تھا (شاہدہ حسن)

257 بھوکے بچے چھینا جھپٹی کرتے ہیں
مفلس کے گھر روز تماشا ہوتا ہے (ولی محمد عظمی)

258 شہر میں آکر پڑھنے والے بھول گئے
کس کی ماں نے کتنا زیور بیچا تھا (اسلم کولسری)

259 لب پہ آئے اگر تو دھواں ہی دھواں
عشق شعلہ ہے گر من ہی من میں جلے (احمد فراز)

260 اور کیا ہے سیاست کے بازار میں
کچھ کھلونے سجے ہیں دکانوں کے بیچ (جانثار اختر)

261 جانے کتنے فسانے رقم ہو گئے
ایک ہی داستاں سوچتے سوچتے (احسان اللہ ثاقب)

262 حادثے سے بڑا حادثہ یہ ہوا
حادثہ دیکھ کر لوگ ٹھہرے نہیں (عنایت علی)

263 دیپ جس کا محلات ہی میں جلے
چند لوگوں کی خوشیوں کو لے کر چلے (حبیب جالب)

264 مری صراحی سے قطرہ قطرہ نئے حوادث ٹپک رہے ہیں
میں اپنی تسبیح روز شب کا شمار کرتا ہوں دانہ دانہ (علامہ اقبال)

265 اداس شامیں اجاڑ رستے کبھی بلائیں تو لوٹ آنا
کسی کی آنکھوں میں رتجگوں کے عذاب آئیں تو لوٹ آنا (فرحت عباس شاہ)

266 سفر سے آکر خبر ہوئی ہے کہ میرا دامن تہی نہیں ہے
سمیٹ لایا ہوں راستوں سے میں خار کتنے گلاب کتنے (احسان اللہ ثاقب)

267 نہ اب وہ یادوں کا چڑھتا دریا نہ فرصتوں کی اداس برکھا
یونہی ذرا سی کسک ہے دل میں جو زخم گہرا تھا بھر گیا وہ (ناصر کاظمی)

268 زحال مسکیں مکن تغافل درائے نیناں بنائے بتیاں
کہ تاب ہجراں نہ دارم اے جاں نہ لے ہو کاہے لگائے چھتیاں (امیر خسرو)

269 گئے دنوں کا سراغ لے کر کدھر سے آیا کدھر گیا وہ
عجیب مانوس اجنبی تھا مجھے تو حیران کر گیا وہ (ناصر کاظمی)

270 چاند ستاروں سے کیا پوچھوں کب دن میرے پھرتے ہیں
وہ تو بچارے خود ہیں بھکاری ڈیرے ڈیرے پھرتے ہیں (عابد علی عابد)

271 دنیا والوں نے چاہت کا مجھ کو صلہ انمول دیا
پیروں میں زنجیریں ڈالیں ہاتھوں میں کشکول دیا (شکیب جلالی)

272 جلتے زخموں کی مالا ہو یا مرہم ہو سپنوں کی
تیرے ہاتھوں کا ہر تحفہ کتنا اچھا لگتا ہے (احسان اللہ ثاقب)

متفرق بحور

273 بزم کونین پہلے سجائی گئی پھر تری ذات منظر پہ لائی گئی
سیّد الاولیں، سیّد الآخریں تجھ سا کوئی نہیں تجھ سا کوئی نہیں (سید نفیس الحسینی)

274 دریا جو بہہ رہا ہے سبحان تیری قدرت
ہر قطرہ کہہ رہا ہے سبحان تیری قدرت (سید نفیس الحسینی)

275 خالقِ اِنس و جاں مالکِ دو جہاں
سب کا حاجت روا سب کا روزی رساں (ضیا محمد ضیا)

276 ہم ایسے خو گر پرواز بھی کہاں ہوں گے
بنا کے بھول گئے ہوں جو آشیاں اپنا (سعید الظفر صدیقی)

277 دو چار دن کی بات ہو تو صبر بھی کروں
کیسے گزاروں عمر کی ہر رات آگ پر (شاعر علی شاعر)

278 مرتضٰی بابِ شہرِ علومِ نبی
شاہکار نبوت پہ لاکھوں سلام (سید نفیس الحسینی)

279 سنا ہے نام ختم المرسلیں کا
ادب سے سر جھکا عرشِ بریں کا (ضیا محمد ضیا)

280 قریۂ دل کے ہو یا کوچۂ جاں کے تم ہو
کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ کہاں کے تم ہو (سعید الظفر صدیقی)

281 رنج و غم کتنے دھو گئیں آنکھیں
حاصل دو ہو گئیں آنکھیں (عرفان احمد خان)

282 گھر سے نکلا ہوں ڈھونڈنے خود کو
میں کہ ہوں اور بھی کہیں شاید (جی ایم لالی)

283 ایک دل تھا سینے میں ہو گیا کسی کا وہ
جو نہیں ہے اب میرا مانگتے ہو کیوں آخر (کامران نذیر)

284 حشر پر میں یقین کر لوں گا
وہ جو محشر خرام آ جائے (سید ضمیر احمد جعفری)

285 اک سمندر ہوں کہ قطرے کی پناہ گاہ میں ہوں
ایک صحرا ہوں کہ ذرے نے چھپایا ہے مجھے (کرامت گردیزی)

286 دل میں رہتا ہے ایک ماہ جبیں
میرا دشمن مری پناہ میں ہے (کرامت بخاری)

287 رہتا ہے نفیس ان دنوں اربابِ جنوں میں
دیوانہ ہے رُسوائی اجداد کرے ہے (سید نفیس الحسینی)

288 ترے بندے ہیں ہم پرودگارا
تو خالق اور مالک ہے ہمارا (ضیا محمد ضیا)

289 دیکھ لے کیسے سنبھالی ہے نشانی تیری
زخم جیسا رہا تو نے اسے ویسا رکھا (احسان اللہ ثاقب)

290 وقت ظالم ہے کاٹ دیتا ہے
خیمۂ خواب کی طنابوں کو (کرامت بخاری)

291 تاریکیاں قبول ہیں لیکن کبھی کبھی
آنگن میں میرے چاند بھی اُترا کرے کوئی (خالد شریف)

292 خاموش ہے سعید وہ تصویر کی طرح
تصویر ہی سے سلسلۂ گفتگو چلے (سعید پسروری)

293 بہت چاہا یونہی کھیلیں سدا ہم
مگر بچپن ہمارے بس میں کب تھا (شاعر علی شاعر)

294 فسوں باطل کیا باطل کا اس نے
کیا حق کی طرف بندوں کو مائل (ضیا محمد ضیا)

295 ہونٹوں کو پھول آنکھ کو بادہ نہیں کہا
تجھ کو تری ادا سے زیادہ نہیں کہا (صباحت عاصم واسطی)

296 ٹھہر ٹھہر کے زمیں سایہ دار کرتے ہوئے
شجر کھڑے ہیں ترا انتظار کرتے ہوئے (سعود عثمانی)

297 رفتگاں کا تذکرہ بے سود ہے
آنسوؤں کو ڈھونڈنا بے سود ہے (خلش بجنوری)

298 دل ناداں کو سمجھانا ضروری ہو گیا ہے
کھلونے دے کے بہلانا ضروری ہو گیا ہے (احسان اللہ ثاقب)

299 جس کو جانا ہی نہیں اسکو خدا کیوں مانیں
اور جسے جان چکے ہیں وہ خدا کیسے ہو (شہزاد احمد)

300 دل گم گشتہ ترا کوئی ٹھکانہ ہی نہیں
ڈھونڈ کر میں تجھے ہر بار کہاں سے لاؤں (فاخر ہریانوی)

301 گزرے لمحات کی تصویر بناؤں میں سعید
وہی لمحہ وہی شب ہو رہی سال آجائے (سعید پسروری)

302 قتل کرنے کے لیے ایک نظر کافی ہے
آپکے ہاتھ میں تلوار سہی تو نہ سہی (فاخر ہریانوی)

303 گرا کر آئنہ ہاتھوں سے اپنے
زمیں پر اپنا چہرہ ڈھونڈتا ہوں (خلش بجنوری)

304 تاریخ پڑھ کے آپکو آخر ملے گا کیا
جو واقعہ ہوا ہے وہ لکھا نہیں گیا (بشیر رزمی)

305 خالی جب ابر کر چکا مشکیزہ ہائے آب
دشت و دمن نے اوڑھ لی تن پر ردائے آب (سعید پسروری)

306 موم کی صورت پگھلتی جا رہی ہے
وہ مرے سانچے میں ڈھلتی جا رہی ہے (کامران نذیر)

307 برملا دوست کہہ سکوں جس کو
دوست ایسا ملا نہیں کوئی (سعید پسروری)

308 ہم نے آنکھوں میں سمندر کبھی صحرا رکھا
خود کو اک بزم بنایا کبھی تنہا رکھا (احسان اللہ ثاقب)

309 مختصر ہے زندگی جذبات کی
یہ سنہری دھوپ ہے برسات کی (فاخر ہریانوی)

310 دیکھ کر دوزخ میں اپنے پیر کو
احتراماً میں بھی داخل ہو گیا (فاخر ہریانوی)

311 عزت نہ پا سکو گے بزرگوں کے نام سے
جانیں گے لوگ تم کو تمہارے ہی نام سے (زبیر فاروق)

312 فاروق کتنے گل ہیں چمن میں کھلے ہوئے
پہچان سب کی ہے مگر اپنے ہی نام سے (زبیر فاروق)

313 اگرچہ وہ مرا اپنا نہیں ہے
مگر وہ غیر بھی لگتا نہیں ہے (افضال عاجز)

314 ہر کسی کی آنکھ میں دیکھا نہ کر
چلتے چلتے راہ میں ٹھہرا نہ کر (افضال عاجز)

315 اک جہاں کہکشاں سے آگے ہے
میری منزل وہاں سے آگے ہے (محمد ممتاز راشد)

316 اک ترا رنگِ جفا بدلا نہیں
ورنہ اس دنیا میں کیا بدلا نہیں (محمد ممتاز راشد)

317 بلندی کا تصوّر مٹ نہ جائے
کسی کم ظرف کا اونچا نہ کرنا (محمد ممتاز راشد)

318 ہمیں عزیز ہیں جیسے بھی ہیں حریف اپنے
وہ حوصلے تو ہمارے بحال رکھتے ہیں (محمد ممتاز راشد)

319 کہہ دیا جب تجھے غزل جیسا
اس سے بہتر مثال کیا دیتے (محمد ممتاز راشد)

320 پلکوں پر ہیں جتنی صدیاں
اتنے زمانے آنکھوں میں ہیں (رخشندہ حبیب جالب)

321 مدت سے بزم شعر و سخن بے چراغ تھی
اس میں نیا چراغ جلانا پڑا مجھے (احسان اللہ ثاقب)

322 راستے میں جو فروزاں ہے ترا نقشِ قدم
میری منزل کا ستارہ ہے بہت اچھا ہے (رخشندہ حبیب جالب)
اکٹھے ہنسنا اکٹھے رونا سکھا دیا ہے
ہمیں محبت نے ایک جیسا بنا دیا ہے (حسن عباسی)

323 نفرت کا زہر فصل بہاراں میں گھول کر
کہتے ہیں لوگ شہر کو موسم خراب ہے (حسنین بخاری)

جوابات

1 فاعلاتن فاعلاتن فاعلن
2 فاعلاتن فاعلاتن فاعلن
3 فاعلاتن فاعلاتن فاعلن
4 فاعلاتن فاعلاتن فاعلن
5 فعِلات فاعلاتن فعِلات فاعلاتن
6 فعِلات فاعلاتن فعِلات فاعلاتن
7 فعِلات فاعلاتن فعِلات فاعلاتن
8 فعِلات فاعلاتن فعِلات فاعلاتن
9 فعِلات فاعلاتن فعِلات فاعلاتن
10 مفاعیلن مفاعیلن فعولن
11 مفاعیلن مفاعیلن فعولن
12 مفاعیلن مفاعیلن فعولن

13 مفاعیلن مفاعیلن فعولن
14 مفاعیلن مفاعیلن فعولن
15 مفاعیلن مفاعیلن فعولن
16 فاعلاتن فعِلاتن فعِلاتن فعلن
17 فاعلاتن فعِلاتن فعِلاتن فعلن
18 فاعلاتن فعِلاتن فعِلاتن فعلن
19 فاعلاتن فعِلاتن فعِلاتن فعلن
20 فاعلاتن فعِلاتن فعِلاتن فعلن
21 فاعلاتن فعِلاتن فعِلاتن فعلن
22 فاعلاتن فعِلاتن فعِلاتن فعلن
23 فاعلاتن فعِلاتن فعِلاتن فعلن
24 فاعلاتن فعِلاتن فعِلاتن فعلن
25 فاعلاتن فعِلاتن فعِلاتن فعلن
26 فاعلاتن فعِلاتن فعِلاتن فعلن
27 فاعلاتن فعِلاتن فعِلاتن فعلن
28 فاعلاتن فعِلاتن فعِلاتن فعلن
29 فاعلاتن فعِلاتن فعِلاتن فعلن
30 مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن
31 مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن
32 مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن
33 مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن
34 مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن
35 مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن
36 مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

37 مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن
38 مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن
39 مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن
40 مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن
41 فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن
42 فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن
43 فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن
44 فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن
45 فاعلاتن فعِلاتن فعِلاتن فعلن
46 مفعول مفاعیل مفاعیل فعولن
47 مفعول مفاعیل مفاعیل فعولن
48 مفعول مفاعیل مفاعیل فعولن
49 مفعول مفاعیل مفاعیل فعولن
50 مفعول مفاعیل مفاعیل فعولن
51 مفعول مفاعیل مفاعیل فعولن
52 مفعول مفاعیل مفاعیل فعولن
53 مفعول مفاعیل مفاعیل فعولن
54 فاعلاتن فعِلاتن فعِلاتن فعلن
55 مفعول مفاعیل مفاعیل فعولن
56 مفعول مفاعیل مفاعیل فعولن
57 مفعول مفاعیل مفاعیل فعولن
58 فاعلاتن فعِلاتن فعِلاتن فعلن
59 فاعلاتن فاعلاتن فاعلن
60 فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

61 فاعلاتن فاعلاتن فاعلن
62 فاعلاتن فاعلاتن فاعلن
63 فاعلاتن فاعلاتن فاعلن
64 فاعلاتن فعِلاتن فعِلاتن فعلن
65 فاعلاتن فعِلاتن فعِلاتن فعلن
66 فاعلاتن فعِلاتن فعِلاتن فعلن
67 فاعلاتن فعِلاتن فعِلاتن فعلن
68 فاعلاتن فعِلاتن فعِلاتن فعلن
69 فاعلاتن فعِلاتن فعِلاتن فعلن
70 فاعلاتن فعِلاتن فعِلاتن فعلن
71 فاعلاتن فعِلاتن فعِلاتن فعلن
72 فاعلاتن فعِلاتن فعِلاتن فعلن
73 فاعلاتن فعِلاتن فعِلاتن فعلن
74 فاعلاتن فعِلاتن فعِلاتن فعلن
75 فاعلاتن فعِلاتن فعِلاتن فعلن
76 مفاعیلن مفاعیلن فعولن
77 مفاعیلن مفاعیلن فعولن
78 فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن
79 مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن
80 فاعلاتن فعِلاتن فعِلاتن فعلن
81 فاعلاتن فعِلاتن فعِلاتن فعلن
82 فاعلاتن فعِلاتن فعِلاتن فعلن
83 فاعلاتن فعِلاتن فعِلاتن فعلن
84 مفاعیلن مفاعیلن فعولن

85 مفاعیلن مفاعیلن فعولن
86 مفاعیلن مفاعیلن فعولن
87 مفاعیلن مفاعیلن فعولن
88 مفاعیلن مفاعیلن فعولن
89 مفاعیلن مفاعیلن فعولن
90 مفاعیلن مفاعیلن فعولن
91 مفاعیلن مفاعیلن فعولن
92 مفاعیلن مفاعیلن فعولن
93 مفاعیلن مفاعیلن فعولن
94 مفاعیلن مفاعیلن فعولن
95 مفاعیلن مفاعیلن فعولن
96 مفاعیلن مفاعیلن فعولن
97 مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن
98 مفعول مفاعیل مفاعیل فعولن
99 فاعلن مفاعیلن فاعلن مفاعیلن
100 فاعلن مفاعیلن فاعلن مفاعیلن
101 فاعلن مفاعیلن فاعلن مفاعیلن
102 فاعلن مفاعیلن فاعلن مفاعیلن
103 فاعلن مفاعیلن فاعلن مفاعیلن
104 فاعلن مفاعیلن فاعلن مفاعیلن
105 فاعلن مفاعیلن فاعلن مفاعیلن
106 فاعلن مفاعیلن فاعلن مفاعیلن
107 مفعول مفاعیل مفاعیل فعولن
108 مفعول مفاعیلن مفعول مفاعیلن

109 مفعول مفاعیلن مفعول مفاعیلن
110 مفعول مفاعیلن مفعول مفاعیلن
111 مفعول مفاعیلن مفعول مفاعیلن
112 مفعول مفاعیلن مفعول مفاعیلن
113 مفعول مفاعیلن مفعول مفاعیلن
114 مفعول مفاعیلن مفعول مفاعیلن
115 مفاعیلن مفاعیلن فعولن
116 مفاعیلن مفاعیلن فعولن
117 مفاعیلن مفاعیلن فعولن
118 مفاعیلن مفاعیلن فعولن
119 مفاعیلن مفاعیلن فعولن
120 مفاعیلن مفاعیلن فعولن
121 مفاعیلن مفاعیلن فعولن
122 مفاعیلن مفاعیلن فعولن
123 فاعلاتن فعِلاتن فعِلاتن فعلن
124 فاعلاتن فعِلاتن فعِلاتن فعلن
125 فاعلاتن فعِلاتن فعِلاتن فعلن
126 فاعلاتن فعِلاتن فعِلاتن فعلن
127 فاعلاتن فعِلاتن فعِلاتن فعلن
128 فاعلاتن فعِلاتن فعِلاتن فعلن
129 فاعلاتن فعِلاتن فعِلاتن فعلن
130 فاعلاتن فعِلاتن فعِلاتن فعلن
131 فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن
132 فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

133 فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن
134 فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن
135 فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن
136 فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن
137 فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن
138 فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن
139 فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن
140 فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن
141 فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن
142 فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن
143 فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن
144 فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن
145 فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن
146 فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن
147 مفعول مفاعیل مفاعیل فعولن
148 مفعول مفاعیل مفاعیل فعولن
149 مفعول مفاعیل مفاعیل فعولن
150 مفعول مفاعیل مفاعیل فعولن
151 مفعول مفاعیل مفاعیل فعولن
152 مفعول مفاعیل مفاعیل فعولن
153 مفعول مفاعیل مفاعیل فعولن
154 مفعول مفاعیل مفاعیل فعولن
155 فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن
156 فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

157 فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن
158 فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن
159 فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن
160 فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن
161 فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن
162 فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن
163 فاعلاتن فعِلاتن فعِلاتن فعلن
164 فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن
165 فاعلاتن فعِلاتن فعِلاتن فعلن
166 مفاعیلن مفاعیلن فعولن
167 مفاعیلن مفاعیلن فعولن
168 مفاعیلن مفاعیلن فعولن
169 مفاعیلن مفاعیلن فعولن
170 مفاعیلن مفاعیلن فعولن
171 مفاعیلن مفاعیلن فعولن
172 مفاعیلن مفاعیلن فعولن
173 فاعلاتن مفاعلن فعلن
174 فاعلاتن مفاعلن فعلن
175 فاعلاتن مفاعلن فعلن
176 فاعلاتن مفاعلن فعلن
177 فاعلاتن مفاعلن فعلن
178 فاعلاتن مفاعلن فعلن
179 مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن
180 مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن

181 مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن
182 مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن
183 مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن
184 مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن
185 مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن
186 مفاعلن فعِلاتن مفاعلن فعلن
187 مفاعلن فعِلاتن مفاعلن فعلن
188 مفاعلن فعِلاتن مفاعلن فعلن
189 مفاعلن فعِلاتن مفاعلن فعلن
190 مفاعلن فعِلاتن مفاعلن فعلن
191 مفاعلن فعِلاتن مفاعلن فعلن
192 مفعول فاعلاتن مفعول فاعلاتن
193 مفعول فاعلاتن مفعول فاعلاتن
194 مفعول فاعلاتن مفعول فاعلاتن
195 مفعول فاعلاتن مفعول فاعلاتن
196 مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن
197 مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن
198 مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن
199 مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن
200 مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن
201 مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن
202 مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن
203 مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن
204 مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن

205 مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن
206 فاعلاتن مفاعلن فعلن
207 فاعلاتن مفاعلن فعلن
208 فاعلاتن مفاعلن فعلن
209 فاعلاتن مفاعلن فعلن
210 فاعلاتن مفاعلن فعلن
211 فاعلاتن مفاعلن فعلن
212 فاعلاتن مفاعلن فعلن
213 فاعلاتن مفاعلن فعلن
214 فاعلاتن مفاعلن فعلن
215 مفاعلن فعِلاتن مفاعلن فعلن
216 مفاعلن فعِلاتن مفاعلن فعلن
217 مفاعلن فعِلاتن مفاعلن فعلن
218 مفاعلن فعِلاتن مفاعلن فعلن
219 مفاعلن فعِلاتن مفاعلن فعلن
220 مفاعلن فعِلاتن مفاعلن فعلن
221 مفاعلن فعِلاتن مفاعلن فعلن
222 مفاعلن فعِلاتن مفاعلن فعلن
223 مفاعلن فعِلاتن مفاعلن فعلن
224 مفاعلن فعِلاتن مفاعلن فعلن
225 مستفعلن مستفعلن مستفعلن مستفعلن
226 مستفعلن مستفعلن مستفعلن مستفعلن
227 مستفعلن مستفعلن مستفعلن مستفعلن
228 مستفعلن مستفعلن مستفعلن مستفعلن

229 مفتعلن مفاعلن مفتعلن مفاعلن
230 مفتعلن مفاعلن مفتعلن مفاعلن
231 مفتعلن مفاعلن مفتعلن مفاعلن
232 متفاعلن متفاعلن متفاعلن متفاعلن
233 متفاعلن متفاعلن متفاعلن متفاعلن
234 متفاعلن متفاعلن متفاعلن متفاعلن
235 متفاعلن متفاعلن متفاعلن متفاعلن
236 متفاعلن متفاعلن متفاعلن متفاعلن
237 متفاعلن متفاعلن متفاعلن متفاعلن
238 متفاعلن متفاعلن متفاعلن متفاعلن
239 متفاعلن متفاعلن متفاعلن متفاعلن
240 متفاعلن متفاعلن متفاعلن متفاعلن
241 مفتعلن فاعلن مفتعلن فاعلن
242 مفتعلن فاعلن مفتعلن فاعلن
243 مفتعلن فاعلن مفتعلن فاعلن
244 فعولن فعولن فعولن فعولن
245 فعولن فعولن فعولن فعولن
246 فعولن فعولن فعولن فعولن
247 فعولن فعولن فعولن فعولن
248 فعولن فعولن فعولن فعولن
249 فعولن فعولن فعولن فعولن
250 فعول فعلن فعول فعلن فعول فعلن
251 فعول فعلن فعول فعلن فعول فعلن
252 فعول فعلن فعول فعلن فعول فعلن

253 فعول فعلن فعول فعلن فعول فعلن
254 فعول فعلن فعول فعلن فعول فعلن
255 فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن فع
256 فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن فع
257 فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن فع
258 فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن فع
259 فاعلن فاعلن فاعلن فاعلن
260 فاعلن فاعلن فاعلن فاعلن
261 فاعلن فاعلن فاعلن فاعلن
262 فاعلن فاعلن فاعلن فاعلن
263 فاعلن فاعلن فاعلن فاعلن
264 فعول فعلن فعول فعلن فعول فعلن فعول فعلن
265 فعول فعلن فعول فعلن فعول فعلن فعول فعلن
266 فعول فعلن فعول فعلن فعول فعلن فعول فعلن
267 فعول فعلن فعول فعلن فعول فعلن فعول فعلن
268 فعول فعلن فعول فعلن فعول فعلن فعول فعلن
269 فعول فعلن فعول فعلن فعول فعلن فعول فعلن
270 فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن فع
271 فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن فع
272 فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن فع
273 فاعلن فاعلن فاعلن فاعلن فاعلن فاعلن فاعلن فاعلن
274 مفعول فاعلاتن مفعول فاعلاتن
275 فاعلن فاعلن فاعلن فاعلن
276 مفاعلن فعِلاتن مفاعلن فعلن

277 مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن
278 فاعلن فاعلن فاعلن فاعلن
279 مفاعیلن مفاعیلن فعولن
280 فاعلاتن فعِلاتن فعِلاتن فعلن
281 فاعلاتن مفاعلن فعلن
282 فاعلاتن مفاعلن فعلن
283 فاعلن مفاعیلن فاعلن مفاعیلن
284 فاعلاتن مفاعلن فعلن
285 فاعلاتن فعِلاتن فعِلاتن فعلن
286 فاعلاتن مفاعلن فعلن
287 مفعول مفاعیل مفاعیل فعولن
288 مفاعیلن مفاعیلن فعولن
289 فاعلاتن فعِلاتن فعِلاتن فعلن
290 فاعلاتن مفاعلن فعلن
291 مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن
292 مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن
293 مفاعیلن مفاعیلن فعولن
294 مفاعیلن مفاعیلن فعولن
295 مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن
296 مفاعلن فعِلاتن مفاعلن فعلن
297 فاعلاتن فاعلاتن فاعلن
298 مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن فعولن
299 فاعلاتن فعِلاتن فعِلاتن فعلن
300 فاعلاتن فعِلاتن فعِلاتن فعلن

301 فاعلاتن فعِلاتن فعِلاتن فعلن
302 فاعلاتن فعِلاتن فعلاتن فعلن
303 مفاعیلن مفاعیلن فعولن
304 مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن
305 مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن
306 فاعلاتن فاعلاتن فاعلن
307 فاعلاتن مفاعلن فعلن
308 فاعلاتن فعِلاتن فعِلاتن فعلن
309 فعلاتن فاعلاتن فاعلن
310 فاعلاتن فاعلاتن فاعلن
311 مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن
312 مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن
313 مفاعیلن مفاعیلن فعولن
314 فاعلاتن فاعلاتن فاعلن
315 فاعلاتن مفاعلن فعلن
316 فاعلاتن فاعلاتن فاعلن
317 مفاعیلن مفاعیلن فعولن
318 مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلن
319 فاعلاتن مفاعلن فعلن
320 فعلن فعلن فعلن فعلن
321 مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن
322 فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن
323 فعول فعلن فعول فعلن فعول فعلن
324 مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن

باب نمبر 14

شاعری کے لیے اہم نکات

1. شاعری کرنے کے لیے فن شاعری (علم عروض) سے واقفیت سودمند ہے کیونکہ بے وزن اشعار کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے۔
2. جب کوئی حرف کسی لفظ کے آخر میں آئے تو اصل شکل میں لکھا جاتا ہے۔
3. نو حروف ث ح ذ ص ض ط ظ ع ق حرف عربی کے لیے مخصوص ہیں کیونکہ ان کی آوازیں اردو اور فارسی زبانوں میں نہیں پائی جاتیں۔
4. چودہ حروف عربی میں ا و ی حروف علت کہلاتے ہیں۔
5. ت ث د ذ ر ز س ش ص ض ط ظ ل ن شمسی حروف کہلاتے ہیں۔ ان سے پہلے آنے والا لام نہیں پڑھا جاتا مثلاً الرشید۔ النور
6. چودہ حروف اب ج ح ع غ ف ق ک م و ہ ی قمری حروف کہلاتے ہیں ان سے پہلے آنے والا لام پڑھا جاتا ہے۔ مثلاً القدیر
7. صحیح حروف ایسے ہیں جو کہ متحرک یا کہ ساکن ہوتے ہیں مثلاً یثرب میں ی
8. ہمزہ الف صحیح ہے اور اسے ایک حرف تسلیم کیا جاتا ہے۔ ہمزہ سمیت عربی کے حروف کی کل تعداد 29 ہے۔
9. ہمزہ سمیت فارسی حروف کی تعداد 33 ہے۔
10. علم تعریب سے مراد کسی غیر زبان کے لفظ کو عربی بنانا ہے اور نیا بننے والا لفظ معرّب کہلاتا ہے۔
11. اہل عرب چونکہ ٹ نہیں بول سکتے اس لیے ط استعمال کرتے ہیں مثلاً طوفان (Typhon)
12. اگر اردو زبان میں کسی لفظ میں ن کے بعد ب آئے تو ن کا تلفظ م کی طرح ہو جاتا ہے۔ مثلاً منبر، عنبر، وغیرہ

13. یائے تحتانی کی دو صورتیں مثلاً ی کو یائے معروف یا چھوٹی یائے کہتے ہیں۔ اسی طرح ے کو یائے مجہول یا بڑی یائے کہا جاتا ہے۔
14. نقطے والے حرف کو معجمہ اور بے نقطہ کو مہملہ کہا جاتا ہے۔
15. یائے تحتانی دس حروف کے ساتھ مخلوط ہو سکتی ہے۔ مخلوط حرف ایسے حرف کو کہا جاتا ہے جو اپنے ماقبل حرف کے ساتھ مل کر ایک حرف کے مساوی آواز پیدا کرے مثلاً لفظ کیا میں 'ک' کے ساتھ ی مخلوط ہو جاتی ہے۔ اشعار کی تقطیع کرتے وقت کیا کو کا پڑھا جاتا ہے۔ یائے تحتانی دس حروف کے ساتھ مخلوط ہو سکتی ہے، جو کہ یہ ہیں ب، پ، ت، ج، چ، ڈ، ش، ک، گ، ن
16. یائے تحتانی کے علاوہ سات حروف ر، د، ت، ٹ، د، ڈ اور ن غنہ بھی مخلوط ہو سکتے ہیں۔
17. الفاظ کو فارسی زبان میں لانے کا عمل تفریس کہلاتا ہے اور نیا لفظ (مفرس) بنتا ہے۔
18. اسی طرح اردو زبان میں عمل تاوید سے موء رد اور ہندی زبان میں عمل تہنید سے نیا لفظ (مہند) وجود میں آتا ہے۔ جبکہ عربی زبان میں یہ عمل تعریب کہلاتا ہے۔
19. اردو زبان میں اعراب کا نظام عربی اور ہندی کے نظاموں سے ترتیب دیا گیا ہے۔ ان علامات میں فتح کسرہ ضمہ تسکین (جزم) تشدید (شد) اور تنوین شامل ہیں۔
20. عربی اور فارسی زبان میں ن غنہ نہیں ہے۔
21. ایرانی فارسی زبان پہلوی سے ماخوذ ہے جبکہ افغانی فارسی کا ماخذ قدیم زبان روی ہے۔
22. فارسی زبان میں مرکبات بناتے وقت اگر مضاف، موصوف یا جار کا آخری حرف علت نہ ہو تو اضافت کے لیے صرف کسرہ اضافت ہی کافی ہے، مثلاً چشمِ نرگس، حورانِ خلد وغیرہ

23. اگر حرف آخر الف واؤ یا 'ہ' (حرف علت) ہو مگر حرف صحیح کے طور پر استعمال کیا گیا ہو تو بھی کسرہ اضافت لکھنا کافی ہے۔ مثلاً محوِ تماشا، نگاہِ ناز، پرتوِ خورشید وغیرہ

24. اگر حرف آخر الف واؤ یا ہ کو حرف علت کے طور پر استعمال کیا گیا ہو تو کسرہ اضافت لگانے سے پہلے ایک اضافی ی کا اضافہ کیا جاتا ہے مثلاً تماشای اہل کرم، دانای راز، بوی گل وغیرہ۔ غالب نے ی یا ے کے اوپر ہمزہ لکھنے کو عقل کو گالی دینا کہا ہے۔ مثلاً دانائے راز لکھنا غلط ہے۔ کچھ لوگ ی/ے پر ہمزہ تو نہیں لکھتے دوے/ای لکھتے ہیں مثلاً دانایے راز وغیرہ

25. ہندی الفاظ کے آخر میں حروف علت دب کر نکلتے ہیں اور تقطیع میں شمار نہیں کیے جاتے۔ مثلاً کو، جو، سے، ہی، صرف ک۔ج۔س اور ہ شمار ہوتے ہیں۔

26. واؤ معدولہ تلفظ میں نہیں آتی اس لیے اس کو تقطیع میں شمار نہیں کیا جاتا مثلاً خواب کو خاب اور خود کو خد شمار کیا جاتا ہے۔

27. واؤ عاطفہ دو کلموں کو ملاتی ہے۔ اس کو بھی تقطیع میں شمار نہیں کیا جاتا کیونکہ یہ اپنے سے پہلے حرف پر ہلکا پیش ظاہر کرتی ہے۔

28. ھائے مخلوط وہ 'ہ' ہے جو دوسرے حروف کے ساتھ مل کر پڑھی جاتی ہے۔ مثلاً گھر بھر۔ بھی کو گر۔ بر اور بی کے وزن میں شمار کیا جاتا ہے کیونکہ ہائے مخلوط کا تقطیع میں شمار نہیں کیا جاتا۔

29. جب کسی لفظ میں دو ساکن حروف ساتھ ساتھ آ جائیں تو دوسرا ساکن حرف متحرک ہو جاتا ہے، مثلاً نام، کام، بام

چاندنی میں بام پر سویا نہ کر

30. اگر کسی لفظ میں تین حروف ساکن ہوں تو اس صورت میں تیسرا ساکن گر جاتا ہے۔ جیسے دوست کو دوس اور راست کو راس شمار کیا جاتا ہے۔

31. تشدید والے حرف کو دو حرفی شمار کرتے ہیں۔

32. دو زبر دو زیر والے اور دو پیش والے حروف کو دو حرفی شمار کیا جاتا ہے۔

33. مَد والے الف (آ) کو دو حرفی شمار کیا جاتا ہے کیونکہ اس دو الف ہوتے ہیں۔

34. الف مقصورہ یعنی کھڑا زبر ایک حرف شمار ہوتا ہے۔ مثلاً موسیٰ کو موسا اور عیسیٰ کو عی سا شمار کرتے ہیں۔

35. ہمزہ والی واؤ (وٴ) اور ہمزہ والی یائے (یٴ/ئی) کو دو حروف شمار کیا جاتا ہے۔

36. الف وصل وہ ہوتا ہے جس کا ماقبل حرف ساکن ہو۔ اس صورت میں ساکن حرف اگلے حرف کے ساتھ مل کر واصل ہو جاتا ہے۔ مثلاً تیر انداز میں الف سے پہلا حرف ساکن ہے۔ الف واصل ہو جانے سے تیرنداز پڑھا جاتا ہے اور پورا لفظ تی رن داز بن جاتا ہے۔

37. ہندی الفاظ پاؤں، گیہوں، چھاؤں، بھیجو، میں حرف واؤ (و) کو کھینچ کر فعلن کے وزن میں پڑھنا غلط ہے۔ اسی طرح ناؤ اور الاؤ میں بھی واؤ کو کھینچ فعولن کے وزن پر پڑھنا غلط ہے۔

38. نونِ غنہ لفظ کے آخر میں ہو تو یہ شمار نہیں کیا جائے گا۔ مثلاً کہاں کو کہا، اور جہاں کو جہا سمجھا جائے گا۔

39. عربی الفاظ کے آخر میں موجود الف گر جاتا ہے، مثلاً لاتقطوا کا الف گر جاتا ہے۔

40. ہمزہ (ء) عربی زبان کا پہلا حرف ہے یہ الف کے بغیر کھڑا نہیں ہو سکتا۔

41. اور کو بعض اوقات اُر کے وزن پر پڑھا جاتا ہے۔

42. اگر سہ حرفی الفاظ کے آخر میں 'ہ' ہو تو یہ گر جاتی ہے، مثلاً ہمہ کو ہم شمار کیا جاتا ہے۔ اسی طرح چار حرفی الفاظ کے آخر میں واقع 'ہ' گر جائے گی مثلاً لالہ کو لال اور ژالہ کو ژال شمار کیا جاتا ہے۔

43. ہنسا اور منہ کا نون تقطیع میں شمار نہیں کیا جاتا اس لیے ہنسا کو ہس نا اور منہ کو من کے وزن میں باندھا جاتا ہے۔

44. فارسی اور عربی الفاظ کے آخر میں واقع 'ی' کو نہیں گرایا جاتا مثلاً اسیری، بلندی اور غریبی وغیرہ۔ اسی طرح فارسی اور عربی زبان کے الفاظ کے آخر میں واقع (و) کو بھی نہیں گرایا جاتا مثلاً آہو۔ پہلو وغیرہ

45. اردو شاعری میں اوزان شعر مختلف ارکان کی ترتیب سے تشکیل پاتے ہیں۔ یہ

ارکان تعداد میں دس ہیں اور ان کو ارکان عشرہ کہا جاتا ہے، فعولن۔ فاعلن۔ مفاعیلن۔ مفاعِلتن۔ فاعلاتن۔ فاع لاتن۔ مستفعلن۔ مس تفع لن۔ متفاعلن اور مفعولات

46. زحافات ان عوامل کو کہا جاتا ہے جو کہ ارکان عشرہ پر عمل کر کے ان میں کمی بیشی کرتے ہیں۔ اس طرح نئے ارکان معرضِ وجود میں آتے ہیں جو فروعات کہلاتے ہیں۔ عربی زحافات کی تعداد چھتیس (36) اور فارسی زحافات کی تعداد 15 ہے۔

47. فروعات کی مثالوں میں فعلن۔ فعول۔ فعِلاتن۔ مفعولن۔ مفاعلن۔ مفتعلن۔ فاعلن۔ فع۔ فاع۔ مفاعیل۔ فاعلات اور مفعول وغیرہ شامل ہیں (فروعات کی مکمل تفصیل زحافات کے باب میں دیکھیں)

48. علم عروض سے مراد وہ علم ہے جو کہ باوزن اور بے وزن کلام میں امتیاز کرتا ہے۔

49. مستند بحور کی کل تعداد 20 ہے۔

50. مفرد بحور کی تعداد سات ہے۔

51. مرکب بحور کی تعداد تیرہ ہے۔

52. قافیہ سے مراد وہ ہم وزن الفاظ ہیں جو مطلع کے دونوں مصرعوں میں اور ہر شعر کے دوسرے مصرع میں ردیف سے پہلے آتے ہیں۔ جبکہ ردیف سے مراد وہ الفاظ ہیں جو قافیہ کے بعد آتے ہیں مثلاً

تجھے پہچان کر ہم کیا کریں گے
حقیقت جان کر ہم کی کریں گے
کنارہ عشق کا کوئی نہیں ہے
یہ صحرا چھان کر ہم کیا کریں گے

(احسان اللہ ثاقب)

ان اشعار میں پہچان۔ جان اور چھان قوافی ہیں جبکہ ہم کیا کریں گے ردیف ہے۔

53. علم بیان سے مراد وہ قاعدے ہیں جن پر عمل کر کے ایک بات کو مختلف طریقوں سے ادا کیا جاتا ہے۔

54. تشبیہ سے مراد ایک چیز کو کسی صفت کے باعث دوسری چیز سے مشابہ قرار دینا ہے۔ مثلاً خوبصورت معشوق کو چاند سے اور محبوب کو بت سے تشبیہ دینا۔

55. جب الفاظ کو حقیقی معنوں کے علاوہ مجازی معنوں میں استعمال کیا جائے تو اسے مجاز مرسل کہا جاتا ہے۔

56. استعارہ سے مراد وہ لفظ ہے جو اپنے حقیقی معنوں کی بجائے مجازی معنوں میں استعمال ہو مگر حقیقی اور مجازی معنوں میں تشبیہ کا تعلق ہو۔ استعارہ عملاً تشبیہ کی ایسی قسم ہے جس میں حرف شبہ موجود نہیں ہوتا۔ مثلاً ''زید چاند کی طرح ہے'' تشبیہ ہے مگر ''زید چاند ہے'' استعارہ ہے

57. کنایہ سے مراد وہ لفظ ہے جو اس طرح استعمال کیا جاتا ہے کہ اس سے حقیقی اور مجازی دونوں معنی برابر لیے جا سکتے ہیں۔ مثلاً ''اس نے دھوپ میں بال سفید نہیں کیے'' کا مفہوم یہ ہے کہ وہ بوڑھا ہے اور تجربہ کار ہے۔

58. علم بدیع وہ علم ہے جس کے ذریعے کلام میں لفظی اور معنوی خصوصیات کے ذریعے اچھوتا پن پیدا کیا جاتا ہے۔

59. دو ارکان عشرہ فاعلاتن اور مستفعلن دو دو اشکال رکھتے ہیں۔ مثلاً فاعلاتن متصل صورت میں ہے اور اسے منفصل شکل فاع لاتن میں بھی لکھا جاتا ہے۔ اسی طرح مستفعلن (متصل) کو مس تفع لن (منفصل) شکل میں بھی لکھا جاتا ہے۔ وزن کے اعتبار سے ان شکلوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔ مثال کے طور پر لفظ مسکراہٹ بلحاظ وزن فاعلاتن مُس + کرا + ہٹ (فا + ع + لاتن) ہے جبکہ بمطابق فاع لاتن مسک + را + ہٹ (فاع + لا + تن) ہے۔ متصل اور منفصل ارکان میں فرق یہ ہے کہ ان پر زحافات کا عمل مختلف ہوتا ہے۔

60. اردو اور فارسی زبانوں میں کسی مصرع کا آخری حرف متحرک نہیں ہو سکتا ہے۔

اس لیے بحر متوفر (فاعلاتک فاعلاتک) ان زبانوں میں مستعمل نہیں ہے اور مہمل قرار پائی ہے۔

61. ماہرین عروض کی اکثریت اس اصول پر متفق ہے کہ ہر بحر کے رکن آخر میں حرف ساکن کا اضافہ کیا جا سکتا ہے یعنی آخری رکن مسبغ کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً فاعلن کو فاعلان اور فعلن کو فعلان کیا جا سکتا ہے۔ اسی طرح مفاعیلن کو مفاعیلان بھی باندھا جا سکتا ہے۔ درج ذیل شعر میں فاعلن کو فاعلان باندھا گیا ہے

اک یاد ہے کہ دامنِ دل چھوڑتی نہیں
اک بیل ہے کہ لپٹی ہوئی ہے شجر کے ساتھ (شکیب جلالی)

62. حروف ملفوظہ غیر مکتوبہ: وہ حروف ہیں جو کہ تلفظ میں آتے ہیں مگر لکھے نہیں جاتے مگر حالت تقطیع میں محسوب و مکتوب ہوتے ہیں۔ یہ چھ قسم کے ہیں

(i) الف مدہ: مثلاً بک گئے ہم بھی آہ کیا سستے

اس مصرعے کی تقطیع میں دو الف لکھے جاتے ہیں

(ii) واؤ مدہ: مثلاً عبدالرؤف

(iii) یائے بطنی: یہ یائے تحتائی حرف کی اضافت کھینچنے سے نکلتی ہے۔ رسم خط میں اس یائے بطنی کے عوض حرف کے نیچے کسرہ دے دیا جاتا ہے جیسے۔

کہ ہستم اسیرِ کمندِ ہوا

(iv) حروف علت زبان عربی میں اکثر حروف کے بطن سے الف، واؤ اور ی پیدا ہوتی ہے۔

(v) حرفِ مشدد: ایک حرف مشدد دو بار پڑھا جاتا ہے۔

(vi) حرف منون: جن حروف پر تنوین آئے مثلاً سہواً

63. حروف مکتوبہ غیر ملفوظہ: یہ حروف لکھنے میں آتے ہیں مگر پڑھنے میں نہیں آتے، یہ درج ذیل اقسام کے ہوتے ہیں

(1) الف (2) واؤ (3) یائے

(1) الف

(i) الف وصل: مثلاً ''سمجھ میں آئے نہ راز اس طلسمِ حیرت کا''

اس مصرعہ میں ''اس'' کا الف واصل ہو گیا ہے جس سے راز کا آخری حرف ''ز'' س سے مل گیا ہے

(ii) الف ہندی:

یہ الفاظ ہندی کے آخر میں فقرے کے درمیان میں آتا ہے۔ مثلاً ''نگاہ شوق سے آگے تھا کارواں دل کا'' اس فقرے میں تھا کا الف گر گیا ہے۔

(iii) الف جمع: افعال عربی میں آتا ہے مثلاً صدا ہر طرف طرّ قوا طرّ قوا ہے کے فقرہ میں الف کو تقطیع میں گرا دیا جاتا ہے۔

(iv) الف آخر لفظ عربی: مثلاً انا الحق کا الف ثانی ملفوظ نہیں ہوتا۔

(v) الف تنوین: یہ الف عربی میں حرف منّون کے بعد آتا ہے۔ مثلاً غالباً

(vi) الف لام ماقبل حروف شمسی مثلاً وحید العصر، الشمس

(vii) الف عربی ماقبل الف و لام: یہ الف بھی تقطیع میں نہیں آتا مثلاً ''ما سوا اللہ'' میں سوا کا الف

(viii) الف ماقبل نوں غنہ ہندی: مثلاً یہاں، وہاں، کہاں اور جہاں کا الف مثلاً چلے چلو جہاں لے جائے ولولہ دل کا۔ اس مصرعہ میں جہاں کا الف تقطیع سے گر گیا ہے۔

(2) واؤ

(i) واؤ عطف: مثلاً فصل خزاں ہے دست و گریباں بہار سے

(ii) واؤ بیان ضمہ جو کہ لفظ کے آخر میں آتا ہے مثلاً ہو، کو، تو وغیرہ

(iii) واؤ معدولہ: مثلاً اولوالعزم

(iv) واؤ اشمام ضمہ: یہ فارسی میں مفتوح یا مکسور کے بعد آتا ہے۔

(v) واؤ لین: اس سے قبل فتح ہوتا ہے اور درمیان لفظ یا لفظ کے آخر میں آتا ہے مثلاً قول، ہول اور ڈول

(vi) واؤ ماقبل الف ولام عربی، مثلاً ذوالجناح

(3) یائے

(i) یائے عربی ماقبل الف ولام

(ii) یائے لین ہندی: مثلاً شان ارفع ہے تری مرتبہ اعلیٰ تیرا میں ہے کی ی ساقط ہو جاتی ہے۔

(iii) دو یائے تحتانی ہندی

(iv) یائے مخلوط: مثلاً پیاس اور دھیان کی یائے

(v) یائے تحتانی ماقبل نون غنہ ہندی، مثلاً کہیں، نہیں اور ہمیں

(vi) یائے لین ماقبل نون غنہ ہندی، مثلاً ہیں اور میں

(vii) یائے مجہول ماقبل نون غنہ ہندی، مثلاً

دیکھیں کب تک آنکھیں دکھاتی ہیں وطن کی صورت

64. ہندی الفاظ میں حروف علت (ا۔و۔ی) کو بے تکلف گرا دیا جاتا ہے۔ تاہم عربی اور فارسی کے واؤ کو گرانے میں احتیاط ضروری ہے۔

باب نمبر 15

الفاظ کا تلفظ

باوزن شاعری کرنے کے لئے الفاظ کو ان کے درست تلفظ کے مطابق استعمال کرنا ضروری ہے۔ عربی کے درج ذیل اوزان اردو الفاظ کا وزن معلوم کرنے میں مدد کرتے ہیں۔ عربی کے ان اوزان کے سامنے ہم وزن اردو الفاظ کی فہرستدی گئی ہے تا کہ شعرائے کرام ان سے استفادہ کر سکیں۔

اِفعَال: پہلا حرف مکسور اور تیسرا حرف مفتوح مثلاً اِقدام، اِسلام، اِصلاح، اِنعام، اِکرام

اَفعال: پہلا حرف مفتوح مثلاً اَلفاظ، اَنوار، اَسرار، اَلطاف، اَخلاق، اَدوار، اَفواج، نادان، وجدان، آسان

اِنفِعال: پہلا اور تیسرا حرف مکسور مثلاً اِنحصار، اِنحراف، اِضطراب، اِنسداد، اِندمال، اِزدواج، اِمتحان، اِنقلاب، اِصطلاح، اِحتیاج، اِمتزاج، اِحتجاج

اِفتِعال: اِحترام، اِختصار، اِجتناب، اِتفاق، اِحتمال، اِعتدال، اِعتبار، اِفتتاح، اِنتخاب، اِلتماس، اِہتمام، اِلتفات

اِستِفعال: پہلا اور تیسرا حرف مکسور، اِستقلال، اِستغفار، اِستفسار، اِستعمال اِستعداد

تَفعِیل: پہلا حرفِ مفتوح اور تیسرا حرف مکسور مثلاً تَعریف، تَعلیم، تَہذیب، تَعظیم، تَردید، تَعمیل، تَفہیم، تَعبیر، تَشہیر

تَفاعُل: پہلا حرف مفتوح اور تیسرا حرف مضموم مثلاً تغافُل، تقابُل، تفاخُر، تساہُل، تجاہُل، تنافُر، تنازُع۔

تَفَعُّل: پہلا اور دوسرا حرف مفتوح مگر تیسرا حرف مشدد و مضموم مثلاً تکلُّم، تفکُّر، تکبّر، تغیّر، تعیّن، تاءثّر، ترشّح، تبسُّم، توکّل، ترنّم

فاعِلہ: تیسرا حرف مکسور مثلاً ذائقہ، داخلہ، فاتحہ، جامعہ، سانحہ، رابطہ، عارضہ

فُعَلَا: پہلا حرف مضموم مگر دوسرا اور تیسرا حرف مفتوح مثلاً عُلَما، شُہَدا، شُعَرا، غُرَبا، حُکَما، شُرَکا، فُصَحا، عُقَلا۔

فُعُول: پہلا اور دوسرا حرف مضموم مثلاً قُلُوب، بُحُور، عُیوب، حُروف، قُیود، اُمور، قُبور، سُکوت

مَفاعِل: پہلا حرف مفتوح چوتھا حرف مکسور مثلاً مَدارِج، مَساجِد، مَناظِر، مَراتِب، مَشاغِل، مَسائِل

مُفاعَلہ: پہلا حرف مضموم چوتھا حرف مفتوح مثلاً مُشاعِرہ، مُقابِلہ، مُعاوِضہ، مُطالِبہ، مُظاہِرہ، مُطالِعہ، مُباحِثہ، مُناظِرہ، مُکالِمہ

معروف الفاظ کا تلفظ

آخَر: خ مکسور

اَسرار: الف مفتوح

اُسلوب: الف مضموم

اُصول: الف مضموم

اِفشا: الف مکسور

اِفطار: الف مکسور

اِدارہ: الف مکسور

اَمارت: الف مفتوح

اُمُور: الف اورم مضموم

اَمر: الف مفتوح

بَرَکت: حروف اوّل، دوم اور سوم بہ فتح (مگر مستعمل اور مقبول وزن میں یہ سکون)

بَشارت: ب مکسور

بَہت: ب مکسور مگرہ مضموم

بِشت: حرف اول مکسور

بلند: پہلا حرف مکسور، مفتوح اور مضموم تینوں صورتوں میں درست ہے۔

بیاباں: پہلا حرف مکسور

پُختگی: پہلا حرف مضموم

پیالہ: پہلا حرف مکسور۔ بروزن نوالہ درست ہے۔ ی گرانا غلط ہے۔

تجربہ: پہلا حرف مفتوح تیسرا مکسور

ترجمہ: پہلا اور تیسرا حرف مفتوح

تشنہ: پہلا حرف مکسور

تَنازُع: پہلا حرف مفتوح چوتھا حرف (ز) مضموم

تَرکہ: پہلا حرف مفتوح دوسرا مکسور (مگر فصیح صورت میں حرف اول مفتوح اور دوم بہ سکون

تِلاوت: پہلا حرف مکسور

تبصرہ: پہلا حرف مفتوح جبکہ تیسرا حرف (ص) مکسور

تفرقہ: پہلا حرف مفتوح جبکہ تیسرا حرف (ر) مکسور

تَصَوّر: پہلا اور دوسرا حرف مفتوح جبکہ تیسرا حرف مشدد و مضموم

تمثال: پہلا حرف مکسور

تَصَوُّف: پہلا اور دوسرا حرف مفتوح جبکہ تیسرا (واؤ) مشدد اور مضموم

تصویر: پہلا حرف مفتوح

تَعارُف: پہلا اور دوسرا حرف مفتوح تیسرا حرف مضموم

تَعاقُب: پہلا اور دوسرا حرف مفتوح جبکہ تیسرا حرف مضموم

تَعاوُن: پہلا اور دوسرا حرف مفتوح تیسرا حرف (و) مضموم

ثُبوت: پہلا حرف مضموم

جُلوس: پہلا حرف مضموم

جدول: پہلا حرف مفتوح

جَراح: پہلا حرف مفتوح

جہالت: پہلا حرف مفتوح

جَرس: پہلا اور دوسرا حرف مفتوح
جُستجو: پہلا حرف مضموم
جِگر: پہلا حرف مکسور دوسرا مفتوح
جُوں: پہلا حرف مضموم
جَہالت: پہلا حرف مفتوح
خَسارہ: پہلا حرف مفتوح
خَبَر: پہلا اور دوسرا حرف مفتوح
خَتم: پہلا حرف مفتوح دوسرا حرف ساکن
خُدا: پہلا حرف مضموم
خَراش: پہلا حرف مفتوح
خَراج: پہلا حرف مفتوح
خرچ: پہلا حرف مفتوح دوسرا حرف ساکن
خِرد: پہلا حرف مکسور دوسرا حرف مفتوح
خِرمَن: پہلا حرف مکسور دوسرا حرف مفتوح
خَوّاں: پہلا اور دوسرا حرف مفتوح
خِشت: پہلا حرف مکسور دوسرا بہ سکون
خُشوع: پہلا حرف مضموم
خَلوَت: پہلا اور تیسرا حرف مفتوح
دُرخشاں: پہلا اور دوسرا حرف مضموم
دُرود: پہلا اور دوسرا حرف
دَریچہ: پہلا حرف مفتوح
دَہَن: یہ فتح اول و دوم حروف
دِیانَت: پہلا حرف مکسور چوتھا حرف مفتوح
رَاغِب: پہلا حرف مفتوح تیسرا حرف مکسور

رُخصَت: پہلا حرف مضموم تیسرا مفتوح
رَقص: پہلا حرف مفتوح دوسرا ساکن
رَقَم: پہلا حرف مفتوح دوسرا حرف مفتوح
رُعونت: پہلا حرف مضموم
رَمَضان: پہلا اور دوسرا حرف مفتوح (فصیح دوسرا حرف بہ سکون)
رُسُوخ: پہلا حرف مضموم
رَواج: پہلا حرف مفتوح
رُوک: پہلا حرف مضموم
رُوگ: پہلا حرف مضموم
رُجحان: پہلا حرف مضموم
رُومال: پہلا حرف مضموم
رِیاست: پہلا حرف مکسور
رِیاض: پہلا حرف مکسور
زاوِیہ: تیسرا حرف مکسور
زَبان: پہلا حرف مفتوح
زَخم: پہلا حرف مفتوح دوسرا ساکن
زَہر: پہلا حرف مفتوح (بروزن قہر)
سَبَق: پہلا دوسرا حرف مفتوح
سَبُک: پہلا حرف مفتوح دوسرا مضموم
سِرشت: پہلا حرف مکسور
سَمت: پہلا حرف مفتوح دوسرا ساکن
سُوال: پہلا حرف مضموم (فصیح بہ فتح اول)
سُخن: پہلا حرف مضموم دوسرا مفتوح
سُریلا: پہلا حرف مضموم

سُقم: پہلا اور دوسرا حرف مضموم

سِفارِش: پہلا حرف اور چوتھا حرف مکسور

سُلُوت: پہلا اور تیسرا حرف مضموم

سِلسِلہ: پہلا اور تیسرا حرف مکسور

سَلَف: پہلا اور دوسرا حرف مفتوح

سُلوک: پہلا حرف مضموم

سَمَندَر: پہلا۔ دوسرا اور چوتھا حرف مفتوح (بروزن قلندر)

سُوچ: پہلا حرف مضموم

سُوخت: پہلا حرف مضموم تیسرا حرف ساکن

سَہلانا: پہلا حرف مضموم

شَجاعَت: پہلا حرف مفتوح چوتھا حرف مفتوح

شَفَقَت: پہلا دوسرا اور تیسرا حرف مفتوح (فصیح دوسرا حرف بہ سکون)

شِکوہ: پہلا حرف مکسور (فصیح بہ کسرہ حرف اول)

شُکُون: پہلا اور دوسرا حرف مضموم

شِہاب: پہلا حرف مکسور

شکریّہ: ی مشدد ہے

شِکَست: پہلا حرف مکسور تیسرا حرف مفتوح

شَمع: پہلا حرف مفتوح دوسرا ساکن (بروزن کام)

شَہوَت: پہلا اور تیسرا حرف مفتوح

صُبح: پہلا حرف مضموم دوسرا ساکن (بروزن)

صَدَقہ: بہ فتح اول دوم وسوم (فصیح بہ سکون دوم)

صَرف: (بمعنی خرچ) بہ فتح اول بہ سکون دوم

صِرف: بمعنی فقط، بہ مکسور اوّل

صِحت: بہ کسرہ اول بہ سکون دوم

صُدُور: (صدر کی جمع) بہ ضمہ اول و دوم

صُعُوبت: بہ ضم اول و دوم

صِفَت: بہ کسرہ اول و فتح دوم

سِفیر: (ہندسہ۔ خالی) بہ کسرہ اول وسکون دوم

صَفَر: (بیماری۔ مہینے کا نام) بہ فتح اول و دوم

صِنف: بہ کسرہ اول وسکون دوم

ضَمَم: بہ فتح اول و دوم

ضَابِطَہ: بہ فتح اول بہ کسرہ سوم و بہ فتح چہارم

ضَخَامت: بہ فتح اول و دوم

ضَرب: بہ فتح اول بہ سکون دوم

ضَرور: بہ فتح اول

ضَوابِط: بہ فتح اول و بہ فتح چہارم

طَرَب: بہ فتح اول و دوم

طَرح: بہ فتح اول بہ سکون دوم

طَرَفین: بہ فتح اول و دوم

طَلَبہ: بہ فتح اول دوم وسوم

طُلُوع: بہ ضم اول و دوم

طُیُور: بہ ضم اول و دوم

طُغیانی: بہ ضم اول

طِفل: بہ کسرہ اول بہ سکون دوم

طِلِسم: بہ کسرہ اول و دوم بہ سکون سوم

ظُلم: بہ ضمہ اول بہ سکون دوم

ظُہور: بہ ضم اول

عاقِبَت: بہ کسرہ سوم بہ فتح چہارم

عارِضہ: بہ کسرہ سوم
عَروس: بہ فتح اول
عالِم: (جاننے والا) بہ کسرہ سوم
عالَم: (جہان) بہ فتح سوم
عِبادَت: بہ کسرہ اول بہ فتح چہارم (بروزن عبارت)
عَبَث: بہ فتح اول و دوم
عَدالَت: بہ فتح اول و چہارم
عَرَب: بہ فتح اول و دوم
عَرش: بہ فتح اول بہ سکون دوم
عَرَض: بہ فتح اول و دوم
عَقل: بہ فتح اول بہ سکون دوم (بروزن عکس)
عَلامَت: بہ فتح اول و چہارم
عِلم: (دانش) بہ کسرہ اول بہ سکون دوم
عَلَم: (پرچم) بہ فتح اول و دوم
عُلوم: بہ ضم اول و دوم
عُمر: (عرصہ حیات) بہ ضمہ اول بہ سکون دوم
عِنَب: (انگور) بہ کسرہ اول بہ فتح دوم
عَہد: (وعدہ۔ زمانہ) بہ فتح اول بہ سکون دوم
عُشر: بہ ضمہ اول بہ سکون دوم
عَروس: بہ فتح اول
عِطر: بہ کسرہ اول بہ سکون دوم
عُجلت: بہ ضمہ اوّل
عُبودیَت: بہ ضمہ اوّل بہ فتح پنجم
عُذر: بہ فتح اول بہ سکون دوم

عُنصَر: بہ ضمہ اول بہ فتح سوم
عِیال: بہ کسرہ اول
عِیادَت: بہ کسرہ اول بہ فتح چہارم
عُضو: بہ ضم اول بہ سکون دوم
عَلاقہ: (جاگیر) بہ فتح اول
عِلاقہ: (تعلق) بہ کسرہ اول
عُنفوان: بہ ضمہ اول
عَروض: بہ فتح اول
عَرَق: بہ فتح اول و دوم
عِیال: بہ کسرہ اول
غَبن: بہ فتح اول بہ سکون دوم (بروزن عقل)
غَرب: بہ فتح اول بہ سکون دوم (بروزن مشرق، غرق)
غَدر: بہ فتح اول بہ سکون دوم
غِذا: بہ کسرہ اول
غَرَض: بہ فتح اول و دوم
غَزَل: بہ فتح اول و دوم بروزن غضب
غَفلت: بہ فتح اول بہ سکون دوم
غُلام: بہ ضم اول
غَلَط: بہ فتح اول و دوم
غُلغُلہ: بہ ضمہ اول و سوم بہ سکون دوم
فاصِلہ: بہ کسرہ سوم
فَتح: بہ فتح اول بہ سکون دوم
فِراغ: بہ کسرہ اول
فِرشتہ: بہ کسرہ اول

فَرض: به فتح اول به سکون سوم (به وزن قرض۔ رقص)
فَراغَت: به فتح اول و چهارم
فِراغ: به کسره اول
فِرار: به کسره اول
فُضُول: به ضمه اول و دوم
فَها: به فتح اول
قُنُون: به ضم اول و دوم
قابِل: به کسره سوم
قافِلہ: به کسره سوم
قَبل: به فتح اول به سکون دوم
قَدر: (عزت مقدار) به فتح اول به سکون دوم
قَدَر: (تقدیر) به فتح اول و دوم
قِرطاس: به کسره اول
قِطار: به کسره اول (فصیح به فتح اول)
قَلَندر: به فتح اول دوم و چهارم (بروزن سمندر)
قَلعہ: به فتح اول
قِندیل: به کسره اول
قَناعت: به فتح اول
قِطعہ: به کسره اول (به فتح اول غلط)
قَدَح: بمعنی پیالہ، به فتح اول و دوم
قَدح: (مذمت) به فتح اول به سکون دوم
قَبل: (پہلے) به فتح اول وسکون دوم
قَہقَہہ: به فتح اول سوم و چهارم (ہ)
کاغَذ: به فتح سوم

گَسَر: به فتح اول و دوم
کِشت: (کھیتی) به کسره اول
گَشف: به فتح اول و به سکون دوم
گَفالَت: به فتح اول و چهارم
گَنارہ: به فتح اول
گِلمَہ: به فتح اول و سوم اور به کسره دوم (فصیح به سکون دوم)
کِرِشمہ: به کسره اول و دوم
کِلید: به کسره اول
گِراں: به کسره اول
گِرامی: به کسره اول
گِرداب: به کسره اول
گَرہمن: به سکون اول
گُلِستان: به ضم اول به کسره سوم
گُلِستان: به ضم اول به کسره دوم
گِریبیاں: به کسره اول و دوم (فصیح به سکون اول)
گَرم: به فتح اول به سکون دوم
گُزارِش: به ضم اول و به کسره چهارم
گُزِشتہ: به ضم اول و به کسره دوم
لازِم: به کسره سوم
لاغَر: به کسره سوم (بروزن لاحق)
لَحد: به فتح اول و دوم
لِحاظ: به کسره اول
لُطف: به ضم اول و به سکون دوم
لَفظ: به فتح اول به سکون دوم

ماتَم: بہ فتح سوم

مُبالَغہ: بہ ضم اول بہ فتح چہارم

مُنتَخَب: (چنا ہوا) بہ ضم اور بہ فتح چہارم

مُنتَخِب: (چننے والا) بہ ضم اول اور بہ کسرہ چہارم

مُترجِم: بہ ضم اول بہ فتح دوم بہ کسرہ چہارم

مَحفِل: بہ فتح اول و بہ کسرہ سوم

مِٹانا: بہ کسرہ اول

مَحَل: بہ فتح اول و دوم

مَحمِل: (اونٹ کا ہودہ۔ لیلیٰ کی سواری) بہ فتح اول بہ کسرہ سوم

مُنتَظَر: جس کا انتظار کیا جائے

مُنتَظِر: انتظار کرنے والا

مَدرَسہ: بہ فتح اول وسوم

مَصلَحت: بہ فتح اول وسوم

مُصحَف: بہ ضم اول بہ سکون دوم اور بہ فتح سوم

مُخاطَب: بہ ضم اول اور بہ فتح چہارم

مَجاز: (غیر حقیقی) بہ فتح اول

مُجاز: (اجازت یافتہ) بہ ضم اول

مَشَقت: بہ فتح اول و دوم

مُطلَق: بہ ضم اول بہ فتح سوم

مَسجِد: بہ فتح اول بہ کسرہ سوم

مُشاعَرہ: بہ ضم اول بہ فتح چہارم

مَعرِفَت: بہ فتح اول و چہارم

مُعتَرِف: بہ ضم اول و بہ کسرہ چہارم

مُعتَرِض: بہ ضم اول بہ سکون سوم و چہارم

مُنعَقِد: بہ ضم اول بہ فتح سوم و بہ کسرہ چہارم

مَنفَعَت: بہ فتح اول سوم و چہارم

مَنقَبَت: بہ فتح اول سوم و چہارم

مُنقَسِم: (تقسیم کیا گیا) بہ ضم اول بہ کسرہ سوم و چہارم

مُنقَسِم: (تقسیم کرنے والا) بہ ضم اول بہ فتح سوم و بہ کسرہ چہارم

مُبارَک: بہ ضم اول و بہ فتح چہارم

نَجات: بہ فتح اول

نِکات: بہ کسرہ اول

نازُک: بہ ضم سوم

نظّارہ: ظ کی تشدید اور تخفیف دونوں درست ہیں (بروزن کنارہ باندھا جا سکتا ہے)

نَشاط: بہ فتح اول

نَشتر: بہ فتح اول

نُمائش: بہ ضم اول

نَوید: بہ فتح اول

نِشَست: بہ کسرہ اول بہ فتح دوم

نِظامَت: بہ کسرہ اول بہ فتح چہارم

نَظم: بہ فتح اول بہ سکون دوم

واپَس: بہ فتح سوم

واجِب: بہ کسرہ سوم

وابَستہ: بہ فتح سوم

واحِد: بہ کسرہ سوم

وَحشَت: بہ فتح اول وسوم

وُصُول: بہ ضم اول و دوم

صابر۔

وَجاہَت: بہ فتح اول و چہارم

وَجد: بہ فتح اول بہ سکون دوم

وُجُود: بہ ضم اول و دوم

وُضُو: بہ ضم اول و دوم

وَرَق: بہ فتح اول و دوم

وَرزِش: بہ فتح اول و بہ کسرہ سوم

وَصل: بہ فتح اول بہ سکون دوم

وَصف: بہ فتح اول بہ سکون دوم

ہجر: بہ کسرہ اول بہ سکون دوم

ہجراں: بہ کسرہ اول

ہونہار: بہ سکون دوم

مُعتبر

باب نمبر 16

ہم قافیہ الفاظ

فعلن:

- اپنا۔ سپنا۔ ایطا۔ انشا۔ اچھا۔ افشا۔ برسا۔ بہتا۔ بہرا۔ برکھا۔ برپا۔ پیاسا۔ پیدا۔ پہنچا۔ پایا۔ پودا۔ پرکھا۔ پسپا۔ پروا۔ ترسا۔ تیرا۔ ترچھا۔ تنہا۔ ٹوٹا۔ جاتا۔ جمنا۔ جھونکا۔ جچتا۔ چسکا۔ چرچا۔ چوڑا۔ خاصا۔ دریا۔ ریکھا۔ رویا۔ رادھا۔ رانجھا۔ رسیا۔ روکھا۔ سپنا۔ سوکھا۔ سایہ۔ سمجھا۔ سہرا۔ سانچا۔ سیدھا۔ صہبا۔ صحرا۔ طیبہ۔ عنقا۔ کڑوا۔ گویا۔ گنجا۔ گرجا۔ لایا۔ لمبا۔ لاوا۔ مینا۔ مرزا۔ موٹا۔ مولا۔ میلا۔ مایا۔
- بچنا۔ بڑھنا۔ پڑھنا۔ پلنا۔ تلنا۔ ٹلنا۔ جلنا۔ چلنا۔ ڈھلنا۔ ملنا
- آیا۔ پایا۔ تایا۔ جایا۔ ڈھایا۔ کھایا۔ لایا۔ مایا۔ گایا
- جالب۔ جاذب۔ جانب۔ حاجب۔ راتب۔ راغب۔ راہب۔ طالب۔ قالب۔ عاقب۔ غاصب۔ صاحب۔ مغرب۔ موجب۔ کاذب۔ شارب۔ مطرب
- آمد۔ ابجد۔ احمدؐ۔ اسود۔ جامد۔ حاسد۔ زاہد۔ شاید۔ گنبد۔ مرشد۔ مقصد۔ مسند۔ مرتد۔ معبد۔ مسجد۔ موجد۔ قاصد۔ فاسد۔ واحد۔ والد۔ وارد
- ازبر۔ اکبر۔ انور۔ اکثر۔ اندر۔ اوپر۔ اختر۔ احمر۔ امبر۔ استر۔ اظہر۔ بستر۔ برتر۔ باہر۔ بنجر۔ بندر۔ بہتر۔ پتھر۔ تیور۔ ٹھوکر۔ ٹھاکر۔ ٹرٹر۔ جوہر۔ چادر۔ خنجر۔ خاور۔ خوگر۔ دَر دَر۔ داور۔ رہبر۔ ششدر۔ شوہر۔ صادر۔ کنکر۔ کوثر۔ کالر۔ لشکر۔ لنگر۔ مرمر۔ محور۔ مندر۔ منتر۔ منظر۔ منبر۔ محضر۔ نشتر۔ نمبر۔ مضطر۔ مادر۔
- آجر۔ آخر۔ باہر۔ تاجر۔ جابر۔ حاضر۔ ذاکر۔ زائر۔ ساحر۔ شاکر۔ صابر۔ کافر۔ طائر۔ قادر۔ ماہر۔ منکر

- آتش۔ یادش۔ بخشش۔ بندش۔ پوشش۔ تابش۔ جنبش۔ خواہش۔ خارش۔ دانش۔ رنجش۔ سازش۔ سوزش۔ کاوش۔ کوشش۔ گردش۔ لغزش۔ نازش۔
- آنچل۔ افضل۔ اکمل۔ اول۔ اوجھل۔ بادل۔ بے کل۔ بوتل۔ پاگل۔ پیدل۔ جنگل۔ دنگل۔ صندل۔ کاجل۔ کویل۔ مشعل۔ مہمل
- پائل۔ حائل۔ زائل۔ سائل۔ گھائل۔ مائل
- باطل۔ جاہل۔ حاصل۔ حامل۔ داخل۔ ساحل۔ شامل۔ عادل۔ عامل۔ غافل۔ قابل۔ کامل۔ کاہل
- آدم۔ اعظم۔ برہم۔ پیہم۔ پرچم۔ چہلم۔ رستم۔ ریشم۔ زمزم۔ سرگم۔ عالم۔ مریم۔ محرم۔ محکم۔ ماتم۔ مدہم۔ مبہم
- آنگن۔ آہن۔ برتن۔ بچپن۔ بندھن۔ جوگن۔ جیون۔ خرمن۔ دامن۔ درپن۔ رہزن۔ دھڑکن۔ درجن۔ دشمن۔ ساون۔ سوتن۔ کندن۔ گردن۔ گلشن۔ مسکن
- آساں۔ ارزاں۔ ارماں۔ احساں۔ ایواں۔ امکاں۔ ایماں۔ پرساں۔ پایاں۔ جاناں۔ چسپاں۔ خوباں۔ حیواں۔ خواہاں۔ داماں۔ درباں۔ درماں۔ دیواں۔ دوراں۔ زنداں۔ ساماں۔ سوزاں۔ شایاں۔ عصیاں۔ عنواں۔ طوفاں۔ فرماں۔ قرآں۔ کلیاں۔ گلیاں۔ قرباں۔ یکساں۔
- پردہ۔ پختہ۔ پہرہ۔ تمغہ۔ چہرہ۔ چشمہ۔ خطبہ۔ خدشہ۔ خامہ۔ خانہ۔ خطرہ۔ خفیہ۔ رستہ۔ رتبہ۔ زینہ۔ شیشہ۔ صدقہ۔ صیغہ۔ صفحہ۔ طبقہ۔ طبلہ۔ طرفہ۔ کمرہ۔ کوچہ۔ کعبہ۔ نقشہ۔ سرفہ۔ سرقہ۔ سدرہ۔ سادہ۔ سکہ۔ سایہ۔ شجرہ۔ شوشہ۔ فاقہ۔ قطرہ۔ قصہ۔ قبضہ۔ لقمہ۔ لاشہ۔ میلہ۔ نقطہ۔ نکتہ۔ نامہ۔ نکرہ۔ نظفہ۔ نالہ۔ نمدہ۔ وعدہ۔ ورثہ۔ ہفتہ
- آندھی۔ اگلی۔ انگلی۔ اجلی۔ باسی۔ بازی۔ برجی۔ باندی۔ بجلی۔ بجری۔ پگڑی۔ پگلی۔ پسلی۔ پتلی۔ پہلی۔ پچھلی۔ پنچھی۔ پوری۔ پونجی۔ پاکی۔ پانی۔ پھیکی۔ تیری۔ تیزی۔ تندی۔ ترچھی۔ تتلی۔ ٹہنی۔ جنگلی۔ چڑی۔ چوکی۔ چغلی۔

چٹکی۔ چابی۔ چاندی۔ حامی۔ خالی۔ خامی۔ درزی۔ داغی۔ دبلی۔ دوری۔ دُگنی۔ ڈفلی۔ روئی۔ رنڈی۔ سردی۔ شیشی۔ فوری۔ قافی۔ کوئی۔ صوفی۔ گرمی۔ لمبی۔ مرضی۔ مہنگی۔ مالی۔ ناری۔ نقلی۔ نوری۔

فاعلاتن

- آمرانہ۔ آزمانا۔ آشیانہ۔ احتراماً۔ بادشاہی۔ بے قراری۔ تلملاہٹ۔ جگمگاہٹ۔ رازداری۔ تازیانہ۔ گنگنانا۔ مسکراہٹ

فاع لاتن

آپ آئے۔ بات سن کر۔ بات کر کے۔ پھول مہکے۔ رات جاگے۔ جام لے کر۔ نام لے کر۔ کام کر کے۔ شام مہکی۔ خواب دیکھے۔

مستفعلن

- اے دل بتا۔ بیگانگی۔ حیرانگی۔ ویرانگی۔ وابستگی۔ وارفتگی۔ دل بستگی۔ یہ زندگی۔ تابندگی۔ بے چارگی۔

مس تفع لن

- اک بات ہے۔ اک راز ہے۔ اک شام تھی۔ یہ روپ ہے۔ انسان ہے۔ افسوس ہے۔ حیران ہے۔ ویران ہے۔ سنسان ہے۔

فاعلان

- آبشار۔ آشکار۔ آر پار۔ استوار۔ انکسار۔ اشکبار۔ انتظار۔ افتخار۔ انتشار۔ اشتہار۔ برقرار۔ بے قرار۔ بار بار۔ بختیار۔ بردبار۔ پائیدار۔ تاجدار۔ خاکسار۔ راز دار۔ زرنگار۔ سازگار۔ شہسوار۔ شرمسار۔ شاہکار۔ شعلہ بار۔ کوہسار۔ غم گسار۔ ماہوار۔ مرغزار

فاعلن

- آشنا۔ آتما۔ آبلہ۔ آگیا۔ ابتدا۔ ارتقا۔ بے وفا۔ بے حیا۔ باوفا۔ بوریا۔ رہ نما۔ سلسلہ۔ سامنا۔ سورما۔ مامتا۔ ماجرا۔ ماورا۔ مصطفیٰ۔ مدعا۔ ماسوا۔ ناروا۔ ناخدا۔

- آستاں۔ آسماں۔ آشیاں۔ امتحاں۔ بے زباں۔ راز داں۔ سائباں۔ کارواں۔ باغباں۔ رائیگاں
- آئنہ۔ المیہ۔ تبصرہ۔ جائزہ۔ حاشیہ۔ خاتمہ۔ خارجہ۔ دائرہ۔ ذائقہ۔ زاویہ۔ تجزیہ۔ زلزلہ۔ سانحہ۔ سلسلہ۔ فاختہ۔ قافلہ۔ قہقہہ۔ معرفہ۔ ممکنہ۔ مضحکہ۔ مرحلہ۔ مرتبہ۔ معجزہ۔ محکمہ۔ ناظرہ۔ ناطقہ۔ نظریہ۔ واقعہ۔ شوقیہ۔ عالیہ۔ تعزیہ۔ یومیہ
- آگہی۔ آدمی۔ اجنبی۔ ان کہی۔ اردلی۔ بانسری۔ بزدلی۔ بہتری۔ بے حسی۔ بے رخی۔ تازگی۔ دوستی۔ دلکشی۔ راستی۔ روشنی۔ رخصتی۔ خارجی۔ داخلی۔ جوہری۔ خامشی۔ زندگی۔ سامری۔ ساحری۔ سرمئی۔ شاعری۔ سرکشی۔ کاغذی۔ گندگی۔ مثنوی۔ معنوی۔ مرکزی۔ مشتری۔ مذہبی۔ منطقی۔ ملتوی۔ واقعی

مفعولن

- اترانا۔ بلوانا۔ بہلانا۔ پچھتانا۔ تڑپانا۔ دلوانا۔ سمجھانا۔ شرمانا۔ فرمانا۔ گرمانا۔ مرجھانا۔ مسکانا۔ لٹکانا۔ منوانا۔
- اقلیت۔ اصلیت۔ اہلیت۔ تربیت۔ حریت۔ حیثیت۔ خاصیت۔ ذہنیت۔ رکنیت۔ زوجیت۔ شخصیت۔ شہریت۔ شعریت۔ عافیت۔ قومیت۔ ملکیت۔ محویت
- آوارہ۔ انگارہ۔ بنجارہ۔ سیارہ۔ طیارہ۔ کفارہ۔ نظارہ۔ فوارہ۔ نقارہ۔ ہرکارہ۔
- افسانہ۔ بتخانہ۔ بیگانہ۔ پروانہ۔ پیمانہ۔ جرمانہ۔ دستانہ۔ دیوانہ۔ رندانہ۔ روزانہ۔ شاہانہ۔ شکرانہ۔ ماہانہ۔ مردانہ۔ میخانہ۔ یارانہ۔ ویرانہ۔
- آسانی۔ استانی۔ ارزانی۔ انسانی۔ ایمانی۔ بیگانی۔ پہچانی۔ پیشانی۔ تابانی۔ جولانی۔ دیوانی۔ روحانی۔ رحمانی۔ سامانی۔ شیطانی۔ طولانی۔ طوفانی۔ عریانی۔ نورانی۔ نصرانی۔ قربانی۔ وجدانی۔

فعولن

- اجالا۔ اڑایا۔ اٹھایا۔ بنایا۔ پلندا۔ تماشا۔ تمنا۔ سنہرا۔ سویرا۔ سجایا۔ ستایا۔ سنایا۔

سمایا۔ کھلونا۔ کلیسا۔ گویا۔ منایا۔ مداوا۔

- بسانا۔ بنانا۔ پرانا۔ جلانا۔ جگانا۔ چرانا۔ چبانا۔ دبانا۔ ڈرانا۔ رلانا۔ سنانا۔ سلانا۔ سمانا۔ سجانا۔ سہانا۔ ستانا۔ گرانا
- اجازت۔ امانت۔ اطاعت۔ اقامت۔ ارادت۔ اذیت۔ امامت۔ بصارت۔ تمازت۔ جسارت۔ جراحت۔ جہالت۔ حرارت۔ حراست۔ حجامت۔ حمایت۔ حقیقت۔ دلالت۔ رقابت۔ رعونت۔ رفاقت۔ ریاضت۔ رعایت۔ ریاست۔ روایت۔ سماعت۔ سیاست۔ سلاست۔ شرافت۔ شجاعت۔ شراکت۔ صعوبت۔ صداقت۔ ضیافت۔ ضخامت۔ ضرورت۔ قرابت۔ قیادت۔ کثافت۔ کرامت۔ کراہت۔ کفالت۔ لیاقت۔ کتابت۔ ندامت۔
- بھڑکنا۔ پرکھنا۔ ترسنا۔ جھلکنا۔ چمکنا۔ چٹخنا۔ دہکنا۔ کھٹکنا۔ گزرنا۔ لپکنا۔ مہکنا۔ مٹکنا۔
- ابھرنا۔ اترنا۔ بکھرنا۔ سنورنا۔ گزرنا۔ مکرنا۔ نکھرنا
- اندھیرا۔ بسیرا۔ بکھیرا۔ پھریرا۔ چپیرا۔ چھیریرا۔ سویرا۔ مچھیرا۔ لٹیرا۔
- بہاراں۔ پشیماں۔ پریشاں۔ چراغاں۔ خراماں۔ شبستاں۔ فروزاں۔ گریباں۔ گریزاں۔ مسلماں۔ نمکداں۔
- ادائیں۔ بلائیں۔ دعائیں۔ سزائیں۔ صدائیں۔ نوائیں۔ قبائیں۔ گھٹائیں۔ سزائیں۔ سنائیں۔ وفائیں۔ ہوائیں
- اشاروں۔ بہاروں۔ دیاروں۔ حصاروں۔ کناروں۔ ستاروں۔ شراروں۔ سہاروں۔ نظاروں۔ غباروں۔ سواروں۔
- اذانوں۔ اڑانوں۔ بہانوں۔ ترانوں۔ جوانوں۔ چٹانوں۔ دکانوں۔ خزانوں۔ زبانوں۔ کمانوں۔ مچانوں۔
- اجالوں۔ پیالوں۔ خیالوں۔ خصالوں۔ شوالوں۔ مثالوں۔ گوالوں۔ مقالوں۔ نوالوں۔ غزالوں۔ کدالوں۔
- اناؤں۔ بلاؤں۔ جفاؤں۔ خداؤں۔ خلاؤں۔ جزاؤں۔ دعاؤں۔ دواؤں۔

- ضداؤں۔ سزاؤں۔ فضاؤں۔ قباؤں۔ گھٹاؤں۔ نواؤں۔ وفاؤں۔ ہواؤں۔
- اثاثہ۔ احاطہ۔ تماشہ۔ جریدہ۔ خلیفہ۔ صحیفہ۔ شگوفہ۔ سلیقہ۔ طریقہ۔ کرشمہ۔ شکستہ۔ شکنجہ۔ نتیجہ۔ وظیفہ۔
- ادارہ۔ اشارہ۔ اجارہ۔ خسارہ۔ ستارہ۔ شرارہ۔ غرارہ۔ شمارہ۔ کنارہ۔ منارہ
- ارادہ۔ اعادہ۔ برادہ۔ پیادہ۔ زیادہ۔ کشادہ۔ لبادہ۔
- اسامی۔ انوکھی۔ اندھیری۔ امیری۔ ادھوری۔ برائی۔ بنائی۔ تجوری۔ تجلی۔ بھکاری۔ تعلّی۔ تمہاری۔ جوانی۔ خرابی۔ سیاہی۔ سفیدی۔ سنہری۔ شعوری۔ صراحی۔ مجازی۔ گرانی۔ گلابی۔ گزاری۔ معانی۔ نواحی۔ کنواری۔ سواری۔
- برائی۔ بنائی۔ تپائی۔ پرائی۔ حنائی۔ جمائی۔ خدائی۔ جدائی۔ چڑھائی۔ بھلائی۔ چرائی۔ دوائی۔ دہائی۔ رہائی۔ رسائی۔ سگائی۔ سنائی۔ کلائی۔ کمائی۔ لڑائی۔ مٹھائی۔ نمائی۔ کھدائی۔ ہوائی۔
- ابھارے۔ اتارے۔ اشارے۔ ادارے۔ پکارے۔ تمہارے۔ سنوارے۔ سہارے۔ ستارے۔ شمارے۔ شرارے۔ کنارے۔ گزارے۔ منارے۔ نظارے۔ ہمارے۔
- اٹھانے۔ بہانے۔ بنانے۔ پرانے۔ ترانے۔ ٹھکانے۔ جلانے۔ جگانے۔ چکانے۔ چلانے۔ چرانے۔ خزانے۔ دہانے۔ منانے۔ سجانے۔ سہانے۔ سمانے۔ کمانے۔ گھرانے۔ گرانے۔ منانے۔ نچانے۔

فعول

- ثواب۔ سحاب۔ طناب۔ کتاب۔ شراب۔ سراب۔ جواب۔ حساب۔ کباب۔ نصاب۔
- اتار۔ ابھار۔ انار۔ بہار۔ بخار۔ پکار۔ حصار۔ چنار۔ خمار۔ دیار۔ ستار۔ سوار۔ سنار۔ شکار۔ شمار۔ شرار۔ فگار۔ فرار۔ فشار۔ کٹار۔ کنار۔ سنگھار۔ گزار۔ گنوار۔ مزار۔ نکھار۔ نگار۔ نہار۔ نثار۔
- امور۔ زبور۔ سرور۔ شعور۔ ضرور۔ ظہور۔ فتور۔ کھجور۔ غفور۔ غرور۔ قبور۔

- اسیر۔ امیر۔ حریر۔ خطیر۔ دبیر۔ سریر۔ شریر۔ صریر۔ کثیر۔ کبیر۔ ظہیر۔ قدیر۔ منیر۔ نذیر۔ مشیر۔ نظیر۔ وزیر۔
- امنگ۔ برنگ۔ پتنگ۔ ترنگ۔ پلنگ۔ ملنگ۔
- ابال۔ اچھال۔ بلال۔ جمال۔ حلال۔ خصال۔ دھمال۔ زوال۔ سوال۔ شمال۔ کمال۔ مجال۔ نکال۔ نہال۔ غزال۔ سنبھال۔ سقال۔ کدال
- امام۔ انام۔ پیام۔ حرام۔ خرام۔ دوام۔ زکام۔ زمام۔ سلام۔ کلام۔ تمام۔ مقام۔ نیام۔ قیام۔ لگام۔ مدام
- حریم۔ حکیم۔ رحیم۔ جسیم۔ عدیم۔ علیم۔ کلیم۔ کریم۔ قدیم۔ ندیم۔ عظیم۔ غنیم۔ شمیم۔ صمیم۔ منیم۔ یتیم۔

مفعول

- آداب۔ احباب۔ ابواب۔ ارباب۔ اسباب۔ اعصاب۔ اعراب۔ ایجاب ابواب۔ بے تاب۔ بے خواب۔ پنجاب۔ تالاب۔ سیراب۔ سیماب۔ سیلاب۔ سرخاب۔ شاداب۔ گرداب۔ مہتاب۔ محراب۔ کمخواب
- آفات۔ آلات۔ اوقات۔ اثبات۔ برکات۔ برسات۔ بارات۔ جذبات۔ خدمات۔ خیرات۔ حرکات۔ حالات۔ دیہات۔ درجات۔ ذرات۔ سوغات۔ سادات۔ صدمات۔ صدقات۔ عرفات۔ عادات
- امواج۔ اخراج۔ افواج۔ تاراج۔ حجاج۔ سرتاج۔ محتاج۔ منہاج۔ مواج
- امید۔ تائید۔ تردید۔ تمہید۔ تجدید۔ توحید۔ تنقید۔ تاکید۔ تقلید۔ تجرید
- آثار۔ آزار۔ ابرار۔ ابصار۔ اتوار۔ احرار۔ اخبار۔ اطوار۔ اظہار۔ اقرار۔ انوار۔ افکار۔ اشجار۔ اسرار۔ اوتار۔ ادوار۔ افکار۔ انبار۔ بازار۔ بیدار۔ بیمار۔ بیکار۔ بیزار۔ تیمار۔ تہوار۔ جھنکار۔ خونخوار۔ دیدار۔ دربار۔ دشوار۔ دینار۔ رخسار۔ رفتار۔ سرشار۔ سرکار۔ سالار۔ سنسار۔ شہکار۔ کردار۔ کہسار۔ گلزار۔ منجدھار۔ میخوار۔ نادار۔ ہموار
- اکسیر۔ تاثیر۔ تدبیر۔ تحریر۔ تقریر۔ تصویر۔ تنویر۔ تعزیر۔ تقصیر۔ تکبیر۔ تفسیر۔

توقیر۔تعبیر۔تحقیر۔تعمیر۔تقدیر۔تشہیر۔تسخیر۔شمشیر۔شہتیر۔کشمیر

- اجناس۔اجلاس۔احساس۔افلاس۔الماس۔بکواس۔بن باس۔حتاس
- ادراک۔افلاک۔بیباک۔پوشاک۔تیراک۔چالاک۔خاشاک۔سفاک۔نمناک۔
- ارسال۔احوال۔اجمال۔اقبال۔اطفال۔امسال۔اشکال۔ایصال۔اعمال۔انزال۔پامال۔پڑتال۔پامال۔جنجال۔چوپال۔دجال۔رومال۔سسرال۔سیال۔عمال۔قوال۔مشقال۔گھڑیال۔ہڑتال
- مجہول۔محصول۔محلول۔مشمول۔مشغول۔مقتول۔مفعول۔معقول۔معزول۔موصول۔
- آرام۔ابہام۔اجسام۔احکام۔اتمام۔اقدام۔اسلام۔انجام۔اقوام۔احرام۔ایام۔اندام۔احشام۔
- اقلیم۔ترمیم۔تجسیم۔تقسیم۔تعظیم۔تفہیم۔تقدیم۔تقویم۔تنظیم۔تکریم۔تسنیم۔تعلیم۔
- آسان۔احسان۔امکان۔الحان۔اخوان۔انجان۔بحران۔ارکان۔اعلان۔اوزان۔ایران۔ایمان۔ایوان۔بہتان۔پستان۔دیوان۔پہچان۔پروان۔پیمان۔جزدان۔درمان۔ڈھلوان۔سرطان۔شریان۔سلطان۔سامان۔سنسان۔غلمان۔لقمان۔مہمان۔نادان۔کفران۔کھلیان۔گنجان۔وجدان
- آمین۔آئین۔پروین۔تلقین۔تکوین۔تمکین۔توہین۔تدوین۔تحسین۔شوقین۔قالین۔نورین۔نمکین۔نسرین۔غمگین۔سنگین۔

فعل

- انا۔ادا۔بلا۔بتا۔بنا۔بڑا۔پتا۔تھما۔جما۔جفا۔جدا۔جگا۔چلا۔چنا۔حیا۔خفا۔خلا۔خطا۔دوا۔دیا۔دعا۔دغا۔ذرا۔ردا۔رسا۔رضا۔رہا۔رکا۔سجا۔سدا۔ستا۔سزا۔شفا۔صدا۔صبا۔عطا۔عصا۔غذا۔فنا۔فضا۔قبا۔گیا۔گدا۔

نیا۔وبا۔ہما۔

- ادب۔رجب۔سبب۔شغب۔طلب۔غضب۔کتب۔لقب۔طرف۔مطلب۔نسب۔عنب۔عجب۔عقب۔
- ابد۔احد۔اسد۔جسد۔سند۔رسد۔عدد۔مدد
- بہک۔بھٹک۔پلک۔تھپک۔تلک۔جھلک۔چمک۔جھڑک۔چہک۔دمک۔ڈھلک۔کمک۔کسک۔نمک۔

مفاعیل

- اشارات۔امارات۔بخارات۔جمادات۔حکایات۔خرابات۔خرافات۔خیالات۔رسومات۔روایات۔عنایات۔علامات۔عبارات۔کرامات۔کمالات۔نشانات۔

فِعل

- آب۔آپ۔باپ۔پاپ۔تاپ۔چاپ۔ماپ۔ناپ
- ابر۔اجر۔جبر۔حشر۔صبر۔قدر۔نشر۔عصر۔خیر
- اور۔چور۔خور۔ڈور۔شور۔حور
- آگ۔باگ۔بھاگ۔جاگ۔راگ۔ساگ۔گھاگ۔ناگ
- انگ۔بھنگ۔تنگ۔جنگ۔چنگ۔دنگ۔رنگ۔زنگ۔سنگ۔فنگ
- بال۔پال۔تال۔جال۔چال۔حال۔خال۔دال۔ڈال۔رال۔سال۔شال۔فال۔گال۔لال۔مال
- آم۔بام۔جام۔خام۔دام۔رام۔شام۔فام۔کام۔گام۔نام
- آن۔بان۔پان۔جان۔دان۔ران۔شان۔کان۔مان۔نان

باب نمبر 17

علم بیان کا جائزہ

علم بیان سے مراد وہ علم ہے جس میں تشبیہ، استعارہ، مجاز مرسل اور کنایہ کی مدد سے کلام میں خوبصورتی اور تاثیر پیدا کی جاتی ہے۔ بقول صاحب بحر الفصاحت مولوی نجم الغنی رام پوری علم بیان ایسے قاعدوں کا نام ہے کہ اگر کوئی ان کو جانے اور یاد رکھے تو ایک معنی کو کئی طریق سے عبارات مختلفہ میں ادا کر سکتا ہے جن میں سے بعض طریق کی دلالت معنی پر بعض طریق سے زیادہ واضح ہوتی ہے۔ اسی طرح مولانا شبلی نعمانی اور حالی نے بھی علم بیان کو شاعری کی جان اور اس کا زیور بتایا ہے۔ صاحب قواعد اردو نے بھی کہا ہے کہ "مجاز میں بہ نسبت حقیقت کے اور کنایہ میں بہ نسبت تصریح کے اور استعارے میں بہ نسبت تشبیہ کے زیادہ بلاغت اور لطف سخن ہے ان تشبیہات و استعارات کا حال بعینہٖ ایسا ہے جیسے بلور میں شعاع آفتاب گزر کر طرح طرح کے رنگ پیدا کرتی ہے"۔

مولانا حالی نے اپنی شہرہ آفاق کتاب مقدمہ شعر و شاعری میں کہا ہے کہ استعارہ بلاغت کا رکن اعظم ہے اسی طرح شبلی نے موازنہ انیس و دبیر میں استعارے اور تشبیہ کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ چیزیں کلام کا زیور ہیں۔ مثلاً تشبیہ کی بہترین مثال میر کا یہ شعر ہے۔

نازکی اس کے لب کی کیا کہیے
پنکھڑی اک گلاب کی سی ہے

اسی طرح دبیر کا یہ شعر استعارہ کا عمدہ نمونہ ہے۔

کس شیر کی آمد ہے کہ رَن کانپ رہا ہے
رَن ایک طرف چرخِ کہن کانپ رہا ہے

کنایہ کے لئے غالب کا یہ شعر دیکھئے۔

میں نے مجنوں پہ لڑکپن میں اسد
سنگ اٹھایا تھا کہ سر یاد آیا

میر حسن کا یہ شعر مجاز مرسل کا آئینہ دار ہے۔

پلا ساقیا! ساغر بے نظیر
پھنسا دامِ ہجراں میں بدرِ منیر

علم بیان کے ارکان

علم بیان کے چار ارکان درج ذیل ہیں۔

1- تشبیہ 2- استعارہ 3- کنایہ 4- مجاز مرسل

1- تشبیہ

تشبیہ سے مراد کسی صفت کی بنیاد پر ایک چیز کو کسی دوسری چیز کے مشابہ قرار دینا ہے یہ اس صورت میں ممکن ہوتا ہے جب مشبہ (جس کی تعریف کی جائے) اور مشبہ بہ (جس کی مثال دی جائے) میں کوئی ایک قدر مشترک ہو۔ مثلاً یہ کہا جائے کہ اسلم شیر کی طرح بہادر ہے یا اس کی آنکھوں میں شراب سی مستی ہے۔ تشبیہ کے پانچ بنیادی ارکان میں مشبہ۔ مشبہ بہ، وجہ تشبیہ، غرض تشبیہ اور حرف تشبیہ شامل ہیں۔

1- جس چیز کو کسی دوسری چیز سے تشبیہ دی جاتی ہے وہ مشبہ کہلاتا ہے۔
2- مشبہ کو جس دوسری چیز سے تشبیہ دی جاتی ہے وہ مشبہ بہ کہلاتی ہے۔
3- جس صفت کی وجہ سے تشبیہ دی جاتی ہے وہ وجہ تشبیہ کہلاتی ہے۔
4- حرف تشبیہ سے مراد وہ حرف یا حروف ہیں جو کہ استعمال کئے جاتے ہیں۔
5- غرض تشبیہ وہ مقصد (غرض) ہے جس کے بے تشبیہ دی جاتی ہے۔ مثلاً میر درد کے اس شعر کو دیکھیں۔

شمع کی مانند ہم اس بزم میں
چشم تر آئے تھے دامن تر چلے

اس شعر میں انسان مشبہ ہے جس کو شمع (مشبہ بہ) سے تشبیہ دی گئی ہے جبکہ چشم تر ہونا وجہ

شبہ ہے مانند حرف تشبیہ ہے اور انسانی زندگی کے غم و آلام کو بیان کرنا غرض تشبیہ ہے۔
تشبیہ کے آئینہ دار درج ذیل اشعار بھی ملاحظہ کیجئے۔

میر ان نیم باز آنکھوں میں
ساری مستی شراب کی سی ہے

(میر تقی میر)

زندگی ہے یا کوئی طوفان ہے
ہم تو اس جینے کے ہاتھوں مر چلے

(میر درد)

ایک سب آگ ایک سب پانی
دیدہ و دل عذاب ہیں دونوں

جگنو کی روشنی ہے کاشانۂ چمن میں
یا شمع جل رہی ہے پھولوں کی انجمن میں

یوں برچھیاں تھیں چار طرف اس جناب کے
جیسے کرن نکلتی ہے گرد آفتاب کے

(انیس)

زندگانی کی حقیقت کوہکن کے دل سے پوچھ
جوئے شیر و تیشہ و سنگِ گراں ہے زندگی

(اقبال)

کھا کھا کے اوس اور بھی سبزہ ہرا ہوا
تھا موتیوں سے دامنِ صحرا بھرا ہوا

(انیس)

تجھ لب کی صفت لعل بدخشاں سوں کہوں گا
جادو ہیں ترے نین غزالاں سوں کہوں گا

(ولی)

اس غیرت ناہید کی ہر تان ہے دیپک
شعلہ سا چمک جائے ہے آواز تو دیکھو

(مومن)

تشبیہ کی اقسام:

تشبیہ کی درج ذیل اقسام ہیں۔

1- تشبیہ ملفوف:

اس میں مشبہ اور مشبہ بہ کی تعداد ایک سے زیادہ ہوتی ہے جن میں مشبہ، مشبہ کے ساتھ اور مشبہ بہ مشبہ بہ کے ساتھ ہوتا ہے۔ مثلاً:

بُندہ بالوں میں نہیں تعویذ بالوں میں نہیں
وہ ستارہ صبح کا ہے یہ ستارہ شام کا

(ناسخ)

ایک سب آگ ایک سب پانی
دیدہ و دل عذاب ہیں دونوں

2- تشبیہ مفروق:

اس میں مشبہ اور مشبہ بہ کی تعداد ایک سے زیادہ ہوتی ہے مگر ترتیب میں مشبہ کے ساتھ مشبہ بہ آتا ہے مثلاً

نرگس ہے چشم، سرو ہے قد، غنچہ ہے دہن
رخ رشک گل ہے، غیرت ابر بہار زلف

(آبرو)

3- تشبیہ مفصل:

اس میں وجہ شبہ موجود ہوتی ہے مثلاً

اس غیرت ناہید کی ہر تان ہے دیپک
شعلہ سا چمک جائے ہے آواز تو دیکھو

(مومن)

اس شعلہ خو سے بزم جہاں میں لگا کے لَو
مانند شمع آپ کو ہم نے گھلا دیا
(ظفر)

4- تشبیہ مجمل:

اس میں وجہ شبہ کا ذکر موجود نہیں مثلاً

وہ جب ہنستے ہیں یہ کہتا ہوں یا رب
یہ بجلی دیکھئے گرتی کہاں ہے
(اسرار)

5- تشبیہ مؤکد:

اس میں حرف شبہ موجود نہیں ہوتا مثلاً

یہ آب و تاب حسن یہ عالم شباب کا
تم ہو کہ ایک پھول کھلا ہے گلاب کا
(آزردہ)

6- تشبیہ قریب:

اس میں وجہ شبہ آسانی سے سمجھ میں آجاتی ہے مثلاً

تری چشم اور لب پیارے تری زلف اور رخسارے
وہ نرگس ہے یہ برگِ گل وہ سنبل ہے یہ لالہ ہے
(میر حسن)

7- تشبیہ مرسل

اس میں حرف تشبیہ کا ذکر موجود ہوتا ہے مثلاً

خدا نے اس کو دیا ایک خوبرو فرزند
ستارہ جیسے چمکتا ہوا بہ پہلوے ماہ
(غالب)

8- تشبیہ تسویہ

اس میں ایک مشبہ اور کئی مشبہ ہوتے ہیں مثلاً

بدن کو جان کو دل کو جگر کو آگ لگی
غم فراق مرے گھر کے گھر کو آگ لگی
(حسرت)

9- تشبیہ جمع

یہ تشبیہ تسویہ کے برعکس ہوتی ہے اس میں ایک شبہ ہوتا ہے مگر مشبہ بہ کئی ہوتے ہیں۔ مثلاً

دل میں چبھ جاتی ہیں اس حور کی اکثر پلکیں
کبھی خنجر کبھی ناوک کبھی نشتر پلکیں
(آباد)

کیا وصف جبیں میں کہوں اس ماہ جبیں کا
اک تختہ سراسر ہے وہ فردوس بریں کا
(ظفر)

10- تشبیہ بعید (غریب)

اس میں وجہ شبہ کافی غور و خوض کے بعد معلوم ہوتی ہے مثلاً:

یوں برچھیاں تھیں چار طرف اس جناب کے
جیسے کرن نکلتی ہے گرد آفتاب کے
(انیس)

زندگی ہے یا کوئی طوفان ہے
ہم تو اس جینے کے ہاتھوں مر چلے
(میر درد)

11- تشبیہہ اضمار

اس میں بظاہر ایسا لگتا ہے کہ یہ تشبیہہ نہیں ہے مگر ذرا غور کریں تو حقیقت ظاہر ہو جاتی ہے کہ یہ تشبیہہ ہے مثلاً

کیفیت چشم اس کی مجھے یاد ہے سودا
ساغر کو مرے ہاتھ سے لینا کہ چلا میں

(سودا)

2- استعارہ

جب کسی الفاظ کو اس کے حقیقی معانی کی بجائے مجازی معنوں میں استعمال کیا جائے اور حقیقی اور مجازی معنوں میں تشبیہہ کا تعلق موجود ہو تو اسے استعارہ کہا جاتا ہے۔ مثلاً بہادر شخص کو شیر کہہ کر پکارا جاتا ہے۔ ماں اپنے لاڈلے بچے کو چاند کہہ کر بلاتی ہے۔ بقول بحر الفصاحت مولوی نجم الغنی

"مجاز میں معنی حقیقی اور معنی مجازی کے درمیان علاقے کا ہونا ضروری ہے پس اگر دونوں میں تشبیہہ کا علاقہ ہے تو ایسے مجاز کو استعارہ کہتے ہیں۔ مثلاً

صنم کہتے ہیں تیری بھی کمر ہے
کہاں ہے کس طرف کو ہے کدھر ہے

کس شیر کی آمد ہے کہ رَن کانپ رہا ہے
رَن ایک طرف چرخِ کہن کانپ رہا ہے

(دبیر)

ابھی اس راہ سے کوئی گیا ہے
کہے دیتی ہے شوخی نقشِ پا کی

(حالی)

استعارہ کے ارکان:

استعارہ کے چار ارکان ہیں جو کہ درج ذیل ہیں۔

1 مستعار لہ 2- مستعار منہ 3- مستعار 4- وجہ جامع

1- مستعار لہ: وہ چیز یا شخص جس کے لئے کوئی لفظ مستعار لیا جائے۔

2- مستعار منہ: وہ چیز یا شخص جس سے کوئی لفظ لیا جائے۔

3- مستعار: وہ لفظ جو مستعار لیا جائے۔

4- وجہ جامع: مستعار لہ اور مستعار منہ میں مشابہت کی وجہ مثلاً اگر کہا جائے کس شیر کی آمد ہے کہ رَن کانپ رہا ہے تو اس میں حضرت عباس مستعار لہ ہیں اور شیر مستعار منہ ہے جبکہ وجہ جامع بہادری ہے۔ اسی طرح یہ شعر دیکھیں۔

پلکوں سے گر نہ چائیں یہ موتی سنبھال لو
دنیا کے پاس دیکھنے والی نظر کہاں

اس شعر میں آنسو مستعار لہ ہے موتی مستعار منہ اور چمک وجہ جامع ہے۔

3- کنایہ

جب کوئی لفظ مجازی معنی میں استعمال کیا جاتا ہے مگر اس کے حقیقی معنی مراد لئے جاتے ہیں تو اسے کنایہ کہتے ہیں۔ لفظ کنایہ کے لغوی معنی چھپا کر بات کرنا کے ہیں اس لئے کنایہ کے ذریعے بات کو ذرا چھپا کر یعنی لفظ کو مجازی معنی میں استعمال کر کے کیا جاتا ہے۔ مثلاً شراب کو آتش سیال کہہ کر پکارا جاتا ہے سورج کو نگارِ آتشیں رخ کا نام دیا جاتا ہے۔ کنایہ کا مفہوم سمجھنے کے لئے مندرجہ ذیل اشعار ملاحظہ کیجئے۔

ساقی وہ دے ہمیں کہ ہوں جس کے سبب بہم
محفل میں آب و آتش و خورشید ایک جا

اس شعر میں آب و آتش و خورشید سے مراد شراب ہے۔

مولوی نجم الغنی:

صاحب بحر الفصاحت مولوی نجم الغنی کنایہ کا مفہوم ان الفاظ میں واضح کرتے

"کنایہ لغت میں پوشیدہ بات کو کہتے ہیں۔ علم بیان کی اصطلاح میں کنایہ اس لفظ کو کہتے ہیں جو اپنے معنی موضوع لہ میں مستعمل ہو لیکن مقصود وہ معنی نہ ہوں بلکہ ایک دوسرے معنی ہوں جو ان پہلے معنی کے ملزوم ہوں ان دوسرے معنی کا مقصود

ہونا معنی موضوع لہ کے ارادہ کرنے کے منافی نہیں"۔

تعریض:

تعریض میں براہ راست موصوف کا ذکر نہیں ہوتا مگر اس کی کچھ صفات بیان کر دی جاتی ہیں جن سے موصوف تک رسائی حاصل ہو جاتی ہے۔ مثلاً یہ شعر:

وہ ستم کرتے ہیں ہم پر تو لوگ کہتے ہیں
خدا بروں سے نہ ڈالے معاملہ دل کا

یعنی ستم کرنے کے باعث لوگ ان کو برا جانتے ہیں۔

تلویح:

بقول مولوی عبدالغنی اگر کنائے میں لازم سے ملزوم تک مراد لیتے ہیں واسطے بہت ہوں تو اس کو تلویح کہتے ہیں جیسے "ٹھنڈے چولہے والا" کنایہ بخیل ہے۔ ٹھنڈے چولہے کو لازم ہے کھانا نہ پکنا اور کھانا نہ پکنے کو لازم ہے کسی مہمان وغیرہ کا نہ آنا۔ اس کا خود بھوکا مرنا۔ خود بھوکا رہنے اور کسی مہمان کے نہ آنے سے بخل ثابت ہوتا ہے۔

رمز:

اگر کنائے میں تھوڑی سی پوشیدگی ہو اور اس میں واسطے زیادہ نہ ہوں تو اسے رمز کہتے ہیں۔ مثلاً مندرجہ ذیل شعر میں شاعر نے جامہء کہنہ سے شراب کی بو نہ گئی کہہ کر یہ مراد لیا ہے کہ بڑھاپے تک شراب پیتے رہے۔

سیاہی مُو کی گئی دل کی آرزو نہ گئی
ہمارے جامہء کہنہ سے مَے کی بو نہ گئی

(راجہ بنی بہادر)

اشارہ/ بیانِ ایما

اگر کنائے میں نہ کوئی پوشیدگی ہو اور نہ ہی واسطوں کی کثرت ہو تو اسے ایما و اشارہ کہتے ہیں۔ مثلاً درج ذیل شعر میں بہادر شاہ ظفر نے پلک سے پلک نہ لگنا سے مراد نیند نہ آنا لیا ہے۔

کھلی جو اس بت بے مہر کی جھلک سے پلک
نہ ذرہ بھر کبھی میری لگی پلک سے پلک

4- مجاز مرسل

مجاز مرسل میں کسی لفظ کو اس کے حقیقی معنی کے علاوہ کسی مجازی معنی میں استعمال کیا جاتا ہے علاوہ ازیں حقیقی اور مجازی معنی میں تشبیہ کے علاوہ کوئی اور تعلق بھی ہوتا ہے۔ مثلاً جب کہا جاتا ہے کہ اسلم نے گھر میں قدم رکھا تو اس سے مراد صرف قدم رکھنا نہیں بلکہ مکمل طور پر گھر میں داخل ہو جانا ہے اسی طرح یہ شعر دیکھیں جس میں میر حسن نے پلا ساقیا ساغر کہہ کر ساغر سے شراب مراد لیا ہے۔

پلا ساقیا! ساغر بے نظیر
پھنسا دام ہجراں میں بدر منیر

درج ذیل شعر میں بازار سے لے آئے سے مراد دکان سے لے آئے ہے

اور بازار سے لے آئے اگر ٹوٹ گیا
جامِ جم سے یہ مرا جام سفال اچھا ہے

میر کے اس شعر میں برقع اٹھنے سے مراد نقاب اٹھنا ہے۔

برقع اٹھتے ہی چاند سا نکلا
داغ ہوں اس کی بے حجابی سے

مجاز اور کنائے میں فرق

مجاز میں فقط لازم مراد ہوتا ہے اور ملزوم مراد نہیں ہوتا مگر کنائے میں لازم مراد ہوتا ہے تاہم اگر ملزوم رکھیں تو بھی جائز ہے۔ مثلاً روشنی سے شمع اور چاک گریباں سے دیوانہ عاشق مراد ہے۔ مجاز میں صرف غیر حقیقی مراد لیتے ہیں جبکہ کنائے میں حقیقی اور غیر حقیقی دونوں مراد لے جا سکتے ہیں۔

باب نمبر 18

علم بدیع کا جائزہ

یہ وہ علم ہے جس کی مدد سے صناع معنوی اور صناع لفظی کے ذریعے کلام میں خوبصورتی پیدا کی جاتی ہے۔ خیر البلاغت کے مطابق علم بدیع وہ ہے جس سے کلام بلیغ کی عارضی خوبیوں کا حال معلوم ہو جاتا ہے اس کا موضوع کلام بلیغ ہے اپنی خوبیوں کے اعتبار سے غایت اس کی یہ ہے کہ ذہن کلام کی عارضی برائیوں سے محفوظ رہے۔ اسی طرح سیوطی نے ''اتمام الدرایہ'' میں کہا ہے کہ بدیع سے کلام کی خوبی بعد رعایت مقتضائے حال اور وضوح الدلالۃ یعنی تعقید سے خالی ہونے کے معلوم ہوتی ہے۔ منفعت اس کی یہ ہے کہ کلام میں ایسی خوبی پیدا ہو جائے کہ کانوں کو بھلا معلوم ہو اور دل میں اثر کر جائے۔

صاحب بحر الفصاحت عبداللہ بن معتز عباسی نے صناع لفظی اور صناع معنوی کا نام علم بدیع مقرر کیا اور 274 ہجری میں اس علم کے قواعد اختراع کر کے ایک مستقل علم مقرر کیا۔ اس نے ایک کتاب میں سترہ قسم کی صناع لکھی ہیں پھر پیچھے آنے والے اس پر اضافہ کرتے گئے۔ علم بدیع درج ذیل دو صنائع پر مشتمل ہے۔

(ا) صناعِ معنوی

(ب) صناعِ لفظی

(ا) صناع معنوی

صناع معنوی ان صنعتوں کو کہتے ہیں جن میں معنوی لحاظ سے اشعار میں خوبصورتی پیدا کی جاتی ہے۔ ان صنعتوں میں درج ذیل اہم ہیں۔

1- صنعت مراعات النظیر 2- صنعت ایہام 3- صنعت طباق 4- صنعت مقابلہ
5- صنعت توجیہہ 6- صنعت ہجو ملیح 7- صنعت تدارک و استدراک
8- صنعت قبیح و ملیح 9- صنعت تجاہل عارفانہ 10- صنعت لف و نشر

11- صنعت تشابہ الاطراف 12- صنعت مراجعہ 13- صنعت اطراد
14- صنعت ارصاد 15- صنعت عکس 16- صنعت القول بالموجب
17- صنعت استتباع 18- صنعت ادماج 19- صنعت مبالغہ
20- صنعت موقوف 21- صنعت تصلیف 22- صنعت سلب و ایجاد
23- صنعت کلام جامع 24- صنعت ایراد المثل 25- صنعت استخدام
26- صنعت الہزل 27- صنعت تلمیح 28- صنعت تعجب
29- صنعت جامع اللسانین

1- صنعتِ مراعات النظیر

اس صنعت کو ائتلاف، تلفیق، تناسب اور توفیق بھی کہتے ہیں۔ اس میں ایسے الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں جن کے معانی آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ سوائے نسبت تضاد کے مناسب رکھتے ہوں۔ مثال کے طور پر ابرو کے ساتھ ہلال کا ذکر کرنا ہستی انسان کے ساتھ حباب کا تذکرہ اور چمن کے ساتھ گل و بلبل کا ذکر کرنا صنعتِ مراعات النظیر ہے۔ درج ذیل اشعار اس صنعت کے نمائندہ ہیں۔

رَو میں ہے رخشِ عمر کہاں دیکھئے تھمے
نے ہاتھ باگ پر ہے نے پا ہے رکاب میں

2- صنعتِ ایہام

اس صنعت کو توریہ بھی کہا جاتا ہے۔ ایہام کے لغوی معنی چھپانے کے ہیں۔ ''تجرید البنانی'' میں رقم ہے اصطلاح میں ایہام اس کو کہتے ہیں کہ ایک لفظ ایسے کلام میں واقع ہو جس کے دو معنی ہوں۔ ایک قریب کے ایک بعید کے۔ سامع کا گمان معنیِ قرب کی طرف جاوے اور شاعر کی مراد معنی بعید کے ہوں۔ مثال کے طور پر درج ذیل شعر دیکھیں۔

میکش کو ہوس ایاغ کی ہے
پروانے کو لَو چراغ کی ہے

(اس شعر میں لَو کا لفظ دو معنوں میں استعمال کیا گیا ہے)

3- صنعتِ طباق (صنعتِ تضاد)

اس صنعت میں ایسے الفاظ لائے جاتے ہیں جن کے معانی آپس میں ایک دوسرے کی ضد ہوتے ہیں مثلاً سفیدی و سیاہی۔ تلخ و شیریں۔ عدم و وجود اس صنعت کو دو اقسام یعنی طباق ایجابی اور طباق سلبی میں تقسیم کیا گیا ہے طباق ایجابی میں الفاظ متضاد کے ساتھ حرف نفی نہیں ہوتا مثلاً

گاہ مرتا ہوں گاہ جیتا ہوں
آنا جانا ترا قیامت ہے
(جرأت)

4- صنعت مقابلہ

اس صنعت میں دو یا زیادہ معانی متواقع لائے جاتے ہیں بعد ازاں ان کے معانی کا ذکر کیا جاتا ہے جو کہ پہلے معانی کی ضد ہوں ان معانی کا متناسب اور متماثل ہونا شرط ہے۔ مثالیں

چہرۂ مہروش ہے ایک سنبل مشک فام دو
حسنِ بتاں کے دور میں ہے سحر ایک شام دو (سودا)

جو آ کے نہ جائے وہ بڑھاپا دیکھا
جو جا کے نہ آئے وہ جوانی دیکھی (انیس)

5- صنعت توجیہہ

اس صنعت میں کلام میں دو وجہ مختلف کا احتمال ہوسکتا ہے مگر وہ دونوں جہتیں باہم تضاد رکھتی ہیں اور کسی کو ترجیح نہ ہو مثال کے طور پر آتش کا یہ شعر:

جب سنبھالا اس پری پیکر نے کچھ حسن و شباب
شیعہ، سنی ہو گئے، ہندو، مسلماں ہو گئے

دوسرے مصرع کے دو مفہوم ہیں ایک یہ کہ شیعہ نے سنی عقیدہ اپنایا اور ہندوؤں نے اسلام قبول کر لیا دوسرا مفہوم یہ ہے کہ سنی لوگ شیعہ ہو گئے اور مسلمانوں نے ہندو مذہب اختیار کر لیا۔

6- صنعت ہجو ملیح

صنعت ہجو ملیح میں ہجو کا ہونا لازمی ہے مثلاً

مجھ میں اک عیب بڑا ہے کہ وفادار بھی ہوں
تم میں دو وصف ہیں بدخو بھی ہو مغرور بھی ہو

7- صنعت تدارک و استدراک

اس صنعت میں شاعر مدح اس طرح کرتا ہے کہ مذمت کا گمان ہوتا ہے مگر پھر معلوم ہو کہ مدح کر رہا ہے بقول العجم کسی مطلب کو نفی مطلق یا اثبات صریح کے ساتھ مخصوص کرنا اور پھر کسی شرط کے ذریعہ کسی خاص وجہ سے اس کا تدارک کرنا کہ وہ خوبی اس شرط کے ساتھ متبدل ہو سکے مثلاً:

بے مہری افلاک سے گو خاک بسر ہوں
ہاں! عیب بڑا یہ ہے کہ میں اہل ہنر ہوں

8- صنعتِ قبیح و ملیح

بقول بحر الفصاحت ''یہ بھی صنعت محتمل الضدین کے قبیل سے ہے۔ وہ یہ ہے کہ ایک کلام متضمن ہزل کا ہو دوسرا کلام ایسا مذکور ہو کہ وہ ہزل کے شبے کو دور کر دے مثلاً یہ اشعار دیکھئے۔

مارتا ہوں تمہاری میں ہر بار
آشناؤں میں، شب برائی یار
تم کو لازم ہے پکڑو گئے میرا
ہاتھ میں ہاتھ یا محبت و پیار
خوب کروایا اب تو مت کروا
مجھ کو رسوا بکوچہ و بازار

9- صنعتِ تجاہلِ عارف

اس صنعت میں کسی چیز کی نسبت باوجود علم کے اپنی بے خبری ظاہر کی جاتی ہے مثال کے طور پر درج ذیل اشعار دیکھیں۔

ہے ستارہ ذو ذنب، یا رخ ہے زلفِ یار میں
خال ہے خورشید میں یا تل ہے یہ رخسار میں (ناسخ)

صنم کہتے ہیں تیری بھی کمر ہے
کہاں ہے کس طرف ہے اور کدھر ہے (جرأت)

10- صنعتِ لف ونشر

اس صنعت میں چند چیزوں کا ذکر کرنے کے بعد ان چیزوں کے مناسبات کو بغیر تعیین کے بیان کیا جاتا ہے۔ مثالیں درج ذیل ہیں۔

آتش و آب و باد و خاک نے لی
وضع سوز و نم و رم و آرام (غالب)

رخ و جبین و مژہ تیر و چشم و ابرو کو
سنان و بدر و مہ و نرگس و ہلال لکھا (نظیر)

11- صنعت تشابہ الاطراف

اس صنعت میں کلام کو ایسے الفاظ پر ختم کیا جاتا ہے کہ ان کے معنی ان الفاظ کے معنی سے مناسبت رکھتے ہیں جن کا ذکر ابتدائے کلام میں مذکور ہو۔ اس طرح انتہا اور ابتدا میں مشابہت ہوتی ہے مثال کے طور پر غالب کا یہ شعر

ایماں مجھے روکے ہے تو کھینچے ہے مجھے کفر
کعبہ مرے پیچھے ہے کلیسا مرے آگے

کعبہ مرے پیچھے ہے کو مناسبت ہے ایماں مجھے روکے ہے سے جس کا ذکر پہلے مصرع میں کر دیا گیا ہے۔ اسی طرح دوسرے مصرع میں مذکور ''کلیسا مرے آگے'' کا تعلق پہلے مصرع میں درج کھینچے ہے مجھے کفر سے ہے۔

12- صنعتِ مرابعہ

اس کو صنعتِ سوال جواب بھی کہتے ہیں۔ صنعتِ مرابعہ کی مثالیں:

پوچھا کہ طلب کہا قناعت
پوچھا کہ سبب کہا کہ قسمت (نسیم)

اس نے جب پوچھا کہ تو نے قتل عاشق کیوں کیا؟
غمزہ بولا وہ نزاکت تھی ادا تھی میں نہ تھا (صفدر)

13- صنعتِ اطراد

اس صنعت میں ممدوح کے آباؤ اجداد کے نام لیے جاتے ہیں مثلاً

یہ رتبہء مظلوم حسین اب علی ہے
مداح کا مداح خدائے ازلی ہے (دبیر)

حسین و عابد و باقر سے جعفر اور کاظم تک
ہر اک معصوم ہے دادا معین الدین چشتی کا

14- صنعت ارصاد

اس صنعت میں نثر کے فقرے اور نظم کی بیت میں کلمہء آخر کے قبل ایسا لفظ لاتے ہیں جو کہ اس بات پر دلالت کرے کہ نثر میں پچھلا لفظ یہ ہوگا یا بیت کا قافیہ یہ ہوگا۔ بشرطیکہ حرف روی پہلے سے معلوم ہو۔ درج ذیل دوسرے شعر کے پہلے مصرع میں مضطر کا لفظ ارصاد ہے جو کہ اگلے مصرع میں اضطرار کی نشاندہی کرتا ہے۔

جو بعد مرگ پھرا کوئے یار سے قاصد
تو دوستوں نے مرے رکھ دیا مزار میں خط
مجھے یہ ڈر ہے کہ قاصد کمال مضطر ہے
کہیں کمر سے نہ گر جائے اضطرار میں خط

15- صنعت عکس

اس صنعت میں کلام کے بعض اجزا کو مقدم اور مؤخر کر کے دوہرا فقرہ یا مصرع بنایا جاتا ہے جو کہ معنی دیتے چلے جاتے ہیں مثلاً:

استادہ آب میں یہ روانی خدا کی شان
پانی میں آگ، آگ میں پانی خدا کی شان (انیس)

16- صنعت القول بالموجب

اگر کسی شخص کے کلام میں کوئی لفظ واقع ہو تو اس لفظ کے معنی کے خلاف مراد اس کہنے والے کے محمول کرنا صنعت القول بالموجب کہلاتا ہے مثلاً:

آنکھ لگتی ہے تو کہتے ہیں کہ نیند آتی ہے
آنکھ اپنی جو لگی چین نہیں خواب نہیں

(داغ)

17- صنعت استتباع

اس میں ممدوح کی تعریف اس طرح کی جاتی ہے کہ اس سے ایک دوسری تعریف بھی ثابت ہو جاتی ہے مثلاً:

تو ہے کہ تو نے دوش نبی پر قدم رکھا
بت توڑ توڑ شرک کی صورت دیئے مٹا

(میر)

18- صنعتِ ادماج

اس صنعت میں کلام سے دو معنی حاصل ہوتے ہیں مگر دوسرے معنی کی تصریح نہیں ہوتی۔

کیوں کر اس بت سے رکھوں جان عزیز
کیا نہیں ہے مجھے ایمان عزیز (غالب)

19- صنعتِ مبالغہ

بات کو اس حد تک پہنچا دینا کہ اس حد تک جانا مشکل ہو یا ناممکن ہو مثلاً:

برق پہنچے نہ کبھی دوڑ میں ہمراہ رکاب
گرد کی طرح رہے سائے کے پیچھے صرصر

(اسیر)

20- صنعت موقوف:

اس صنعت میں ایک مصرع یا شعر کا مضمون دوسرے پر موقوف ہوتا ہے مثلاً:

رہی اس طرح بعد از مرگ دنیا کی ہوس نا کی
شرابی کر کے توبہ جس طرح ہو جائے تریاکی

(ذوق)

21- صنعتِ تصلیف

اس صنعت میں شاعر اپنے لئے نہایت مبالغہ اور تعلّی پیدا کرتا ہے مثلاً

خدا کا شکر ہے میں اپنے سائے میں کھڑا ہوں
مرا قد اب شجر کے قد سے اونچا ہو گیا ہے

(احسان اللہ ثاقب)

اللہ نے بخشی ہے زباں کو مری تاثیر
الہام کے مضمون ہیں اعجاز کی تقریر

(حیدر علی خان)

22- صنعت سلب و ایجاد

اس صنعت میں کلام میں ایک شے کی نفی ایک وجہ سے اور اس کا ثبوت دوسری وجہ سے ہوتی ہے مثلاً:

نیم بسمل اس نے گر چھوڑا شکیبا غم نہیں
پر یہ غم ہے اعتبار دستِ قاتل اٹھ گیا

(شکیبا)

23- صنعت کلام جامع

اس صنعت کی رُو سے شاعر گردش دوراں اور گردشِ جاناں کے بارے میں افسوس اور شکایت کرتا ہے۔ عام طور پر یہ اندازِ شاعری شہر آشوب اور دہر آشوب میں اختیار کیا

جاتا ہے مثلاً:

چمن چمن جو بسا تھا گلوں کی خوشبو سے
روش روش ہے وہاں خاک اڑا رہی صرصر
جہاں تھے پھول وہاں خار وخس کے ہیں انبار
جہاں تھے نخل وہاں جھنڈیاں بجائے ثمر (منیر)

24- صنعتِ ایراد المثل

اس صنعت میں شعر میں مثل کو باندھتے ہیں

چرخِ کج باز کے حق میں یہ مثل سیدھی ہے
اونٹ رے اونٹ تری کون سی کل سیدھی ہے (کرم رامپوری)

25- صنعتِ استخدام

اس میں ایسا لفظ کلام میں لاتے ہیں جس کے دو معنی ہوتے ہیں اور پہلے اس کے ایک معنی مراد ہوتے ہیں پھر ضمیر کے پھیرنے سے دوسرے معنی واضح ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر داغ کے اس شعر میں پہلے مصرع میں داغ سے مراد شاعر کا تخلص ہے جبکہ دوسرے مصرع اس سے مراد نشان ہے۔

ملے مجھ سے تو فرمایا تمہی کو داغ کہتے ہیں
تمہی ہو ماہِ کامل میں تمہی رہتے ہو لالے میں

(داغ)

26- صنعتِ الہزل

اس میں کلام بظاہر تمسخر اور ہزل صورت ہو مگر اس سے مراد کوئی اور امر ہو۔ مثال کے طور پر

کچھ اس کا اعتبار نہیں بے وفا ہے یہ
نازاں نہ ہو جیو زن دنیا کی چاہ پر

(قلق)

27- صنعت تلمیح

اس صنعت میں کسی مثل، قصے یا شعر کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے مثلاً:

روشنی چاند سے مکھڑے پہ اسی چاہ سے ہے
چاہ نخشب اسے اب میں کہوں، یا چاہ ذقن (انشا)

28- صنعتِ تعجب

شعر میں کسی وجہ سے کسی چیز پر تعجب ظاہر کرنا صنعت تعجب کہلاتی ہے:

زخم کھایا زہر کھایا تو بھی کچھ ہوتا نہیں
دیر گزری مرگ کو کیا جانیے کیا ہو گیا

(مومن)

29- صنعت جامع اللسانین

اس صنعت میں ایسا فقرہ، مصرع یا عبارت ہوتی ہے جس کو پڑھیں تو دو زبانوں میں معلوم ہوتی ہے۔ مثلاً نسیم کے درج ذیل شعر میں لفظ جہاں گرد مقصود بالتمثیل ہے یعنی دو معنی دے رہا ہے۔

اس جنگلے میں جا پڑا جہاں گرد
صحرائے عدم بھی تھا جہاں گرد

(نسیم)

(ب) صناع لفظی

صناع لفظی میں الفاظ کے استعمال میں تبدیلی کر کے یا خصوصی اہتمام کر کے شعروں میں خوبصورتی پیدا کی جاتی ہے مثلاً صنعت منقوط میں اشعار کے اندر ایسے الفاظ لائے جاتے ہیں جو نقطہ دار ہوتے ہیں۔ اسی طرح صنعت غیر منقوطہ میں بے نقط الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں مثلاً انشاء کا یہ شعر دیکھیں۔

اور کس کا آسرا ہو سرگروہ اس راہ کا
آسرا اللہ اور آلِ رسول اللہ کا

صنعت توسیم میں قافیے کی بنیاد ایسے حروف پر رکھی جاتی ہے کہ ممدوح کا نام اس میں آ جاتا ہے اس صنعت کا یہ شعر ملاحظہ کیجئے۔

سرگرم صنعت تیرا دنیا میں ہر انساں ہے
اے مظہر خوبی تو الطاف علی خاں ہے

صنعت معرب میں ایسے الفاظ لائے جاتے ہیں جو کہ یا تو صرف مضموم ہوتے ہیں یا مفتوح ہوتے ہیں یا بکسرہ ہوتے ہیں۔ اس صنعت کا یہ شعر دیکھیں تمام الفاظ مضموم ہیں۔

صُلصل و سُنبل گُل و بُلبل
مجھ کو جو ہوں حصول خوب ہو یار

صناع لفظی سے متعلق بے شمار صنعتیں ہیں مگر ان میں سے درج ذیل مقبول عام ہیں۔

1- صنعت تجنیس 2- صنعت توسیم 3- صنعت ایداغ 4- صنعت اشتقاق 5- صنعت منقوص 6- صنعت مشجر 7- صنعت ترصیع 8- صنعت ترصیع مع التجنیس 9- صنعت متلون 10- صنعت مخدوف 11- صنعت تنسیق الصفات 12- صنعت ذوالقوافی 13- صنعت لزوم مالایلزم 14- صنعت منقوطہ 15- صنعت غیر منقوطہ 16- صنعت سیاق الاعداد 17- صنعت توشیح 18- صنعت واسع الشفتین 19- صنعت معرب 20- صنعت رقطا 21- صنعت خیفا 22- صنعت فوق النقاط 23- صنعت تحت النقاط 24- صنعت متصل الحروف 25- صنعت منفصل الحروف 26- صنعت منشاری 27- صنعت تلمیع 28- صنعت جامع الحروف 29- صنعت تاریخ گوئی 30- صنعت چیستاں 31- صنعت قلب 32- صنعت ردالعجز 33- صنعت محاذ 34- صنعت قطار العبیر

1- صنعت تجنیس

اس صنعت میں دو ایسے الفاظ لائے جاتے ہیں جو کہ تلفظ میں ایک دوسرے کے مشابہ ہوتے ہیں مگر نوع کے لحاظ سے یا معانی کے اعتبار سے مختلف ہوتے ہیں۔ صنعت تجنیس کی درج ذیل اقسام ہیں۔

i- تجنیس تام ii- تجنیس مرکب iii- تجنیس مرفوء iv- تجنیس خطی v- تجنیس محرف vi- تجنیس زائد و ناقص vii- تجنیس مذیل viii- تجنیس مضارع ix- تجنیس لاحق

i- تجنیس تام:

اس میں دونوں الفاظ کی نوع علیحدہ ہوتی ہے مثلاً ایک اسم ہو اور دوسرا فعل ہو (تجنیس تام مستوفی) یا دونوں الفاظ ایک نوع کے ہوں مگر ان کے معانی میں فرق ہو (تجنیس تام مماثل) مثال کے طور پر لفظ کل کے معنی گزرا ہوا کل اور آنے والا کل دونوں ہو سکتے ہیں۔

تجنیس تام مستوفی کی مثال مرزا انیس کا یہ شعر ہے۔

خیبر میں کیا گزر گئی روح الامین پر
کاٹے ہیں کس کی تیغ دو پیکر نے تین پر

اس شعر کے پہلے مصرع میں پر حرف ہے جبکہ دوسرے مصرع میں اسم ہے تجنیس تام مماثل کی مثال ذوق کا یہ شعر دیکھیں۔

ماہ گہنے کے لئے ہے نہ کہ گہنے کے لئے
تیرے کنٹھے کا کہوں کیا اسے زیبا گوہر

پہلے مصرع میں گہنا مصدر ہے جبکہ دوسرے مصرع میں اسم جامد ہے۔

ii- تجنیس مرکب

اس میں ایک لفظ کو دو کلموں کی ترکیب سے حاصل کیا جاتا ہے۔ دبیر کے درج ذیل شعر میں آئی نہ اور آئینہ کا استعمال دیکھیں۔

صادق مثال شمس و قمر کی نہ آئی نہ
کیا تاب منہ تو دیکھ جو بر رُو ہو آئینہ

iii- تجنیس مرفوء

اس میں ایک لفظ مفرد ہوتا ہے اور دوسرا لفظ کسی دوسرے کلمہ کے جز سے مرکب ہوتا ہے۔ شاہ حاتم کا یہ شعر اس کی مثال ہے۔

ان سیم بروں کے ساتھ سونا معلوم
قسمت میں لکھی ہے خاک سونا معلوم

iv- تجنیس خطی

اس صنعت میں دو الفاظ بغیر رعایت نقاط وحرکات مشابہ ہوتے ہیں دبیر کے اس شعر میں غرق اور عرق کا استعمال تجنیس خطی کی مثال ہے۔

منہ غرق عرق دیکھئے خورشید ہوا تر
ابرو سے ٹپکتا ہے پڑا تیغ کا جوہر

v- تجنیس محرف

اس میں دونوں الفاظ مشابہ ہوتے ہیں مگر حرکات وسکنات میں مخالف ہوتے ہیں جیسے بَیر (مفتوح) کے معنی عداوت اور بیر (مکسور) کے معنی میوہ کے ہیں۔ ناسخ کے درج ذیل شعر میں رہا اور رہا کا استعمال دیکھیں۔

یہ بھی نہ پوچھا کبھی صیاد نے
کون رَہا کون رِہا ہو گیا

vi- تجنیس زاید و ناقص

اس میں ایک لفظ دوسرے لفظ سے بقدر ایک حرف زیادہ ہوتا ہے یا کم ہوتا ہے مثلاً پیمان اور پیمانہ۔ آشفتہ کے اس شعر میں رشتہ اور برشتہ کا استعمال دیکھیں۔

رشتہ توڑا برشتہ الفت کا
دیکھ اس نے شکستہ حال ہمیں

vii- تجنیس مذیّل

اس میں ایک لفظ دوسرے لفظ سے دوحرف زاید رکھتا ہے مثلاً شب اور شبنم۔ ذوق کا یہ شعر دیکھیں اس میں مانگ اور مانگتی کا استعمال تجنیس مذیّل ہے۔

مانگ سے اس کی مانگتی ہے بھیک
مہ کا کاسہ لئے شب تاریک

viii- تجنیس مضارع

دونوں الفاظ کے حروف متحد المخرج یا قریب المخرج ہوں مگر ایک حرف سے زیادہ

مختلف نہ ہو۔ ذوق کے اس شعر میں علم اور حلم تجنیس مضارع ہے۔

عقل میں شمس ہے تو علم میں کان گوہر
فضل میں کعبہ ہے تو حلم میں کوہ رحمت

ix- تجنیس لاحق

دونوں الفاظ کے بعض حروف میں اختلاف ہو مگر یہ اختلاف ایک حرف سے زیادہ نہ ہو۔ جرأت کا درج ذیل شعر دیکھئے۔ (پند۔ ہند)

ناصح کتاب پند کی کر بند ہم سے آہ
یہ حرف عشق دل سے مٹایا نہ جائے گا

2- صنعت توسیم

اس صنعت میں شاعر قافیے کی بنیاد ایسے حروف پر رکھتا ہے کہ ممدوح کا نام اس میں آجاتا ہے۔ شاہ نصیر ایک قصیدے میں الطاف علی خان کی تعریف صنعت توسیم میں کرتے ہیں۔

سرگرم صفت تیرا دنیا میں ہر انساں ہے
اے مظہر خوبی تو الطاف علی خاں ہے

3- صنعت ایداغ

اس میں ممدوح کو ایسے الفاظ سے یاد کیا جاتا ہے کہ ان سے اس کا نام نکل آتا ہے مثلاً ذوق مغل شہنشاہ بہادر شاہ ظفر کی مدح میں کہتے ہیں۔

ابو ظفر شہ والا گہر بہادر شاہ
سراج دین نبی سایہء خدائے قدیر

4- صنعتِ اشتقاق

کلام میں ایک اصل لفظ کے ساتھ ایسے الفاظ لائے جاتے ہیں جن میں اصل کے حروف ترتیب وار موجود ہوتے ہیں مثلاً ذوق کا یہ شعر دیکھیں۔

تو مرے حال سے غافل ہے پر اے غفلت کیش
تیرے اندازِ تغافل نہیں غفلت والے

5-صنعتِ منقوص

اس صنعت میں جب کسی شعر کے مصرعوں کا آخری لفظ حذف کر دیا جائے تو دوسرا وزن حاصل ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر درج ذیل شعر کے دونوں مصرعوں کا وزن مفعول مفاعلن مفاعلین فع ہے۔ اگر ان مصرعوں کے آخر میں چپ رہ کے الفاظ حذف کر دیں تو وزن مفعول مفاعلن فعولن رہ جاتا ہے۔

بے رحم جلانہ جی کو میرے چپ رہ
معلوم ہیں مجھ کو مکر تیرے چپ رہ

6-صنعتِ مشجر

اس صنعت میں اشعار کو ایک درخت کی شکل میں لکھا جاتا ہے۔ مختلف مصرعوں سے تنا اور شاخیں بنائی جاتی ہیں۔

7-صنعتِ ترصیع

اس صنعت میں پہلے اور دوسرے مصرع میں ہم قافیہ الفاظ بالترتیب لائے جاتے ہیں مثلاً نصرت کا یہ شعر دیکھیں۔

عالم ہیں یہ علیم ہیں یہ باخبر ہیں یہ
حاکم ہیں یہ حکیم ہیں یہ داوگر ہیں یہ

8-صنعتِ ترصیع مع الجنیس

یہ صنعت ترصیع کی ایک قسم ہے جس میں مصرع ثانی میں وہی الفاظ ہوتے ہیں جو کہ مصرع اول میں ہوتے ہیں مگر ان کے معانی الگ ہوتے ہیں مثلاً کرم رام پوری کا یہ شعر دیکھیں۔

نہ وہ پہنچا نہ کلائی ہے ہات
نہ وہ پہنچا نہ کل آئی ہے ہات

9-صنعت متلون

اس صنعت میں ایک شعر کی تقطیع ایک سے زیادہ اوزان میں کی جا سکتی ہے مثلاً نجم الغنی کے درج ذیل شعر کی تقطیع دو اوزان یعنی فاعلاتن فاعلاتن فاعلن اور مفتعلن مفتعلن فاعلن میں کر سکتے ہیں۔

مجھ سے وہ جب سے جدا گلفام ہے
چین ہے دل کو نہ کچھ آرام ہے

10-صنعت مخدوف

اس صنعت کی رو سے اگر ہر مصرع سے کوئی لفظ دور کر دیا جائے تو دوسرا وزن پیدا ہو جائے۔ مثلاً درج ذیل اشعار میں مصرع اول سے مجھ کو مصرع دوم سے بندہ مصرع سوم سے اس میں اور مصرع چہارم سے کچھ بھی حذف کر دینے سے رباعی کا وزن بچتا ہے۔

مجھ کو رسوا نہ کر اے آفت جاں بہر خدا
بندہ تیرا ہوں میں کر رحم میاں بہر خدا
اس میں کیا فائدہ گر مجھ کو کیا تو نے قتل
کچھ بھی انصاف کر اے سرو رواں بہر خدا

11-صنعتِ تنسیق الصفات

اس صفت میں کسی شخص یا چیز کی اچھی یا بری صفات کا ذکر تسلسل سے کیا جاتا ہے مثلاً ذوق بادشاہ کی مدح کرتے ہوئے کہتا ہے۔

وہ شہنشاہ بہادر شہ کسریٰ انصاف
خسرو جم خدم و داورِ دارا حشمت
قوتِ ملت ودیں قامع کفرو الحاد
حامیء شرع نبی ماحیء شرک و بدعت

12- صنعت ذوالقوافی

اس صنعت میں ایک شعر میں دو یا زیادہ قافیے لائے جاتے ہیں مثلاً بقول خوشتر

سکندر طالع و جمشید اقبال
ہمایوں صورت و خورشید تمثال
نہ دے گا تو یہاں گر داد میری
کروں گی حشر میں فریاد تیری

اگر دو قافیوں کے درمیان ردیف لایا جائے تو اس صنعت کو ذوقافتین مع الحاجب کہتے ہیں مثال کے طور پر ترانہ شوق

رنگیں سخنی میں لعلِ احمر
شیریں دہنی میں حوضِ کوثر

اس شعر میں ردیف حاجب 'میں' ہے۔

13- صنعتِ لزوم مالایلزم

اس صنعت کو اعنات، تشدید، التزام اور تضمین بھی کہا جاتا ہے اس میں شاعر ایک یا زیادہ غیر ضروری الفاظ (امور) کا اعادہ کرتا ہے۔ مثال کے طور پر یہ اشعار دیکھئے۔

نوع بشر میں تھے نہاں آتش و باد و آب و خاک
عشق نے کر دیئے عیاں آتش و باد و آب و خاک

(انشاء)

ہوویں کب پانچوں حواس اور دل و جاں ساتوں ایک
پر تجھے دیکھ کر ہوتے ہیں میاں ساتوں ایک

(حسرت)

14- صنعتِ منقوطہ

اس صنعت میں شاعر اپنے تمام اشعار میں ایسے الفاظ لاتا ہے جو کہ نقطہ دار ہوتے

ہیں۔ مثلاً درج ذیل اشعار دیکھیں۔

نے تیغ نے شقی بچے نے تیغ زن بچے
بنی بچی نہ چین جبیں نے ذقن بچے

(نصرت)

پیش بیں تخت نشیں زینت بخش ذی فیض
بہ غضب، تیغ زن چین جبیں زیبا

(نظام)

15- صنعت غیر منقوطہ

اس صنعت میں اشعار میں بے نقط الفاظ لائے جاتے ہیں اسے صنعت مہملہ اور صنعت عاطلہ بھی کہتے ہیں۔

سلسلہ گر کلام کا وا ہو
سامع دردِ دل کو سودا ہو
دل کو سو سو طرح سرور ہو آہ
وہ دلا رام گر ہمارا ہو

(انشاء)

اور کس کا آسرا ہو سرگروہ اس راہ کا
آسرا اللہ اور آلِ رسول اللہ کا

(انشاء)

ہم طالع ہما مرا وہم رسا ہوا
طاؤسِ کلکِ مدح اڑا اور ہما ہوا

16- صنعت سیاق الاعداد

اس صنعت میں شاعر اپنے کلام میں اعداد کا ذکر کرتا ہے۔ صفدر کے یہ اشعار اس

صنعت سے متعلق ہیں۔

بارہ بروج و شش جہت ہفت آسماں
ماتم میں پنج تن کے ہیں شش در جدا جدا

17- صنعت توشیح

اس صنعت میں جب تمام اشعار کے پہلے حروف کو جمع کیا جاتا ہے تو اس سے کوئی نام یا مطلوبہ لفظ حاصل ہو جاتا ہے مثلاً درج ذیل اشعار سے دوست کا لفظ حاصل ہوتا ہے۔

درد و غم داغ ہجر رنجِ فراق
وقف دل بل بے حوصلہ دل کا
سخت تڑپے ہے اب کروں کس سے
تجھ سوا ہجر میں گلہ دل کا

18- صنعتِ واسع الشفتین

عبارت یا مصرع یا شعر میں ایسے کلمات لائے جاتے ہیں جن کو پڑھتے ہوئے لب سے لب نہیں ملتے۔ امین بنارسی کا یہ شعر دیکھیں۔

جی سے کہہ دو کہ آہ سرد کے ساتھ
ٹھنڈے ٹھنڈے چلے تو چل نکلے

19- صنعتِ معرب

عبارت میں صرف ایسے الفاظ لائے جاتے ہیں جو کہ یا تو صرف مضموم ہوتے ہیں یا مفتوح ہوتے ہیں یا بکسرہ ہوتے ہیں۔

صُلصل و سُنبل گُل و بُلبل
مجھ کو جو ہوں حُصول خوب ہو یار

(مضموم)

گُل کا وَعدہ کر گیا ہے گُل صنم
گر نہ آیا آج تو ہے بَس غَضَب

(مفتوح)

ضِد سے کی یہ فِکر بِسمل کے لئے
تیر بھی تھے اس مرے دِل کے لئے

(بکسرہ)

20- صنعت رقطا

اس صنعت میں شاعر ایک مصرع، شعر یا پوری غزل میں ایک حرف بے نقطہ اور ایک حرف نقطہ دار علی الترتیب استعمال کرتا ہے۔ مثال کے طور پر نصرت کے یہ اشعار دیکھیں۔

کیا غرب و شرق و چرخ ہے کیا فرشِ رن ہے کیا
دشمن کی ہے اجل یہ پری و پری لقا
بس بس یہ برق وش ہے و یا جاں ستاں دیا
صنعت ہے حق کی آب ہے کیا شانِ کبریا

21- صنعت خیفا

اس صنعت میں ایک کلمے کے سب حروف بے نقط ہوتے ہیں جبکہ دوسرے کلمے کے حروف نقطہ دار ہوتے ہیں (نوٹ: صنعت رقطا میں حروف علی الترتیب بے نقط یا نقطہ دار ہوتے ہیں جبکہ فیفا میں پورا کلمہ بے لفظ یا نقطہ دار ہوتا ہے)
مثال کے طور پر صہبائی کا یہ شعر صنعت خیفا میں ہے۔

شب کو جشنِ سرور تخت رہا
کارِ فیض مدارِ بخت رہا

22- صنعت فوق النقاط

اس صنعت کو صنعت فوقانیہ بھی کہا جاتا ہے اس میں ایسے حروف استعمال کئے

جاتے ہیں جن میں نقطہ دار حروف کے سب نقطے حروف کے اوپر ہوتے ہیں مثلاً فرد، زمانہ، آتش وغیرہ مثال کے طور پر نصرت کا یہ شعر صنعت فوقانیہ میں ہے۔

وہ خوں فشاں وہ شعلۂ آتش وہ دم وہ خم
وہ قہر حق وہ آفتِ تازہ وہ تازہ دم

23- صنعت تحت النقاط

اسے صنعت تحتانیہ بھی کہتے ہیں اس صنعت میں استعمال کئے جانے والے نقطہ دار حروف نیچے کا نقطہ رکھتے ہیں۔ مثلاً: میرے پیارے بڑے رسید وغیرہ۔ اس صنعت کے چند اشعار درج ذیل ہیں۔

جس دم چلی حسام عدو کی سپاہ پر
اک آگ سی لگی جو گئی کوہ و کاہ پر
چمکی کبھی گری کبھی ہر رو سیاہ پر
لپکی کبھی عدو پر کبھی مہر و ماہ پر (نصرت)

24- صنعتِ متصل الحروف

اسے صنعت موصل بھی کہتے ہیں اس میں عبارت یا نظم کے سب حروف ملکر لکھے جاتے ہیں مثلاً موصل دو حرفی، موصل سہ حرفی وغیرہ۔ اس صنعت کے درج ذیل اشعار دیکھیں۔

غم فرقت سے کوفت ہے جی پر
ہم سے غافل ہے تو بتِ کافر
(موصل دو حرفی)

(اس میں غم فرقت، سے کوفت اور ہے جی اکٹھے پڑھے جاتے ہیں)

ظلم کیا کیا جفائیں کیا کیا ہیں
عشق میں بھی بلائیں کیا کیا ہیں (موصل سہ حرفی)

(اس میں ظلم کیا گیا اور جفائیں کیا کیا الگ الگ ہیں)

25- صنعتِ منفصل الحروف

اسے صنعت مقطع بھی کہتے ہیں اس میں نظم یا نثر کے تمام حروف کتابت میں الگ الگ لکھے جاتے ہیں۔ مثلاً یہ اشعار دیکھیں:

گئے گھر سے جو ہم اپنے سویرے
سلام اللہ خاں صاحب کے ڈیرے
(سوز)

کہنے لگا کیا مزا ہے دل خواہ
اے آدم زاد! واہ وا واہ
(نسیم)

26- صنعتِ منشاری

اس صنعت میں کوئی فقرہ، مصرع یا مکمل شعر ملکر لکھا جاتا ہے اور اس کے حروف آری کے دندوں کی شکل میں ہوتے ہیں۔

کیفیتیں تبھی ہیں جو ہوتا ہے تال پر
تن تن تنن تنن تنن در تنن میں رقص

27- صنعتِ تلمیع

اس صنعت کو ذولسانین بھی کہتے ہیں اس میں مختلف زبانوں کے الفاظ کو جمع کیا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر درج ذیل اشعار دیکھیں۔

کیا حمد کہوں تیری مجھے کچھ نہیں یارا
ما من خلق الخلق ولیلا و نہارا
(حسرت)

اب تاب نہیں ہجر کی از پردہ بدر آ
مشتاق ترے وصل کا ہر پیرو جوان ست
(کشفی)

شاہ ایراں یہی لکھتا ہے تجھے عرضی میں
جو کہ من ہم زعنایات تو حظے ببرم

(انشا)

28- صنعت جامع الحروف

اس صنعت میں کوئی فقرہ یا شعر ایسا لکھا جاتا ہے جس میں تمام حروف تہجی سما جاتے ہیں۔ مثلاً نظام کا یہ شعر دیکھیں تمام عربی حروف موجود ہیں۔

مظہر فیض و عطا منعم ذی جو دو سخا
صلح کل مشرب و ثابت قدم روز وغا

29- صنعت تاریخ گوئی

اس صنعت میں کسی جزو مصرع، مکمل مصرع یا شعر سے کسی واقعہ کا سال یا کسی شخص کی تاریخ پیدائش یا تاریخ وفات نکالی جاتی ہے یہ سال الفاظ کے ذریعے یا اعداد کے ذریعے نکالا جاتا ہے۔ اس مقصد کے لئے تمام حروف تہجی کے لئے اعداد مقرر کئے گئے ہیں (تفصیل کے لئے دیکھئے باب فن تاریخ گوئی) اس صنعت کی مثالیں درج ذیل اشعار ہیں۔

گیارہ سو اکیاسی ہجری کی تھی
یہی سال تاریخ رحلت کی تھی

(تسلیم)

سیماب اکبر آبادی نے علامہ اقبال کا سال وفات نکالا (1938ء عیسوی)
شاعر مشرق گزشت

1938=727+640+571

30- صنعتِ چیستاں

اس کو پہلی اور لغز بھی کہتے ہیں کیونکہ اس کے ذریعے اشعار میں دی گئی صفات سے کسی چیز کی نشاندہی کی جاتی ہے مثلاً درج ذیل شعروں سے آسمان اور تارے مراد

ہے۔

ایک تھال موتیوں سے بھرا
سب کے سر پر اوندھا دھرا
چاروں طرف وہ تھال پھرے
موتی اس سے ایک نہ گرے

(ظفر)

31- صنعتِ قلب

اس میں مقدم اور مؤخر الفاظ کو استعمال کیا جاتا ہے مثلاً کاخ، خاک، رات، تار اور فرش، شرف کے الفاظ۔ مثلاً دبیر کا یہ شعر دیکھیں۔

سر تاجِ فلک فرش در شاہ نجف ہے
اس فرش کو دیکھا جو الٹ کر تو شرف ہے

32- صنعتِ رد العجز

اس صنعت میں جو لفظ عجز (مصرع ثانی کے آخری جزو) میں موجود ہو وہی صدر (مصرع اول کے جزو اول) میں مذکور ہوتا ہے مثلاً نسیم دہلوی کا یہ شعر

خط نامہ بر کو پھیر دیا اور یہ کہا
کہنا کہ ہم نے جان لیا مدعائے خط

اور گویا کا یہ شعر

محمدؐ سے صفت پوچھو خدا کی
خدا سے پوچھیے شانِ محمدؐ

33- صنعت محاذ

اس صنعت میں مصرع اوّل کا لفظ آخر اور مصرع ثانی کا لفظ اول ہوتا ہے اور تیسرے مصرع کا آخری لفظ چوتھے مصرع کا یہ پہلا لفظ ہوتا ہے مثلاً ضامن علی جلال

کے درج ذیل اشعار دیکھئے۔

گردن تری شیشہ آنکھ ہے پیمانہ
پیمانہء کی طرح چال ہے مستانہ
مستانہ ہر اک روش ادائیں سرشار
سرشار نگہ ہے ساقی میخانہ

(ضامن علی جلال)

34- صنعت قطار البعیر

اس میں بھی شعر میں مصرع اول کا لفظ آخر اور مصرع آخر کا لفظ اول ایک سے ہوتے ہیں۔ مثلاً ظفر کا یہ شعر

ہو گیا جس دن سے اپنے دل پر اس کو اختیار
اختیار اپنا گیا بے اختیاری رہ گئی

(نوٹ: علم بدیع کی تفصیل کے لئے دیکھیں احسان اللہ ثاقب کی کتاب انسائیکلوپیڈیا عروض وشعر)

باب نمبر 19

معائب سخن

معائب سخن سے مراد شاعری کے عیوب ہیں۔ ان عیوب میں شترگربہ، غلط تلفظ، گرامر کے قواعد سے انحراف اور تنافر نمایاں ہیں۔ اچھی شاعری نہ صرف خوبصورت مترنم الفاظ اور خیال آفرینی کا ایک دلکش مرقع ہوتی ہے بلکہ یہ عربی، فارسی، اردو اور ہندی زبانوں کے طے شدہ قواعد وضوابط کے دائرہ کار میں رہتے ہوئے صناع لفظی، صناع معنوی، سہل ممتنع اور علم بیان کا آئینہ ہوتی ہے ایک اچھا شاعر فن عروض کا شناسا ہونے کے ساتھ ساتھ کلام کے معائب ومحاسن سے بھی آگاہ ہوتا ہے۔ شعرائے کرام کو چاہئے کہ وہ شعری عیوب سے پاک کلام تخلیق کریں۔ معائب سخن میں درج ذیل عیوب شامل ہیں۔

1- شترگربہ 2- شکست ناروا 3- ضعف تالیف 4- غرابت لفظی
5- توالی اضافت 6- ابتذال 7- تغیر 8- تناقض
9- تعقید 10- اخلال 11- تنافر کلمات 12 مہمل گوئی
13 کراہت سمع 14- تطویل 15- اجتماع ردیفین 16- غلط تلفظ
17- گرامر کے قواعد سے انحراف

1- شترگربہ

شترگربہ سے مراد ایک ہی مصرع یا ایک شعر میں تو۔ تیرا۔ تجھے کے ساتھ تم۔ تمہارا۔ تمہیں لانا یا میں۔ میرا۔ مجھے کے ساتھ ہم۔ ہمارا اور ہمیں کے کلمات یکجا کرنا ہے۔ اسی طرح کلمات تعظیم اور تحقیر مثلاً آپ اور تیری کو اکٹھا کرنا بھی شترگربہ کے زمرے میں آتا ہے۔ مثلا:

تیری آنکھوں کا بھی جواب نہیں
آپ سے بڑھ کے آفتاب نہیں

2- شکست ناروا:

شکست ناروا کا عیب ان بحروں میں واقع ہوتا ہے جن میں مصرع دو برابر حصوں میں تقسیم ہو جاتا ہے۔ شاعری کا تقاضا ہے کہ ہر ٹکڑا مکمل ہو اور کوئی لفظ ٹوٹ کر اگلے ٹکڑے (حصے) میں نہ جائے۔ مثلاً بحر محبت کا ایک وزن مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلاتن ہے۔ اگر غالب کے اس شعر کی تقطیع اس وزن میں کی جائے تو یہ شتر گربہ کی زد میں آ جاتا ہے۔

عجب نشاط سے جلاد کے چلے ہیں ہم آگے
کہ اپنے سایے سے سر پاؤں سے ہے دو قدم آگے

تقطیع کریں تو پہلے مصرع کا ٹکڑا ''عجب نشاط سے جلا'' مفاعلن فعلاتن میں ہے جبکہ جلاد کا دال اگلے مفاعلن فعلاتن میں چلا جاتا ہے۔ اس طرح جلاد دولخت ہو گیا ہے (دیکھئے تفہیم العروض ڈاکٹر جمال الدین جمال تفعیل 32 صفحہ 332 (بحر ہزج)

مفاعلن۔فعلاتن = مفاعلن۔فعلاتن

عجب نشا۔ط سے جلا = د کے چلے۔ہَ ہما گے

دوسرے مصرع میں بھی پاؤں کا پا پہلے ٹکڑے میں اور 'وں' دوسرے ٹکڑے میں ہے۔

مفاعلن۔فعلاتن = مفاعلن۔فعلاتن

کہ اپنے سائے سے سرپا = وَ سے ہے دوقدم آگے

3- ضعف تالیف

ضعف تالیف سے مراد محاورے کے خلاف الفاظ کا استعمال یا ضمائر و حروف ربط کو ایسی تقدیم و تاخیر سے لانا کہ کلام روز مرہ اہل زبان کی نفی کرے مثال کے طور پر میر کا یہ شعر دیکھیں۔

چودہ ہیں طبق چار دہ معصوم سے قائم
ہر ایک انہوں میں سے ہے سرور دو جہاں کا

لیکن محاورہ یوں ہے کہ ''چودہ طبق چار دہ معصوم سے قائم ہیں''

آتش کا یہ شعر بھی ضعف تالیف کی مثال ہے کیونکہ محاورہ ''بمنز لے'' ہے:

نہیں غم تیغ ابروئے صنم سے قتل ہونے کا
شہادت بھی بمنزل فتح کے ہے مردِ غازی کو

4- غرابتِ لفظی

نامشہور اور غیر مانوس الفاظ کا استعمال غرابت لفظی کہلاتا ہے مثلاً ذوق نے ایک قصیدے میں ایاق، مہراق، اتراق، قشقلاق کو بطور قافیہ استعمال کیا ہے۔ اسی طرح سودا نے کھدنت، کٹر کنت، چودنت کے قافیے باندھے ہیں۔ انشا کا یہ شعر دیکھئے۔

بردرِ حیدر صفدر مجھے نہ کر محتاج
بہ چوب چینی و قیصوم و درج و عشبہ و شیخ

5- توالی اضافت

یہ عیب اس وقت پیدا ہوتا ہے جب پے وَر پے اضافتوں کا استعمال برا معلوم ہوتا ہے۔ درج ذیل اشعار توالی اضافت کی مثالیں ہیں۔

قربانِ صنعتِ قلمِ آفرید گار
تھی ہر ورق پہ صنعتِ ترصیع کردگار

(انیس)

آہ کل دل کو درد کہ رکھا ہم کو
جنبشِ چینِ جبینِ بتِ چیں نے بے چین

(انشا)

6- ابتذال

ابتذال سے مراد بے قدر الفاظ کا استعمال ہے مثلاً سودا کا یہ شعر ابتذال کی ترجمانی کرتا ہے۔

کہتے ہیں نیلم جسے تھا فی الحقیقت میں وہ لعل
ہو گیا ہے رشک سے تجھ لب کے رنگ اس کا کبود

7- تغیر

تغیر سے مراد الفاظ کو ان کی اصل شکل وصورت سے ہٹ کر استعمال کرنا ہے۔ میر کا یہ شعر دیکھیں پلید کی جگہ پلیت استعمال کیا گیا ہے۔

ہزار شانہ و مسواک و غسل شیخ کرے
ہمارے عندیہ میں تو ہے وہ خبیث و پلیت

8- تناقض

تناقض سے مراد کلام میں ایک معنی کے خلاف دوسرے معنی لانا ہے۔ مثلاً آتش کے اس شعر میں کافر اور خوش اعتقاد ہونے میں تضاد ہے۔

سبودا ہے دل کو زلفِ گرہ گیر یاد سے
دل بستگی ہے کافرِ خوش اعتقاد سے

9- تعقید

جب کلام اپنے معنوں پر بظاہر دلالت نہ کر سکے یعنی دلالت تو ہوتی ہو مگر صریح نہ ہو تو یہ عیب تعقید کہلاتا ہے۔ اس کی دو اقسام ہیں۔

1- تعقید لفظی 2- تعقید معنوی

تعقید لفظی میں الفاظ کی تقدیم و تاخیر اور وصل و فصل سے کلام میں خلل واقع ہو جاتا ہے۔ درج ذیل اشعار تعقید لفظی کی مثالیں ہیں۔

سر کو سودا ہے کسی کاکل کا
دل ہے زنجیر کا پابند اپنا
(آتش)

دیتا نہ اگر دل تمہیں لیتا کوئی دم چین
کرتا جو نہ مرتا کوئی دن آہ و فغاں اور (غالب)

تعقید معنوی کی صورت میں مشکل پسندی، قصہ نامشہور یا نازک بیانی کے باعث

عبارت یا شعر کا مفہوم جلدی سمجھ میں نہیں آتا۔ مثلاً:

یک الف بیش نہیں صیقلِ آئینہ ہنوز
چاک کرتا ہوں میں جب سے کہ گریباں سمجھا غالب

اس شعر میں غالب یہ کہنا چاہتا ہے کہ صیقل سے جو خط آئینے پر پڑتا ہے وہ ہو بہو الف کی طرح ہوتا ہے گویا آئینہ ابھی الف کی مشق کر رہا ہے مگر چاک گریباں اپنا کہ وہ بھی بصورت الف تھا سینکڑوں شکلیں اس کی گئیں تو معلوم ہوا کہ مشق گریباں دری میں آئینہ مبتدی ہے اور شاعر کا گریبان مبتدی ہے۔

10- اخلال

اس سے مراد کسی موزوں اور مناسب لفظ کی جگہ کوئی غیر موزوں بھرتی کا لفظ لانا ہے۔ مثلاً حالی کے درج ذیل شعر میں مے کدہ کی جگہ بت کدہ مناسب ہے۔

اثرِ فیضِ عام سے اس کے
کعبہ آباد و مے کدہ معمور

11- تنافر کلمات

جب عبارت میں ایسے الفاظ لائے جائیں کہ ان کو آسانی اور سرعت سے ادا نہ کیا جا سکے یعنی تلفظ میں دشواری اور ناگواری پیدا ہو جائے تو اسے تنافر کلمات کہتے ہیں۔ تنافر صوتی کو تناظر جلی اور تنافر خفی میں تقسیم کیا جاتا ہے مثلاً یہ مصرع دیکھیں:

؎ یہ خلش کہاں سے ہوتی جو جگر کے پار ہوتا

اس مصرع میں جو اور جگر کا تکرار تلفظ میں دشواری پیدا کر رہا ہے اسی طرح درج ذیل شعر میں کے کمرے کے تکرار کو تنافر کلمات کا درجہ حاصل ہے۔

سامنے یار کے کمرے کے بنایا کمرہ
دم جو توڑا تو اسی در کے مقابل توڑا

12- مہمل گوئی

مہمل گوئی سے مراد ہے کہ شاعر کا مفہوم اس کے منتخب کردہ الفاظ سے واضح نہیں

ہوتا یعنی وہ یہ وضاحت نہیں کر سکتا کہ وہ کہنا کیا چاہتا ہے۔ مثال کے طور پر یہ شعر

یہ تلاشِ متصل شمع جہاں افروز ہے
تو سنِ ادراک انساں کو خرام آموز ہے

13- کراہت سمع

اس میں شاعر یا مصنف اپنی عبارت میں ایسے الفاظ لاتا ہے جو فحش مضامین کا باعث بنتے ہیں۔ انشا کا یہ شعر دیکھیں۔

آج کیا ٹھہرے گی؟ ہاں یا کہ نہیں منہ سے تو پھوٹ
ہو گی وہ بات وہاں یا کہ یہیں منہ سے تو پھوٹ

14- تطویل

تطویل سے مراد عبارت میں ایک ہی لفظ کا تکرار یا تکرار معنوی ہے مثلاً درج ذیل شعر میں گنہہ گار، عاصی اور خطا وار تینوں الفاظ ایک ہی مفہوم کے حامل ہیں۔

گنہہ گار عاصی خطا وار ہوں
اعانت کا تجھ سے طلب گار ہوں

اسی طرح یہ شعر دیکھیں اس میں آہ کی تکرار معیوب ہے۔

کہ جب تک آہ میں آؤں گا پھر کر
یہ حمزہ آہ رہ جائے گا مر کر

15- اجتماع ردیفین

اگر مطلع کے علاوہ کسی شعر کے پہلے مصرع میں ردیف یا اس کا کوئی جزو آ جائے تو اسے اجتماع ردیفین یا تکرار ردیف کہا جاتا ہے۔ یہ ایک شعری عیب ہے۔ مثلاً میر تقی میر کی غزل ''فقیرانہ آئے صدا کر چلے کا'' ایک شعر دیکھیں۔

وہ کیا چیز ہے آہ جس کے لئے
ہر اک چیز سے دل اٹھا کر چلے
(لیے اور چلے میں پائے مجہول (لے) کا تکرار ہے)

16- غلط تلفظ

عبارت کی صحت کے لئے الفاظ کا تلفظ درست ہونا لازمی ہے مثلاً شہر بروزن فعل ہے اس میں حرف ہ بہ سکون ہے اسے ہ کو مفتوح کر کے بروزن فعلن باندھنا غلط ہے اسی طرح صبح بروزن شام ہے اسی طرح **حَرَکَت** بروزن مفعولن ہے اور لفظ وزن کی واؤ مفتوح ہے جبکہ حرف ز بہ سکون ہے۔

(نوٹ: تفصیل کے لئے دیکھئے باب نمبر 15 الفاظ کا تلفظ)

17- گرامر کے قواعد سے انحراف

عبارت کی صحت کے لئے عربی۔ فارسی۔ اردو اور ہندی گرامر کے اصولوں کی پابندی کرنا لازمی ہے۔ شاعروں اور ادیبوں کو درج ذیل عیوب سے بچنا چاہئے۔

i- ہندی الفاظ اور فارسی الفاظ کی تراکیب کا استعمال غلط ہے مثلاً دن بدن دریائے لہو، برسہا برس اور اہل دھن غلط تراکیب ہیں ان کی جگہ روز بروز، دریائے خوں، سالہا سال اور اہل زر درست ہیں۔ غلط استعمال سے بچنے کے لئے یہ جاننا ضروری ہے کہ ث، ح، خ، ذ، ص، ط، ظ، ع، غ اور ق میں سے اگر کوئی حرف کسی لفظ میں ہو گا تو وہ لفظ عربی یا فارسی ہو گا۔ اسی طرح اگر ٹ، ڈ، ڑ، بھ، پھ، تھ میں سے کوئی حرف کسی لفظ میں ہو گا تو وہ ہندی ہو گا۔

ii- فارسی الفاظ کا استعمال اضافت کے ساتھ ہونا چاہئے مثلاً:

دستِ قدرت وغیرہ درست ہے۔

iii- حروف علت (ا، و، ی) کو ہندی الفاظ میں گرایا جا سکتا ہے مگر فارسی اور عربی الفاظ میں نہیں گرانا چاہئے۔

iv- ہندی الفاظ میں درمیانی یائے (ی) کا اعلان غلط ہے مثلاً پیار کو بروزن فعول باندھنا غلط ہے اسے بروزن فعل (پار) کے باندھنا چاہئے۔

v- فارسی الفاظ میں بلا اضافت ن کا اعلان کرنا درست ہے مثلاً جان اور ایمان مگر اضافت کے ساتھ ن کا اعلان غلط ہے۔ مثلاً آفت جان غلط ہے اسے

آفت جاں ہونا چاہئے۔

-vi نہ کو کھینچنا ناجائز ہے۔

-vii یائے معروف (ی) اور یائے مجہول بعض اوقات ہندی الفاظ کے آخر میں ساقط ہو جاتے ہیں اور شمار میں نہیں آتے مگر یہ دونوں عربی اور فارسی الفاظ کے آخر سے ساقط نہیں کرنے چاہئیں۔

-viii جس واؤ یا ی پر ہمزہ ہو اسے دو حرف شمار کرنا چاہئے۔

-ix ہائے مخلوط مثلاً بھ، پھ، تھ کو تقطیع میں شمار نہیں کرنا چاہئے۔

-x دو کلموں کے درمیان آنے والی واؤ عطف مثلاً گل و لالہ۔ دل و جاں وغیرہ کو گرانا جائز ہے۔

-xi کوچہ۔ نامہ۔ جامہ اور نہ جیسے الفاظ کے آخر میں واقع ہائے کو گرانا چاہئے۔

-xii الف ممدودہ (آ) کے دو الف شمار کرنے چاہئیں۔

-xiii کسرہ (زیر) کی علامت کو اگر کھینچ کر پڑھا جائے تو اسے ایک حرف شمار کرنا چاہئے۔

باب نمبر 20

فنِ تاریخ گوئی

فن تاریخ گوئی کے مطابق کسی لفظ، جملہ یا مصرعہ کے اعداد سے کسی واقعہ مثلاً ولادت، موت، فتح، شکست، تخت نشینی اور تصنیف وغیرہ کے سال وقوع کو نکالا جاتا ہے۔ مثلاً سیماب اکبرآبادی نے علامہ اقبال کی وفات کی تاریخ درج ذیل الفاظ میں کہی۔

شاعرِ مشرق گزشت 571+640+727=1938ء

تاریخ گوئی کے لئے حروف کی قیمتیں درج ذیل ہیں۔

ا	ب	ج	د	ہ	و	ز	ح	ط	ی	ک	ل	م	ن
1	2	3	4	5	6	7	8	9	10	20	30	40	50

س	ع	ف	ص	ق	ر	ش	ت	ث	خ
60	70	80	90	100	200	300	400	500	600

ذ	ض	ظ	غ
700	800	900	1000

حروف ابجد کی اس ترتیب اور حروف کی قیمتوں کو یاد رکھنے کے لئے درج ذیل مہمل الفاظ تشکیل دیئے گئے ہیں۔

ابجد۔ ہوز۔ حطی۔ کلمن۔ سعفص۔ قرشت

ابجد	ہوز	حطی	کلمن	سعفص	قرشت
اب ج د	ہ و ز	ح ط ی	ک ل م ن	س ع ف ص	ق ر ش ت

تاریخ گوئی کے اُصول

تاریخ گوئی کے لئے درج ذیل اصول مرتب کئے گئے ہیں۔

1- ہمزہ کا عدد شمار نہیں کیا جاتا کیونکہ یہ کوئی مستقل حرف نہیں۔ تاہم جس حرف علت پر ہمزہ ہو اسے شمار کیا جاتا ہے۔ مثلاً

آئینہ میں ایک ی ہے اس لئے ایک یائے تحتانی شمار ہوتی ہے اور اس کا عدد 66 ہے۔

(ا+ی+ن+و=1+10+50+5)

-2 مد کے اعداد شامل نہیں کئے جاتے۔

-3 الف حجری کے اعداد و شمار نہیں کئے جاتے مثلاً اسحٰق میں الف حجری ہے اس میں الف شمار نہیں ہوگا مگر جب اسے اسحاق لکھیں گے تو الف کا حرف شمار کیا جائے گا۔

-4 اگر کوئی مشدد حرف ایک بار لکھنے میں آتا ہے اسے ایک عدد شمار کیا جاتا ہے مثلاً محمد میں دوسرا میم اگرچہ مشدد ہے مگر لکھنے میں صرف ایک بار آیا ہے اس لئے اسے ایک حرف شمار کیا جائے گا اور محمد کے اعداد م+ح+م+د (یعنی 40+8+40+4=92 ہیں۔

دوسری جانب اللہ کے لفظ میں لام کا حرف مکرر آتا ہے اس لئے اس کے دونوں لام شمار کئے جائیں گے۔ مثلاً ا ل ل ہ = 1+30+30+5=67

-5 حساب جمل کی بنیاد عربی حروف پر ہے اس لئے حساب جمل میں آواز کی بجائے مکتوبہ (لکھے ہوئے) حروف ہی شمار کئے جاتے ہیں۔

-6 کھڑے زبر، زیر، الٹے پیش، تنوین اور مد کی قیمت صفر ہوتی ہے۔

-7 فارسی کے حروف پ، چ، گ، ژ اور ہندی کے مخصوص حروف ٹ، ڈ، ڑ اپنے ہم شکل عربی حروف کے ہم عدد شمار ہوتے ہیں۔

-8 ہائے مخلوط (ھ) رکھنے والے ہندی حروف میں دونوں حروف شمار کئے جاتے ہیں مثلاً بھ، پھ اور تھ میں بالترتیب (ب اور ھ)، (پ اور ھ) اور (ت اور ھ) کے اعداد و شمار کئے جاتے ہیں۔

-9 الف ممدودہ (آ) کا ایک الف شمار کیا جاتا ہے کیونکہ یہ پڑھنے میں دو الف کی آواز دیتا ہے مگر لکھنے میں ایک الف آتا ہے۔

-10 خویش اور خواب میں و لکھنے میں آتا ہے مگر پڑھنے میں نہیں آتا اس لئے اس کا ایک واؤ شمار ہوگا۔

-11 یائے ساکن کے بعد جو یائے مشدد آتی ہے اس کے دو حرف شمار کئے جاتے ہیں۔

-12 تائے مدور کی مکتوبی شکل ہائے ہوز (ہ) کی ہے اس لئے اس کے 5 عدد شمار ہونگے اور تائے (ت) جب ال سے ماقبل متصل ہوتی ہے مثلاً رحمۃ اللعالمین وغیرہ تو پھر بھی اس کے 5 عدد لئے جاتے ہیں۔ بصورت دیگر جنت۔ راحت جیسے الفاظ میں تائے قرشت کہلاتی ہے اور اس کے 400 عدد لئے جاتے ہیں۔

-13 ہائے مختفی مثلاً چہ اور کہ میں چ اور ہ دونوں کو شمار کیا جاتا ہے۔

-14 اگر ت کو عربی یا فارسی ہائے ہوز کی صورت میں لکھا جائے تو اس کے پانچ عدد شمار کرتے ہیں۔ مثلاً زکوٰۃ۔ صلوٰۃ وغیرہ

تاریخ گوئی کی مثالیں:

-1 رسول اکرم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخ وفات (11 ہجری) از محمد زمانہ خالی ماند

زمانہ کے اعداد (103) سے محمد کے اعداد (92) نکال دینے سے تاریخ وفات 11 ہجری نکلتی ہے۔

-2 علی ہجویری داتا گنج بخش کا سال وفات (465 ہجری)

سال وصلش برآمد از سردار (سردار=465)

-3 حافظ شیرازی کا سال وفات (791 ہجری)

خاک مصلّی

62+170= ہجری

-4 آخری مغل تاجدار بہادر شاہ ظفر کا سال وفات (1279 ہجری)

ظفر جلا وطن

1180+34+65=1279 ہجری

-5 جلال لکھنوی نے عظیم مرثیہ نگار میر ببر علی انیس کا سال وفات نکالا (1291 ہجری)

ہزار سال اگر آسماں کند گردش

سخنوری نہ شود ہرگز ایں چنیں پیدا

جلال مصرع تاریخ رحلتش بہ نوشت
انیس بودہ بعالم چہ شاعر یکتا

121+17+143+8+571+431=1291 ہجری

آغا اشرف نے دبیر کی وفات (1292 ہجری) کے بعد ایک مصرع میں انیس اور دبیر دونوں کے سال وفات نکالے۔

دو داغ دونوں کے سنِ رحلت میں اے شرف
ہے ہے غم انیس میں غم ہے دبیر کا

ہے ہے غمِ انیس (15+15+1040+121=1291 ہجری)
میں غم ہے دبیر کا (100+1040+15+206+21=1292 ہجری)

6- سیماب اکبرآبادی نے علامہ اقبال کا سال وفات نکالا (1938 عیسوی)
شاعر مشرق گزشت

571+640+727+1938 عیسوی

حالی نے غالب کے ایک مشہور مصرع سے غالب کی تاریخ وفات نکالی

ناگاہ دی یہ غالب مرحوم نے صدا
سچ ہے کہ خواجہ راہ نمائی میں فرد تھا
تاریخ ہم نکال چکے، پڑھ بغیر "فکر"
حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا

8- محمد ممتاز علی خان حافظ نے داغ کے مجموعہ کلام "مہتاب داغ" کی تاریخ جمع کے طریقہ سے نکالی۔ (1310 ہجری)

میں نے جب چاہا لکھوں از روئے جمع
سال طبع اس گلشنِ اشعار کا
واردِ خاطر ہوئے الفاظ ذیل
خوش بیانی حسن معنی چوچلا

آخری مصرع کے اعداد 1310 بنتے ہیں۔

کتابیات

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف/مرتب
1	بحر الفصاحت	مولوی نجم الغنی
2	معیار البلاغت	دہی پرشاد سحر
3	گنجینۂ تحقیق	سید احمد موہانی بیخود
4	مقدمہ شعر و شاعری	الطاف حسین حالی
5	تسہیل البلاغت	مرزا محمد سجاد بیگ دہلوی
6	حدائق البلاغت	امام بخش صہبائی
7	تفہیم البلاغت	پروفیسر وہاب اشرفی
8	فرہنگ ادبی اصطلاحات	کلیم الدین احمد
9	فن شاعری	خدیجہ شجاعت علی
10	نوادر الالفاظ	سراج الدین علی خان آرزو
11	دستور الاصلاح	سیماب اکبرآبادی
12	میزان شعر	آغا شیدا کاشمیری
13	تذکرہ طبقات الشعرا	قدرت اللہ شوق
14	شعر و قافیہ	صوفی وارثی میرٹھی
15	اردو ادب کا انسائیکلوپیڈیا	ناظم سیوہاروی
16	فرہنگ ادبی اصطلاحات	کلیم الدین احمد
17	عروض کامل	کامل جونا گڑھی
18	تذکرہ مخزن نکات	قیام الدین قائم چاند پوری
19	تذکرہ شعرائے اردو	میر حسن
20	اصطلاحات شعر	مہذب لکھنوی
21	اردو غزل میں اصلاح سخن کی روایت	سہیل عباس خان
22	جوہر العروض	جوہر مراد آبادی

23	رسالہ عروض	سیماب اکبرآبادی
24	اردو عروض	حبیب اللہ خان غضنفر
25	عروض و بدیع	صابر کلوروی
26	چراغ سخن	مرزا یاس عظیم آبادی
27	اصلاح الاصلاح	امیر احسنی گنوری
28	شاگردان مصحفی	تبسم کاشمیری
29	ارباب سخن	حسرت موہانی
30	نکاتِ سخن	حسرت موہانی
31	شعور و شاعری	محمد باقر شمس
32	میزان شعر	آغا شیدا کاشمیری
33	داغ کے اہم تلامذہ	اسعد بدایونی
34	تلامذۂ مصحفی	افسر صدیقی امروہوی
35	شاگردان مصحفی	ڈاکٹر تبسم کاشمیری
36	تذکرہ ریاض الفصحا	غلام ہمدانی مصحفی
37	کائناتِ غزل	علامہ بشیر رزمی
38	ذوق کے شاگرد	انوار القیوم نیازی (مقالہ)
39	اصلاح علامہ اقبال	اسد ملتانی
40	اصلاح سیماب	سلمان سیمابی
41	جدید شعرائے اردو	ڈاکٹر عبدالوحید
42	موازنہ انیس و دبیر	شبلی نعمانی
43	اشارات تنقید	ڈاکٹر سید عبداللہ
44	تنقید شعر	انیس ناگی
45	کلید بلاغت	نظیر لدھیانوی
46	آئینہ بلاغت	مرزا محمد عسکری
47	مقدمتہ الکلام عروض و قافیہ	خورشید خاور امروہوی

48	نسیم البلاغت	جلال الدین احمد جعفری
49	کنز البلاغت	جلال الدین احمد جعفری
50	تذکرۃ البلاغت	مولوی ذوالفقار علی
51	مخزن البلاغت	مولانا سعید الدین
52	تسنیم فصاحت و العروض	علامہ ذوقی مظفر نگری
53	قواعد العروض	قدر بلگرامی
54	بحر العروض	کنہیا لال دہلوی
55	میزان الاشعار	عبدالوحید خان مضطر
56	مقیاس الاشعار	مرزا محمد جعفر اوج
57	فن شاعری	مولانا سید ظہور احمد
58	مخزن القوافی	سرکش پرشاد شاد
59	حسن تلفظ	ممتاز احمد عباسی
60	راز عروض	سیماب اکبرآبادی
61	فن شاعری	اخلاق دہلوی
62	مراۃ العروض	سید نوازش علی
63	فکر و فن	حکیم انجم فوقی
64	دستور العروض	ظفر ترمذی
65	گنج شائگاں	حسیب العین سوزاں
66	قائدہ عروض	عبدالعزیز قابل
67	اردو کا عروض	نواب فصاحت یار جنگ
68	جوہر عروض	نواب واجد علی شاہ
69	تلخیص عروض قافیہ	نظم طباطبائی
70	شہرِ غزل	احسان اللہ ثاقب
71	کاروانِ غزل	احسان اللہ ثاقب

احسان اللہ ثاقب کا علمی و ادبی سفر

- شہرِ غزل (غزلیات)
- محبت اور خوشبو (غزلیات)
- برگِ شیریں (غزلیات۔ نظمیں)
- کاروانِ غزل (غزلیات)

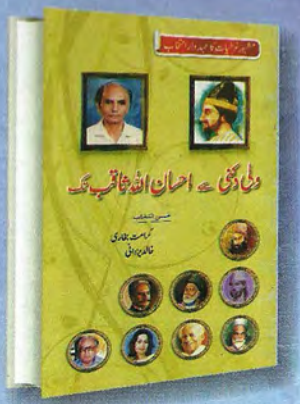

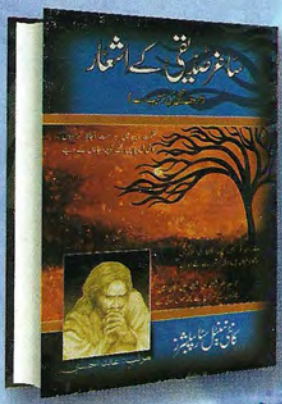

زیرِ طبع کتب

- آنکھوں میں سمندر (غزلیات۔ نظمیں)
- ستاروں بھرا آسمان (انتخاب شاعری)
- کہکشاں کہکشاں (کلیات)
- نامور شعراء کا عروضی مطالعہ
- انسائیکلوپیڈیا عروض و شعر

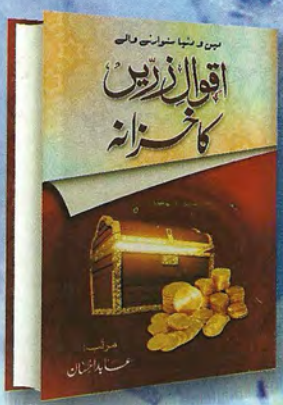

کانٹی نینٹل سٹار پبلیشرز

CONTINENTAL STAR PUBLISHERS

فیروز سنز، غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور۔ پاکستان

فون 0300-4234798